هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

رسول اللہ کا

طریق تربیت ﷺ

قرآن اور اسلام کی دعوت کو دنیا بھر میں
غالب اور مقبول عام بنانے کے لیے نبوی تربیت کے
نادر نمونے اور زرّیں اصول

www.KitaboSunnat.com

دار الابلاغ
DARULIBLAGH

تالیف
سراج الدین ندوی

نظر ثانی
مبشر احمد ربانی

اعداد و اضافہ
محمد طاہر نقاش

اللہ
اسوہ
محمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ کا

طریق تربیت

قرآن اور اسلام کی دعوت کو دُنیا بھر میں غالب اور مقبول عام بنانے
کے لیے رسول رحمت کی صحابہ کرام کو فراہم کردہ عظیم الشان
نبوی تربیت کے نادر نمونے اور زریں اصول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

جملہ حقوق اشاعت برائے دارالابلاغ محفوظ ہیں

رسول اللہ ﷺ کا

طریق تربیت

تالیف: .... سراج الدین ندوی

نظر ثانی: .... مبشر احمد ربانی

اعداد و اضافہ: .... محمد طاہر نقاش

تحقیق و تخریج: .... نصیر احمد کاشف

اشاعت اول: .... مارچ 2016ء

لاہور۔ دارالاندلس 37230549 ۔ دارالسلام شوروم 37232400 ۔ مکتبہ قدوسیہ 37230585 ۔ مکتبہ سلفیہ 37237184 ۔ کتاب سرائے 37320318 ۔
اسلامی اکیڈمی 37357587 ۔ نعمانی کتب خانہ 37321865 ۔ مکتبہ رحمانیہ 37224228 ۔ مکتبہ دارالسدی 37666587 ۔ البلاغ 35717842 ۔
البلاغ (تمل روڈ 042-35717842 گلبرگ 042-35717842 ماڈل ٹاؤن 042-35942233)

راولپنڈی۔ تجلیات علمیہ کشمیری بازار 5535168 ۔ دارالفکر اسلامی 0321-5216287 ۔ مکتبہ عائشہ 0321-5076075, 051-5551014 ۔
اسلام آباد۔ المسعود اسلامک مکس 2281358 ۔ البلاغ 2281420 ۔ دارالسلام شوروم 0321-5370378 ۔ المدنی انٹرنیشنل 0321-5014006, 051-4434618 ۔

کراچی۔ فضلی سنز 32212991 ۔ مکتبہ دارالقرآن 021-32211089 علمی کتب خانہ اردو بازار 32628038 ۔

فیصل آباد۔ مکتبہ اسلامیہ بیرون امین پور بازار 631204 ۔ مکتبہ المصطفیٰ امین پور بازار 041-2628292, 0300-6628021

پشاور۔ معراج کتب خانہ 214720 ۔ الہدیٰ اسلامک بک سنٹر 0301-6094723 حیدرآباد۔ مکتبہ المصطفیٰ 0333-2607284

واہ کینٹ۔ البلاغ 051-4541148 سیالکوٹ۔ مکتبہ رحمانیہ، ناصر روڈ سیالکوٹ 052-4591911 مکتبہ الاذان 0332-5767888

دارالابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
رحمٰن مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
0300-4453358, 042-37361428

ضروری نوٹ: اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور انسانی بساط و طاقت کے مطابق ہم نے اس کتاب کی کمپوزنگ، پروف ریڈنگ خاص طور پر عربی عبارات میں تصحیح اغلاط میں پوری طرح احتیاط کی ہے۔ لیکن پھر بھی بشری تقاضے کے تحت اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو ازراہِ کرم مطلع فرمائیں۔

آئندہ ایڈیشن میں اس کا ازالہ کر دیا جائے گا ان شاء اللہ (ادارہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

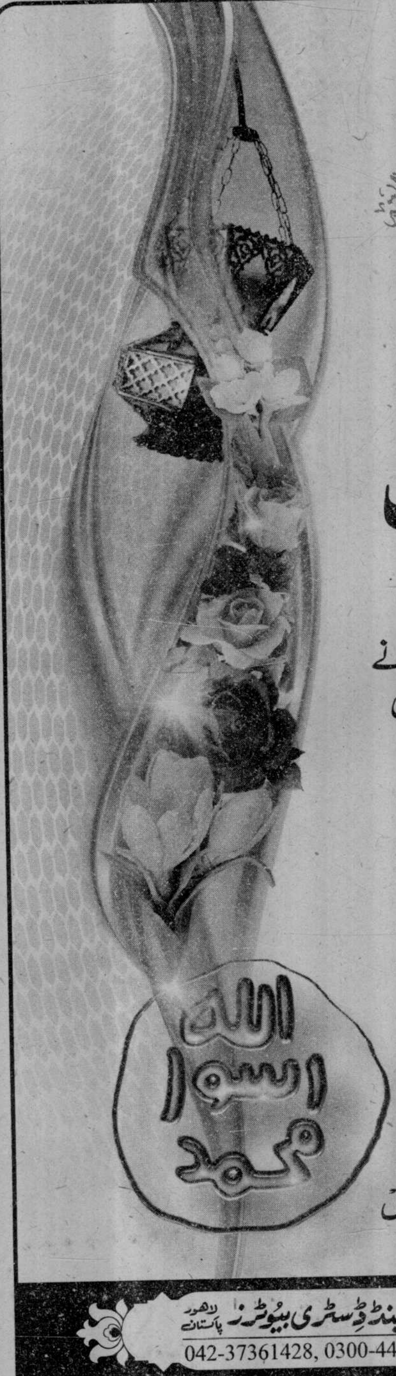

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

رسول اللہ ﷺ کا طریقِ تربیت

قرآن اور اسلام کی دعوت کو دنیا بھر میں غالب اور مقبول عام بنانے کے لیے رسول رحمت کی صحابہ کرام کو فراہم کردہ عظیم الشان نبوی تربیت کے نادر نمونے اور زریں اصول

تالیف
سراج الدین ندوی

نظر ثانی
مبشر احمد ربانی

اعداد و اضافہ
محمد طاہر نقاش

دار الابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور پاکستان
فون: 042-37361428, 0300-4453358

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان نہایت رحم کرنیوالا ہے۔

هُوَ الَّذِيۡ بَعَثَ فِي الۡاُمِّيّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ

وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول انھی میں سے بھیجا، جو ان کے سامنے اس کی آیات پڑھتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔

(سورۃ الجمعہ: 2)

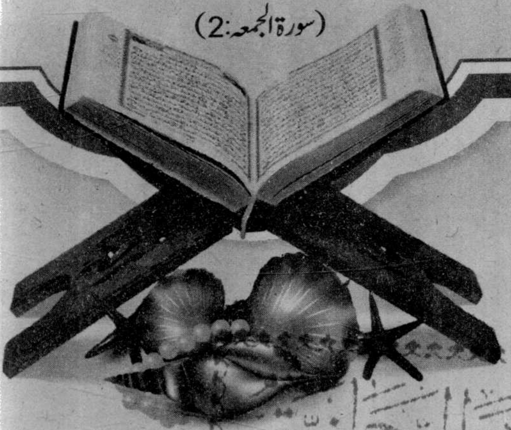

المکتبۃ الرحمانیۃ
22659

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

- حرفِ آغاز:......رسول اللہ ﷺ کا طریق تربیت محبتوں والفتوں کا پیامبر ہے..... 7
- تقریظ:......تربیت کا خزینہ معلومات کا دفینہ 10
- داعیان دین کے لیے باہمی الفت و محبت کی ضرورت 13
- پیش لفظ...... 16
- مقدمہ:......مربی اعظم ﷺ کا تربیتی اُسوہ 18
- خاتم النّبیین محمد ﷺ بحیثیت مربی اعظم 47
- حکمت و دانائی 52
- حکمت و دانائی سے کام لیجیے جلد بازی نہ کیجیے 61
- براہِ راست ہدفِ تنقید نہ بنائیں...... 62
- محبت و دل سوزی...... 66
- مزاج اور نفسیات کا خیال...... 73
- جذبات واحساسات کا پاس ولحاظ 77
- مناسب مواقع تلاش کرنا اور اُن سے فائدہ اُٹھانا...... 84
- زجر و توبیخ 93
- تربیتی امور میں غلطیوں کی اصلاح کے چند اسلوب 97
- تحسین و ہمت افزائی 107
- اشارات وغیرہ سے اپنی باتوں کو واضح کرنا...... 110
- اشارے کنائے سے کام لیں لمبی تفصیلات میں نہ جائیں 113

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- باہمی گفتگو اور سوال و جواب 116
- تشبیہات و تمثیلات 120
- قصص و واقعات 124
- شگفتہ مزاجی 133
- شدت کے بجائے نرمی 136
- غلو سے اجتناب اور اعتدال پسندی 146
- تدریج و ترتیب 151
- رجائیت پسندی 155
- حسنِ ظن اور چشم پوشی 161
- مقام و ماحول کی سازگاری 168
- عوامی ربط و ضبط 174
- عملی نمونہ پیش کرنا 179
- متبادل حل پیش کرنا 189
- نمونہ سازی 192
- مربی کے اوصاف 196
- اخلاص 196
- علم 199
- صبر و تحمل 201
- حسنِ گفتار 204
- حسنِ کردار 207

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرفِ آغاز

رسول اللہ ﷺ کا طریق تربیت محبتوں والفتوں کا پیامبر ہے

''تربیت'' افراد اور معاشروں کو مہذب اور با سلیقہ بناتی ہے۔ ان کو اقوامِ عالم میں باوقار زندگی گزارنے کا طریقہ سکھاتی ہے۔ یہ ایک ایسا ضابطہ ہے جو دنیا و آخرت میں کامیابی کا ضامن ہے۔ تربیت سے بھولے بھٹکے گمراہ جسمانی و روحانی طور پر مریض افراد کے مرجھائے ہوئے چہروں پر نکھار اور شگفتگی و تازگی آتی ہے۔ مربی اپنے زیر تربیت افراد کی تربیت بالکل ایسے ہی کرتا ہے جیسے کہ ایک باغبان اپنے چمن کے غنچوں کلیوں اور پھولوں کی حفاظت ونگہبانی کرتا ہے۔ وہ پھولوں کو موسموں کے نقصان دہ اثرات سے بھی محفوظ کرتا ہے' ان کو تباہ کن کیڑوں سنڈیوں اور حشرات الارض کے حملوں سے بھی بچاتا ہے' ان کی تہذیب وترتیب اور تراش خراش کرتا ہے۔ فالتو جڑی بوٹیوں کو جو ان کی نشو نما میں رکاوٹ ہوتی ہیں' سے بچاتا ہے۔ ترنوالہ بنالینے والے جانوروں کو ان سے دور رکھتا ہے۔ ان کے بڑھنے پھولنے کے لیے حالات وزمین کو سازگار و مددگار بناتا ہے۔ ان کو مناسب اور قوت بخش غذا فراہم کرتا ہے۔ غرض ہر طرح سے وہ ایسے اقدامات کرتا ہے کہ جن سے اس کا گلشن پھلا پھولا رہے۔ لہلہاتا رہے اور ترقی کی منزلیں طے کرتا رہے۔

بالکل ایسے ہی ایک مربی اپنے زیر تربیت افراد کی ایک باغبان کی طرح تربیت کرتا ہے۔ وہ اپنے افراد کی نہ صرف انفرادی ترقی وفوائد پر مبنی تربیت کرتا ہے بلکہ اپنی تربیت کے منہاج اور طریقہ کار کو اس طرز پر بروئے کار لاتا ہے کہ اس کے افراد نہ صرف اپنی اپنی ترقی کی منزلیں طے کرتے جاتے ہیں بلکہ ہر ایک فرد دوسرے فرد کی زیادہ سے زیادہ ترقی اور منفعت ومضبوطی کا باعث بنتا ہے۔ یوں ایسے افراد سے ایسے گروہ اور لشکر تیار ہوتے ہیں کہ جو دنیا میں ایک انقلابی کردار ادا کرتے ہیں اور دنیا کے دھارے کا رخ اپنے افکار صالح کی روشنی میں یکسر بدل کر رکھ دیتے ہیں۔ ایسی ہی تربیت کے نتیجے میں تیار ہونے والے افراد ایک ایسا انقلاب برپا کرتے ہیں جو رہتی دنیا تک اپنے اثرات مرتب کرتا رہتا ہے۔ ایسے لشکروں کی طاقت کے سامنے دنیا کی کوئی قوم قدم نہیں جما سکتی۔ دنیا ان کو اپنا امام مقتدا پیشوا اور لیڈر مانتی ہے۔ ان کی خوشی میں اپنی کامیابی اور ان کی ناراضی میں اپنی ناکامی وتباہی دیکھتی ہے۔

آج سے چودہ سو سال پہلے مربی اعظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے زیر تربیت عرب کے بدوؤں اور بکریوں کے ریوڑ چرانے والے' عصبیتوں کے مریض اور جہالتوں وگمراہیوں کے علمبرداروں کی کچھ اس انداز سے تربیت کی کہ وہ صحراؤں سے نکل کر دنیا کے افق پر چھا گئے اور زمانے بھر کے امام بن گئے۔ آپ ﷺ نے ان کے سامنے تربیت کا ایک ایسا منہاج اور راستہ رکھا کہ جس پر چلنے کے نتیجے میں جانی دشمن گہرے جگری دوست بن گئے۔ لٹیرے رکھوالے اور زخم دینے والے غم خوار بن گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوں اس تربیت کے نتیجے میں حق و باطل کی کشمکش کا ایک ایسا معرکہ عظیم بپا ہوا کہ باپ بیٹا ایک دوسرے کے سامنے شمشیر بکف ہو کر گردن اڑانے کے لیے نکل آئے' بھائی بھائی کے مقابلے میں۔ بہن بھائی کے سامنے سینہ تان کر کھڑی ہو گئی۔ بیٹا ماں کے سامنے حق کی علمبرداری کے لیے ڈٹ گیا کہ اگر تلوار کی کاٹ سے رشتے کٹتے ہیں تو کٹ جائیں لیکن حق میں باطل کی آمیزش و ملاوٹ نہ ہونے پائے اور حق کا پرچم کبھی بھی کسی صورت میں سرنگوں نہ ہونے پائے۔ رسول اللہ ﷺ کے اس طریق تربیت سے ایسے افراد تیار ہوئے جنہوں نے محبتوں اور قربانیوں کی ایسی لازوال داستانیں رقم کیں کہ لوگ آج تک ایسی مثالیں پیش کرنے سے قاصر و عاجز ہیں۔ مالدار اور دولت مند اصحاب نے اسی تربیت کے نتیجے میں اپنی آدھی جائیداد اپنے مہاجر ہو کر بے یار و مددگار اور خالی ہاتھ ہو کر دوسرے شہر سے آنے والے اپنے بھائی کے حوالے کر دی' زمیندار نے اپنی آدھی اراضی اپنے بھائی کو دے دی' دو گھروں کے مالک نے اپنا ایک گھر اپنے نئے آنے والے ضرورت مند بھائی کو بغیر کسی لالچ کے دے دیا۔ حتیٰ کہ جس کی دو بیویاں تھیں اس نے اپنے نووارد اور دینی بھائی کو کہا کہ میں اپنی جائداد زمینوں وغیرہ سے تو تمہیں آدھ آدھ کا مالک بنا چکا ہوں۔ اب میں یہ چاہتا ہوں کہ میری دو بیویاں ہیں' دونوں میں جس کو تو پسند کرے میں اس کو طلاق دے دیتا ہوں' عدت کے بعد تم اس سے شادی کر لو اور اپنا گھر بساؤ۔ وغیرہ وغیرہ۔

چشم فلک نے ایسے نظارے نہ پہلے کبھی دیکھے تھے اور نہ بعد میں ہی ایسے نظارے دیکھنے نصیب ہو سکے۔ آج کل کے مادہ پرستی اور حرص و ہوس کے دور میں کون تصور کر سکتا ہے کہ وہ ایسا کردار ادا کرے۔ جب کہ یہاں تو صرف چند روپوں کی خاطر انسان کو خون میں نہلا کر ہمیشہ کی نیند سلا دیا جاتا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے اوصاف حمیدہ کے حامل افراد کیونکر اور کیسے تیار ہو گئے جب کہ اس وقت ہر طرف جہالت و گمراہی کا دور دورہ تھا!! تو اس کا جواب سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ ایسا اسی تربیتی نظام کی بنا پر ممکن ہو سکا جس کو خاتم النبیین نے وحی الٰہی کی روشنی میں ان کے درمیان رائج کیا۔ ان پر آیات الٰہی کی ضوء افشانیاں کیں' ان کا تعلیم و تزکیہ اور تربیت کی' ان کو کتاب (قرآن مجید) کی تعلیم دی اور حکمت و دانائی کے موتیوں سے ان کے دامنوں کو بھر دیا۔ اسی طریق تربیت کی بنا پر ہی ان اصحاب میں دشمنیوں اور عداوتوں کی جگہ ایسی لازوال و بے مثال محبتوں اور الفتوں نے جنم لیا کہ جن کا تذکرہ رب تعالیٰ نے یوں کیا کہ:

﴿أَشِدَّآءُ عَلَى ٱلْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ (الفتح: ۲۹/٤۸)

"رسول اللہ کے تربیت یافتہ اصحاب آپس میں تو نرم دل اور محبتوں و الفتوں کو نچھاور کرنے والے ہیں لیکن اللہ کے دشمنوں پر نہایت سخت ہیں اور ان پر قہر و غضب بن کر نازل ہوتے ہیں۔"

رسول کریم ﷺ کے اسی بے مثال تربیتی منہج کے ذریعہ صحابہ کے درمیان پیدا کردہ ایسی محبتیں اور الفتیں مذکورہ بالا آیت کا مصداق بن کر پوری دنیا کو جہاد کے ذریعہ فتح کرنے اور اسلام کا پرچم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چہار دانگ عالم میں لہرانے کا باعث بن گئیں۔ پوری دنیا اسلام کے نور سے منور ہو کر مِنْ دُوْنِ اللّٰہ کی بندشوں گمراہیوں اور ضلالتوں سے نکل کر توحید کی مہکی مہکی اور جاں پر سوز فضاؤں میں سانس لیتے ہوئے ایک اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہوگئی۔ نفرتوں' کدورتوں دشمنیوں بھری اس دنیا میں' اس بے چینی و بے قراری کے دور میں آج بھی وہی محبتوں و الفتوں سے لبریز خون اس امت کے تن مردہ میں دوڑ سکتا ہے..... اور اس کو حیات جاوداں کے سربستہ راز سے آشنا کر سکتا ہے ...... اگر ہم وہی نصاب وہی تربیتی منہاج اور لائحہ عمل اختیار کر لیں جو چودہ سو سال قبل رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے لیے چھوڑا تھا' اسی طریق تربیت کو اپنائیں تو پھر ہم دنیا میں باوقار باعزت مقام حاصل کر سکتے ہیں۔ وہ طریق تربیت کیا ہے؟ ...... یہی اس کتاب میں وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ اور آج بھی اس طریق و منہاج تربیت کو اپنا کر باہمی محبتیں والفتیں پیدا کرنے کے لیے یہ کتاب بہترین راہنمائی فراہم کرتی ہے کہ افراد کی کس انداز سے تربیت کی جائے کہ جو باہمی محبتوں والفتوں کے پروان چڑھانے کا باعث بن جائے۔ اس کتاب کی تیاری میں محترم مولانا مبشر احمد ربانی ﷾ حافظ محمد عباس انجم گوندلوی ﷾ اور تحقیق و تخریج کے زیور سے آراستہ کرنے کے لیے محترم جناب بھائی نصیر احمد کاشف کا تہہ دل سے شکرگزار ہوں کہ انہوں نے اپنی بے پناہ مصروفیات میں سے وقت نکال کر اس کتاب کی تخریج اور اس کو بہتر سے بہتر بنانے میں میری مدد کی۔

- میں نے اس کتاب میں بعض موضوع اور شدید قسم کی مجروح روایات کو حذف کر دیا ہے اور کئی مقامات پر متن کتاب میں مزید اضافے بھی کیے ہیں۔
- عربی متن کو اصل ماخذوں سے نقل کر کے کتاب کا حصہ بنا دیا ہے۔
- احادیث مبارکہ اور روایات و آثار کی تحقیق و تخریج شامل کر دی ہے۔
- بعض ہندی الفاظ کو اُردو کے قالب میں ڈھال دیا ہے۔
- کتاب کے شروع میں فضیلۃ الشیخ محمد شیث ادریس تیمی ﷾ کی معروضات کو بطور مقدمہ بعنوان "مربی اعظم کا تربیتی اسوہ" شامل کر دیا ہے۔

اسی طرح کی کئی دیگر مزید خصوصیات وخوبیوں سے آراستہ ہو کر یہ اس کتاب کے اب تک شائع ہونے والے نسخوں میں کامل ترین اور صحیح ترین نسخہ بن گیا ہے۔ فللّٰہ الحمد.

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ اس کوشش کو قبول فرما کر بندہ سمیت اس کتاب پر کام کرنے والے تمام بھائیوں کے لیے دنیا و آخرت میں درجات کی بلندی کا ذریعہ بنائے۔ آمین

خادم کتاب و سنت

عبدالمالک شہزاد [illegible]

لاہور

بمطابق 3 مئی 2003ء 10 بجے رات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

تربیت کا خزینہ معلومات کا دفینہ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ أَمَّا بَعْدُ!

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانوں کی رشد و ہدایت اور فوز وفلاح کے لیے مختلف ادوار اور قوموں میں بے شمار انبیاء و رسل علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور پھر اس سلسلہ ذھبیہ کی آخری کڑی امام اعظم، فخر الرسل، سید کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ آپ کے خصائل حمیدہ اور صفات عالیہ میں ایک عظیم وصف معلم ہونا بھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾

(الجمعة : ٦٢/ ٢)

"اللہ تعالیٰ وہ ہستی ہے جس نے ان پڑھوں (ناخواندہ لوگوں) میں ایک رسول انہی میں سے مبعوث فرمایا۔ وہ ان پر اس کی آیات تلاوت کرتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور یہ لوگ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں تھے۔"

نبی مکرم، رسول معظم ﷺ نے اپنی امت کی ہر مسئلہ میں بڑے ہی احسن پیرائے میں تربیت کی۔ آپ ﷺ نے قضائے حاجت کے آداب تک کی صحیح طور پر راہنمائی کی۔ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا:

((لَقَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُمْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخِرَاءَةَ قَالَ: أَجَلْ لَقَدْ نَهَانَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ وَأَنْ لَا نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِيْنِ وَأَنْ لَا يَسْتَنْجِيَ أَحَدُنَا بِأَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ أَوْ نَسْتَنْجِيَ بِرَجِيْعٍ أَوْ عَظْمٍ .)) ❶

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الطهارة (٧)۔ صحيح مسلم، کتاب الطهارة ٥٧/ ٢٦٢۔ سنن الترمذی ابواب الطهارة (١٦)۔ سنن ابن ماجه (٣١٦)۔ مسند احمد ٥/ ٤٣٧۔ ٤٣٩۔ صحيح ابن خزيمه (٧٤، ٨١) المسند الجامع ٧/ ٥٨۔٥٩.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تمہیں تمہارے نبی نے ہر چیز کی تعلیم دی ہے حتیٰ کہ قضائے حاجت کے آداب بھی، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں، ہمیں نبی ﷺ نے پاخانہ یا پیشاب کرتے وقت قبلہ رخ ہونے سے منع کیا ہے۔ اور اس بات سے بھی منع کیا کہ ہم دائیں ہاتھ سے استنجا کریں اور اس سے بھی منع کیا کہ ہم میں سے کوئی بھی تین پتھروں سے کم کے ساتھ استنجا کرے، یا یہ کہ ہم لید یا ہڈی سے استنجا کریں۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّمَا أَنَا لَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ اُعَلِّمُكُمْ فَإِذَا اَتَى اَحَدُكُمُ الْغَائِطَ فَلَا يَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا.)) ❶

''میں تمہارے لیے باپ کے مقام پر ہوں، تمہیں تعلیم دیتا ہوں، جب بھی تم میں سے کوئی پاخانہ کرنے لگے تو وہ قبلہ رخ منہ نہ کرے اور نہ ہی پیٹھ کرے۔''

ان احادیث صحیحہ وصریحہ سے واضح ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کی ہر لحاظ سے تربیت وراہنمائی کی ہے۔ قضائے حاجت سے لے کر بڑے بڑے امور تک۔

آپ نے ہمیں عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔ امانت و دیانت، شفقت و محبت، ایثار و قربانی، زہد و ورع، خوش طبعی و شگفتہ مزاجی، بسالت و شجاعت، صبر و تحمل، بردباری، حسن ظن، چشم پوشی جیسے بے شمار خصائل تعلیم فرمائے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو ہمارے لیے قدوہ جمیلہ اور نمونہ کاملہ بنا کر بھیجا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۲۱)

''تحقیق تمہارے لیے رسول اللہ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔''

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"هٰذِهِ الْآيَةُ الْكَرِيمَةُ اَصْلٌ كَبِيرٌ فِي التَّأَسِّي بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي أَقْوَالِهِ وَأَفْعَالِهِ وَأَحْوَالِهِ وَلِهٰذَا أَمَرَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى النَّاسَ بِالتَّأَسِّي بِالنَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْاَحْزَابِ فِي صَبْرِهِ وَمُصَابَرَتِهِ وَمُرَابَطَتِهِ وَمُجَاهَدَتِهِ وَانْتِظَارِهِ الْفَرَجَ مِنْ رَبِّهِ عَزَّوَجَلَّ۔ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ

❶ سنن ابی داؤد (۸)، مسلم: ۶۰/ ۲۶۰۔ نسائی (۴۰)۔ ابن ماجہ: (۳۱۳) واللفظ لابی داؤد.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ دَائِمًا اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ. "❶

یہ آیت کریمہ نبی کریم ﷺ کے اقوال و افعال اور احوال کی اقتداء کے بارے میں بہت بڑی بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے لوگوں کو غزوۂ احزاب میں آپ کے صبر، صبر میں غالب رہنے، مداومت ومجاہدہ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے وسعت وکشادگی کے انتظار میں آپ کی اقتداء کا حکم دیا ہے۔ الغرض نبی کریم ﷺ کا طریقہ راست بازانہ، اخلاص و للّٰہیت کے رنگ میں رنگا ہوا اور صداقت و دیانت کے بلند ترین مقامات پر فائز تھا اور ہر مسلمان کے اندر آپ کے اسوہ پر عمل کرنے سے ہی زیبائی ونکھار پیدا ہوسکتا ہے۔ عصر حاضر میں جب کہ امت کے بیشتر افراد جہالت و گمراہی، بددیانتی وخود غرضی کے عمیق گڑھوں میں گر چکے ہیں اور اخلاق رذیلہ کے رسیا ہو چکے ہیں، ان کی راہنمائی کی اشد ضرورت ہے اور تعلیم و تربیت کہ جہاں وعظ ونصیحت سے کی جاتی ہے وہاں ہی تحریر کے ذریعے بھی اس عظیم کام کو سرانجام دیا جاسکتا ہے۔

ان حالات میں ہماری جماعت کے ایک عظیم ساتھی اور کئی کتب کے مؤلف ومحقق بھائی طاہر نقاش نے مولانا سراج الدین ندوی کی کتاب ''رسول اللہ کا طریق تربیت'' کو ایک نئے رنگ میں شائع کرنے کا عزم بالجزم کیا ہے اور اس کی تخریج وتحقیق کا خاص اہتمام کیا ہے۔ چند ایک روایات دوران تخریج ذخیرہ احادیث سے تلاش نہیں کی جاسکیں وہاں پر "لم اجده" کہہ دیا ہے اور اس کتاب کے عربی متن کی اصل ماخذ سے تصحیح اور ہندی الفاظ کو اردو کا قالب دے دیا ہے۔ یہ کتاب اب اپنے موضوع کے اعتبار سے انتہائی عمدہ، زبان و بیان میں سلیس شگفتہ ہے اور بگڑے ہوئے افراد کے لیے تربیت کا خزینہ اور معلومات کا دفینہ ہے اور اللہ کے ہاں سے قوی امید ہے کہ آپس میں ناراض مسلمانوں کے لیے منہاج عظیم ثابت ہوگی اور بگڑے ہوئے افراد کے لیے مشعل راہ بنے گی۔ ان شاء اللہ

اللہ تبارک وتعالیٰ اس کتاب کے مؤلف، محقق، مخرج، مصحح اور ناشر کو اجر عظیم اور ثواب جزیل عطا کرے اور گم گشتگان راہ کے لیے ہدایت کا ذریعہ اور نجات کا وسیلہ بنائے، آمین۔ اور راقم کو بھی عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ پر قائم ودائم رکھے اور آخرت میں اپنے صالحین بندوں میں جگہ عطاء کرے، آمین یارب العالمین

ابوالحسن مبشر احمد ربانی
مرکز اُمّ القریٰ 266/A جی بلاک
سبزہ زار لاہور، ۲۰۰۳ء/۱۰/۱۳

❶ ابن کثیر ۵/ ۱۵۷ بتحقیق عبد الرزاق مهدی.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داعیان دین کے لیے

باہمی الفت ومحبت کی ضرورت

محترم ومکرم نعیم صدیقی رحمہ اللہ

دین اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک رحمت ہے اور اس میں انسانیت سے ''محبت'' کی روح کا کام کرتی ہے۔ دین اللہ کریم کی محبت کا سرچشمہ دلوں میں جاری کرتا ہے اور پھر اس سے محبت، صداقت اور محبت انسانیت کے دھارے بہہ نکلتے ہیں۔ محبت انسانی کی معراج اخوت ہے۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا﴾

(آل عمران : ۳/ ۱۰۳)

''پھر اس نے تمہارے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے محبت بھر دی اور تم بھائی بھائی بن گئے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتَّى تَحَابُّوْا .))

''تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک تم صاحب ایمان نہ بنو اور تم صاحب ایمان نہیں ہو سکتے جب تک تم آپس میں محبت نہ کرو۔''

صبر، تحمل، رواداری، ہمدردی، رحم دلی، ایثار، خیر خواہی، مدارات، تواضع، حلم وغیرہ بے شمار خوبیاں ہیں، جن کے سوتے سرچشمہ ''محبت'' ہی سے پھوٹتے ہیں، بصورت دیگر اگر نفسانیت کی گدلاہٹ چشمہ دل میں پیدا ہو جائے تو پھر متذکرہ خوبیوں کے بجائے کبر، حسرت، نفرت، انتقام، تصادم، اشتعال، غیبت، تشدد، جتھے بندیاں، سازشیں اور اس طرح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دوسرے رذائل انسان کی زندگی پر چھا جاتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے محبت کا ایک تقاضا یہ بتایا ہے کہ اپنے بھائی کے لیے وہی کچھ پسند کرو جو کچھ اپنے لیے کرتے ہو۔ یعنی تم اپنے ساتھ کیسا برتاؤ چاہتے ہو؟...... تم دوسروں کی طرف سے کس لہجے میں بات کرنا پسند کرتے ہو؟...... تم کبر اور تحقیر کو دوسروں کی طرف سے اچھا سمجھتے ہو؟...... تمہیں کیا کسی ساتھی کی انانیت مرغوب ہوتی ہے؟ ......تم کیسا مال پسند کرتے ہو؟...... کیسی عزت اپنے لیے چاہتے ہو؟...... کیا تمہیں اچھا لگتا ہے کہ بات بات پر لوگ تمہیں مجرم ٹھہرائیں؟ کیا تمہیں دھمکیاں دی جائیں تو تم خوش ہوتے ہو؟...... پس جو جواب تم ان سوالوں کا اپنے لیے چاہتے ہو وہی اپنے ہر بھائی کے لیے چاہو۔

''محبت'' ذریعہ ہم آہنگی ہے ''محبت'' ایک دوسرے کا احترام سکھاتی ہے...... ''محبت'' دلوں کو جوڑتی ہے...... ''محبت'' ازالہ شکوک وشبہات کا ذریعہ بنتی ہے اور...... محبت پر ذہنی صحت مندی اور کردار کی مضبوطی کا انحصار ہے۔

''محبت'' ہو تو آدمی اپنے اقرباء اور رفقاء کی خوبیوں اور ان کے فضائل کی قدر کرتا ہے، ان کی کمزوریوں سے درگزر کرتا ہے اور اگر کسی کمزوری کی اصلاح مطلوب ہو تو اس سے ایسے خیر خواہانہ اسلوب سے ملتا جلتا ہے اور بات چیت کرتا ہے کہ اختلافات کے پہاڑ روئی کی طرح اڑ جاتے ہیں۔

''محبت'' دوسروں کے دلوں کو نرم کرتی ہے اور ''محبت'' ذہنوں کے بند دروازے کھول دیتی ہے۔ کسی کو بھائی کہہ کر (اور حقیقتاً بھائی سمجھ کر) بلانا، پاس بٹھانا، خود اس کے پاس چلے جانا، اس کے شکوک وشبہات دور کرنا، اس سے شکایت ہو تو خوبصورت طریق سے بیان کرنا، یہ سب کچھ بہترین نتائج کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ ''محبت'' ہوتی ہے تو آدمی دوسرے بھائی کو معاف کرنے کے لیے بآسانی رضا مند ہو جاتا ہے اور ''محبت'' ہی یہ ترغیب بھی دلاتی ہے کہ ایک شخص خود آگے بڑھ کر دوسرے سے اپنی کسی غلطی کی معافی مانگے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ ''محبت'' سے دل مالا مال ہو تو وہ کسی دوسرے کی کمزوری دیکھنے سے پہلے اپنے احوالِ دروں اور اعمالِ ظاہر پر بھی نظر ڈال لیتا ہے۔

❀ ''محبت'' دوسروں سے خراج نہیں مانگتی بلکہ وہ اپنی طرف سے دوسروں کے لیے ایثار کرتی ہے۔

❀ ''محبت'' ہو تو آدمی اپنے اوپر والوں کا احترام کرتا ہے اور اپنے نیچے والوں سے شفقت رکھتا ہے۔

❀ ''محبت'' احترامِ آدمیت پیدا کرتی ہے اور ایک بھائی بڑے سے بڑے مرتبے پر فائز ہو کر بھی کسی کو چھوٹا اور ادنیٰ قرار نہیں دیتا۔

❀ ''محبت'' ہو تو سینے میں کسی کے لیے کینہ بھرا نہیں رہ سکتا۔ اور سینہ بے کینہ سے جو بات نکلتی ہے وہ اثر رکھتی ہے۔

❀ ''محبت'' دعوتِ حق کو پھیلانے کے لیے بھی اشد ضروری ہے، جو شخص یہ کام کرنا چاہے اس میں اتنا حوصلہ ہونا چاہیے کہ لوگوں کی طرف سے نہ صرف تنقید اور اعتراض ٹھنڈے دل سے سنے بلکہ ان کی بدکلامی اور بیادا گوئی بھی برداشت کرے۔

❀ ''محبت'' کا جوہر پاس ہو تو آدمی دشمنوں سے بھی بات کرنے سے نہیں جھجکتا لیکن اگر لوگوں سے نفرت ہو تو پھر بہترین دلائل بھی کارگر ثابت نہیں ہوتے۔

❀ ''محبت'' کی فضا میں دلائل کا وزن اور بڑھ جاتا ہے، جب کسی کو یقین ہو کہ ایک ایسا شخص مجھ سے بات کر رہا ہے جس میں نہ کبر ہے، نہ تحقیر ہے، نہ وہ کسی اونچائی پر کھڑا ہو کر بول رہا ہے، بلکہ وہ مجھ تک محض اس لیے ایک پیغامِ فلاح پہنچا رہا ہے کہ اس کے دل میں میرے لیے محبت اور خیر خواہی ہے تو وہ بات سنتا ہے اور اس سے اثر لیتا ہے۔ اگر فوراً نہیں تو کچھ مدت کی مساعی کے نتیجے میں اس کے اندر تبدیلی نمودار ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

دنیا میں بے شمار مصلحین پیدا ہوئے۔ بہت سی اصلاحی اور انقلابی تحریکیں اٹھیں۔ مگر ان میں سے ہر ایک نے انسان کے خارجی نظام کو تو بدلنے کی کوشش کی لیکن اُس کے اندرون کو نظر انداز کر دیا۔ مگر نبی کریم ﷺ کی تحریک میں شامل ہونے والا انسان باہر کے ساتھ ساتھ اندر سے بھی بدل گیا اور کلیتہً بدل گیا۔ جو لوگ آپ کی دعوت پر لبیک کہتے گئے وہ آپ کی تربیت پا کر کندن بنتے گئے۔ اسلام کی آغوش میں آنے والے ہر شخص کے اندر ایسا کردار نمودار ہوا جس کی نظیر تاریخ انسانی پیش کرنے سے قاصر ہے۔

اس کردار نے کفار کے نرغہ میں کلمہ حق بلند کیا۔ جاہلیت کے پجاریوں کے درمیان جاہلیت کو چیلنج کیا۔ اس کردار نے مکہ کی وادیوں میں تپتی ریت پر ابتلاء و آزمائش کی بھٹیوں سے گزرتے ہوئے "اَللّٰهُ اَحَدٌ ، اَللّٰهُ اَحَدٌ" کی صدا بلند کی ...... اور دولت و آسائش کو لات مار کر فقر و قناعت کی زندگی کو ترجیح دی۔ نجاشی کے دربار میں جرأت و بیباکی اور حق گوئی کی ایک نئی تاریخ مرتب کی۔ اس کردار نے اگر ایک طرف گھر کا تمام اثاثہ خدمت رسالت مآب ﷺ میں لا حاضر کیا تو دوسری طرف افلاس کی حالت میں دن بھر کی مزدوری میں حاصل ہونے والی کھجوریں اللہ کی راہ میں دے کر خوشی و مسرت کا سانس لیا۔ اس کیریکٹر نے خود بھوکا رہ کر پکا پکایا کھانا دوسروں کو کھلا کر شکم سیری کا لطف محسوس کیا اور بیوی سے چراغ گل کرا دیا تاکہ مہمان کو یہ احساس بھی نہ ہو کہ میزبان بھوکا ہے۔ اس اُسوہ نے میدانِ جنگ میں تشنگی کی حالت میں جان جان آفرین کے سپرد کر دی مگر یہ گوارہ نہ کیا کہ اپنے پیاسے بھائی سے پہلے پانی کا کٹورہ اپنے تھرتھراتے ہونٹوں سے لگا لے۔ اللہ کی راہ میں جام شہادت پی کر اس کردار کی روح جھوم اٹھی اور اس کی زبان سے بے ساختہ نکلا "فُزْتُ وَ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ" (رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا)۔ اس کردار نے رات کے اندھیرے میں ماں کے کہنے کے باوجود دودھ میں پانی ملانے سے انکار کر دیا۔ اس پختہ سیرت نے جب شراب حرام ہونے کی منادی سنی تو گھروں میں رکھے ہوئے شراب کے مٹکے اور ہونٹوں سے لگے ہوئے پیالے توڑ ڈالے۔ جب جہاد کا اعلان ہوا تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کردار نے ایڑیوں کے بل کھڑے ہو ہو کر اپنے آپ کو جہاد میں شریک ہونے کا اہل ثابت کیا۔ اس کردار کا دامن اگر کبھی داغدار ہوا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بار بار آ کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! مجھے پاک کر دیجئے۔ اس پیکر کو جب گورنری سونپی گئی تو مدائن کے لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اُن کا گورنر قلی کی طرح سر پر گٹھڑی لادے چلا آ رہا ہے تاکہ اس سے اپنا خرچ چلا سکے۔

یہ وہ کردار ہیں جن کی عظمت اور درخشانی و تابندگی پر ہر مورخ انگشت بدنداں ہے۔ تاریخ کا ادنیٰ طالب علم ہونے کی حیثیت سے عرصہ سے میری یہ تمنا تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی آغوش تربیت میں جو کردار پروان چڑھے ہیں ان کا گہرائی سے مطالعہ اور تجزیہ کیا جائے اور ان نکات و اصول کا سراغ لگایا جائے جو رسول اللہ ﷺ کردار سازی میں پیش نظر رکھتے تھے' تاکہ رسول اللہ ﷺ کے اصولِ تربیت کی روشنی میں نئی نسل کی اصلاح و تربیت کا عظیم کام انجام دیا جا سکے۔

مجھے اس بات کا شدت سے احساس ہے کہ میں اپنی کم مائیگی کی وجہ سے اس استحقاق موضوع پر قلم اٹھانے کا استحاق نہیں رکھتا۔ یہ صرف اللہ کا خصوصی فضل ہے کہ اس نے اپنے رسول ﷺ کی زندگی کے بعض پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کی توفیق عطاء فرمائی۔ اللہ سے دعاء ہے کہ وہ اس حقیری کوشش کو میرے لیے دنیا و آخرت میں باعثِ خیر و برکت بنائے اور میرا شمار اپنے ان نیک بندوں میں فرمائے۔

میں محترم محمد جاوید اقبال صاحب' مولانا عطاء الرحمٰن وجدی صاحب اور جناب عرفان احمد خلیلی صاحب کا مشکور ہوں کہ ان کی رہنمائی اور مفید مشورے میرے لیے تقویت کا باعث بنے۔

بار الٰہا' تیرے رسول ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے بعض گوشوں پر مشتمل ایک حقیری کاوش تیرے حضور حاضر ہے تو اسے قبول فرما اور میرے لیے زادِ آخرت بنا۔ آمین!

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

والسلام!

سراج الدین ندوی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

مربیِ اعظم ﷺ کا تربیتی اُسوہَ

از

(فضیلۃ الشیخ محمد شیث ادریس تیمی رحمہ اللہ)

تربیت ایک تطبیقی عمل ہے جس کا ایک اہم وسیلہ بہترین اسوہ اور کامل نمونہ زندگی ہے۔ ''اسوۂ حسنہ'' درحقیقت ایک خاموش مصلح و مربی ہوتا ہے جس میں دوسروں کے لیے فطرتاً بے پناہ جاذبیت اور کشش پائی جاتی ہے، جو دوست تو دوست، دشمن کو بھی متاثر کیے بنا نہیں رہتی۔ اس حد تک کہ بالآخر وہ متاعِ دل ہار بیٹھتا ہے اور غیر شعوری طور پر اس کا شیدائی اور تابع فرمان ہو جاتا ہے۔ کوئی بھی انسان اپنے ابنائے نوع کے لیے نمونہ اور قابل اتباع اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ وہ خود صاحب کردار ہو۔ اس کے برعکس جس کے قول و عمل میں تضاد اور یکسانیت کا فقدان ہو، گفتار کا تو وہ دھنی ہو اور اس کے افکار و خیالات بھی بلند ہوں، مگر اس کے اخلاق و کردار کی کھیتی سوکھی پڑی ہو تو وہ قوم و ملت کے لیے آئیڈیل اور مصلح انسانیت ہرگز نہیں بن سکتا۔ دنیا اس کی دعوت کو بہ یک نگاہ مسترد کر دے گی۔ تاریخ عالم اس طرح کے بے شمار نظریات اور ان کے داعیوں کے انجام بد سے بھری پڑی ہے۔ مثال کے طور پر ''برہمو سماج'' کو لے لیجیے جس کے بارے میں مشہور تھا کہ اس کے اصول نہایت منصفانہ اور صلح کل کے حامل ہیں۔ اس میں کوئی چیز عقل و منطق کے خلاف نہیں ہے اور وہ موجودہ فلسفہ تمدن کو پیش نظر رکھ کر بنایا گیا ہے۔ تاہم یہ تحریک کامیابی حاصل کرنے سے قاصر رہی۔ محض اس وجہ سے کہ بقول ڈاکٹر ٹیگور ''اس کے پیچھے کوئی شخصی زندگی اور عملی سیرت نہیں تھی جو لوگوں کی توجہ کا مرکز ہوتی۔''

صاحب خلق عظیم (ﷺ):

لیکن صاحب قرآن محمد رسول اللہ ﷺ کا یہ بہت بڑا اعجاز ہے کہ آپ ﷺ نے اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت کو ہمیشہ پیش نظر رکھا اور زندگی بھر اسی پر قائم رہے۔ آپ ﷺ نے قرآن کو اپنی زندگی کے ہر مرحلے میں اس طرح نافذ کیا کہ آپ ﷺ کی پوری زندگی قرآن کی روح' حقائق اور تعلیمات کی زندہ تصویر بن گئی۔ مشہور روایت ہے کہ کسی نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کیسے تھے۔ سیدہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا:

((اِنَّ خُلُقَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ الْقُرْاٰنَ .)) ❶

''رسول اللہ ﷺ کا اخلاق سراپا قرآن تھا۔''

امام نووی رحمہ اللہ اس کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

((مَعْنَاهُ: الْعَمَلُ بِهٖ وَالْوُقُوْفُ عِنْدَ حُدُوْدِهٖ وَالتَّأَدُّبُ بِآدَابِهٖ وَالْاِعْتَبَارُ بِأَمْثَالِهٖ وَقِصَصِهٖ وَتَدَبُّرِهٖ وَحُسْنُ تَلَاوَتِهٖ .)) ❷

''اس سے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ خود عامل تھے۔ آپ ؐ آدابِ قرآنی کو اختیار فرماتے' اس کے امثال وقصص سے عبرت ونصیحت حاصل کرتے' اس میں غور وفکر کرتے اور اس کی اچھے انداز میں تلاوت کرتے تھے۔''

آپ ؐ کے اعلیٰ اخلاقی اوصاف ومحامد پر خود قرآن ناطق ہے۔ چنانچہ فرمایا:

﴿وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝﴾ (القلم: ٦٨/ ٤)

''بے شک آپ ﷺ اخلاق کے نہایت بلند مرتبے پر فائز ہیں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ مجمع عام میں جو کچھ فرمایا' گھر کی تنہائیوں میں بھی ویسے ہی نظر آئے۔ اخلاق وعمل کا جو نکتہ اوروں کو سکھایا' خود اس کا پیکر بن کر دکھایا۔ نتیجتاً آپ ﷺ کا ذکر دائمی ہو گیا۔ جس نے آپ کو دیکھا اس کی زندگی میں انقلاب برپا ہو گیا' جس نے آپ ﷺ کی باتیں توجہ سے سنیں اس کی کایا پلٹ گئی اور دل اقتداء واطاعت کے

❶ صحيح مسلم ـ كتاب صلاة المسافرين: باب جامع صلاة الليل، (ح ٧٤٦).

❷ صحيح مسلم مع شرح نووى (١/ ٢٥٦).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبارک جذبات سے معمور ہوگیا۔ آپ ﷺ کا لایا ہوا نظامِ حیات ساری دنیا میں عام ہوگیا اور آپؐ ساری انسانیت کے لیے اسوۂ حسنہ اور مثالی شخصیت قرار پائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

(الاحزاب: ۳۳/ ۲۱)

"درحقیقت تمہارے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔"

یہ آیت غزوۂ احزاب کے سیاق میں نازل ہوئی ہے اور اس میں ان لوگوں کو تنبیہ کی گئی ہے جنہوں نے اس موقع پر عافیت کوشی اور مفاد پرستی کا مظاہر کیا تھا۔ لیکن آیت کے الفاظ عام ہیں اور زندگی کے سارے امور و معاملات کو شامل ہیں۔ جیسا کہ علامہ شوکانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((وَهٰذِهِ الْآيَةُ وَإِنْ كَانَ سَبَبُهَا خَاصًا فَهِيَ عَامَّةٌ فِي كُلِّ شَيْءٍ.)) ❶

"یہ آیت اگرچہ ایک خاص پس منظر میں نازل ہوئی ہے لیکن اس کا عموم ہر ایک چیز کو شامل ہے۔"

اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

((هٰذِهِ الْآيَةُ الْكَرِيمَةُ أَصْلٌ كَبِيرٌ فِي التَّأَسِّي بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي أَقْوَالِهِ وَ أَفْعَالِهِ وَأَحْوَالِهِ.)) ❷

"یہ آیت کریمہ رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال اور حالاتِ زندگی کو اسوہ بنانے کے سلسلے میں ایک بڑی اہم بنیاد ہے۔"

رسول اللہ ﷺ زندگی کے ہر پہلو میں اسوہ تھے۔ مزکی اخلاق و کردار اور معلم کتاب و حکمت آپؐ کا قرآنی وصف تھا۔ آپؐ بیک وقت ہدایت الٰہی کے شاہد، بشیر و نذیر اور اللہ کے

❶ فتح القدير (٤/ ٢٧١).

❷ تفسير ابن كثير ص ١٠٥٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکم سے لوگوں کو اس کی طرف بلانے والے تھے۔ آپ کی شخصیت معاشرے کے لیے منارۂ نور تھی۔ آپؐ صاحب خلق عظیم تھے۔ ان اعلیٰ قائدانہ صفات سے متصف ہونے کے ساتھ آپ ﷺ فوجی سپہ سالار بھی تھے۔ جنگی حکمت عملی خود وضع کرتے اور فوجیں تیار کرتے تھے۔ جنگ کرتے اور فتح یاب ہوتے۔

اپنے ماتحتوں کے مسائل حل کرتے اور ان کے احساسات وجذبات کی رعایت میں لگے رہتے تھے۔ آپ ﷺ کے عزم واستقلال' شجاعت ودلیری' صبر وشکر' توکل واعتماد' ایثار وقربانی' قناعت واستغنا' جود وسخا اور تواضع وخاکساری جیسی بوقلموں اور متضاد صفات اس خوبی کے ساتھ موجود تھیں کہ گویا آپ ﷺ کی ذات' دنیا کا ایک عظیم الشان آئینہ خانہ ہو اور ہر شخص اس میں دیکھ کر بہ اندازۂ ہمت وتوفیق اپنے جسم وروح تصور ووجدان' ظاہر وباطن اور آداب واخلاق کی اصلاح کررہا ہو۔

عام انسانی اوصاف:

آپ ﷺ کی نشوونما یتیمی کے سائے میں ہوئی تھی لیکن اس کے باوجود عنفوانِ شباب سے ہی آپؐ اعلیٰ قدروں کے دلدادہ تھے۔ صلہ رحمی' درماندوں کی چارہ گری' تہی دستوں کی مدد' مہمانوں کی ضیافت' امور کار خیر میں اعانت۔ یہ وہ پاکیزہ صفات تھیں جو منصب نبوت پر فائز ہونے سے قبل ہی آپ ﷺ کے اندر نمایاں طور پر پائی جاتی تھی۔ نزول وحی کے تاریخی موڑ پر جب آپ کافی نروس ہو رہے تھے' اس وقت رفیقۂ حیات سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی دل جوئی کے لیے جو کلمات کہے' ان سے اس حقیقت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ فرمایا:

((كَلَّا، وَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ أَبَدًا. إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتُكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ.)) ❶

---

❶ صحيح بخاري۔ كتاب بدء الوحي : باب كيف كان بدء الوحي الى رسول الله ﷺ '(ح ٣)۔ مسلم ـ كتاب الايمان : باب بدء الوحي الى رسول الله ﷺ '(ح ١٦٠)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"واللہ! حق تعالیٰ آپ کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا' اس لیے کہ آپؐ صلہ رحمی کرتے ہیں' درماندوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں' تہی دستوں کی مدد کرتے ہیں' مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں اور راہِ حق کی مصیبتوں میں اعانت کرتے ہیں۔"

صادق و امین آپ ﷺ کا لقب تھا۔ آپ ﷺ کی سچائی اور راست بازی کا سکہ دوست تو دوست' دشمنوں کے دل پر بھی اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ ابوسفیان جو ایک عرصے سے دعوتِ اسلامی کی راہ کا روڑا بنا ہوا تھا' وہ بھی قیصر روم "ہرقل" کے دربار میں اس حقیقت کا انکار نہ کر سکا۔ ❶ ابوجہل کہا کرتا تھا:

((اِنَّا لَا نُكَذِّبُكَ وَلٰكِنْ نُكَذِّبُ بِمَا جِئْتَ .)) ❷

"اے محمدؐ! ہم تمہیں جھوٹا نہیں کہتے' البتہ جو پیغام تم لائے ہو اس کو صحیح نہیں مانتے۔"

امانت و دیانت:

اہل مکہ کو آپ ﷺ کی امانت و دیانت پر اس قدر بھروسہ تھا کہ وہ آپؐ سے دشمنی اور عداوت رکھنے کے باوجود اپنی امانتیں آپؐ کے پاس جمع کرتے تھے۔ ابن ہشام کا بیان ہے کہ آپ ﷺ شب ہجرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مکہ میں اس لیے چھوڑ گئے تاکہ وہ لوگوں کی امانتیں جو آپؐ کے پاس جمع تھیں' انہیں ان کو واپس کر دیں۔ ❸

شفقت و محبت:

آپ ﷺ فطرتاً نہایت شفیق اور نرم خو واقع ہوئے تھے۔ تند خوئی اور سخت گیری سے سخت نفرت تھی۔ لوگوں سے ہمیشہ خوش خلقی اور خندہ روئی کے ساتھ پیش آتے۔ یہی خوبی

---

❶ صحیح بخاری۔ حوالہ سابق' ح ۷۔ مسلم۔ کتاب الجهاد: باب کتب النبی ﷺ الی هرقل ...... (ح ۱۷۷۳).

❷ ترمذی۔ کتاب تفسیر القرآن: باب و من سورة الانعام' (ح ٣٠٦٤)۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ سورۃ الانعام کی آیت ۳۳ اس سے کفایت کرتی ہے۔

❸ سیرة ابن هشام (ص/ ٤٨٢-٤٨٣)۔ مسند احمد (١/ ٣٤٨)۔ حاکم (٣/ ٤).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کے نظام تربیت کی شاہ کلید تھی۔ قرآن میں ہے:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۖ﴾ (آل عمران: ۳/ ۱۵۹)

"یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ آپ ﷺ ان لوگوں کے لیے بہت نرم مزاج واقع ہوئے ہیں۔ ورنہ اگر آپ ﷺ تند خو اور سنگ دل ہوتے تو یہ سارے لوگ آپؐ کے گرد و پیش سے چھٹ جاتے۔"

اور سورۂ توبہ میں ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝﴾ (التوبہ :۹/ ۱۲۸)

"دیکھو! تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا ہے جو تمہیں میں سے ہے۔ تمہارا نقصان میں پڑنا اس پر شاق ہے۔ تمہاری فلاح کا وہ حریص ہے' ایمان لانے والوں کے لیے وہ شفیق اور رحیم ہے۔"

بنی نوع انسان سے ہمدردی:

آپ ﷺ کو ساری انسانیت سے پیار تھا' محبت و ہمدردی تھی' قلبی لگاؤ اور بے پایاں خلوص تھا۔ آپ ﷺ کی بڑی آرزو اور تمنا تھی کہ ساری دنیا اس پیغام ربانی کو قبول کر لے جو حقیقی معنوں میں مس خام کو کندن' ذرہ کو آفتاب اور آدمی کو انسان بنانے والا ہے۔ آپؐ دن رات اسی فکر میں گھلے جا رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے تسلی فرمائی:

﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا ۝﴾ (الکهف: ۱۸/ ٦)

"شاید آپ ﷺ ان کے پیچھے غم کے مارے اپنی جان کھو دینے والے ہیں اگر یہ اس تعلیم پر ایمان نہ لائے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عفو و درگزر:

عفو درگزر آپ ﷺ کا امتیازی وصف تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا۔ ❶ اور نہ ہی کسی برائی کا بدلہ برائی سے دیا۔ دوست، دشمن، سب کے لیے آپ ﷺ کی رحمت عام تھی۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ نے جان کے دشمن کو بھی پناہیں دیں۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے کسی غزوے کے سلسلے میں نجد کی طرف سفر کیا جس میں وہ بھی شریک تھے۔ جب آپ واپس روانہ ہوئے تو ایک وادی میں جہاں جھاؤ کے بہ کثرت پودے تھے، قیلولہ کا وقت ہوگیا۔ چنانچہ آپ ﷺ قیلولہ کی غرض سے وہیں اتر پڑے اور صحابہ رضی اللہ عنہم جھاڑیوں میں ادھر ادھر درختوں کے سائے میں چلے گئے۔ آپ بھی کیکر کے ایک درخت کے نیچے استراحت فرما ہوئے۔ آپ ﷺ نے اپنی تلوار اسی درخت سے لٹکا دی۔ ہم لوگ تھوڑی دیر کے لیے سو گئے کہ اچانک رسول اللہ ﷺ کی آواز سنی، آپ ہمیں بلا رہے تھے۔ جب ہم آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کے پاس ایک بدو بیٹھا ہے۔ آپ نے فرمایا:

"میں سو رہا تھا کہ اس شخص نے میری تلوار کھینچ لی۔ میں فوراً بیدار ہوا۔ دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں تلوار بے نیام ہے اور کہہ رہا ہے کہ تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟"

میں نے کہا:

"اللہ" (یہ سننا تھا کہ اس کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ گئی اور میں نے اسے اٹھا لیا)

تو دیکھو یہ وہی شخص ہے جو سامنے بیٹھا ہوا ہے! سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد آپ نے اس سے بدلہ نہیں لیا۔ ❷

---

❶ صحیح بخاری - کتاب المناقب : باب صفة النبی ﷺ، (ح ٣٥٦٠)۔ مسلم - کتاب الفضائل : باب مباعدته ﷺ للآثام، (ح ٢٣٢٧)

❷ صحیح بخاری- کتاب المغازی : باب غزوة ذات الرقاع، (ح ٤١٣٥)۔ مسلم - کتاب الفضائل : باب توکله ﷺ علی اللہ تعالیٰ، (ح ١٣ / ٨٤٣)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کا یہ اسوہ صرف نجی زندگی تک محدود نہیں رہا' بلکہ آپ ﷺ نے عفو عام کا مظاہرہ اس وقت بھی کیا جب آپؐ اسلامی ریاست کے ذمہ دار تھے۔ مکہ کے شریروں اور بدبختوں کو کون نہیں جانتا جنہوں نے تقریباً انیس برس سے اسلام اور مسلمانوں کا عرصۂ حیات تنگ کر رکھا تھا۔ جن کی وجہ سے مسلمانوں کو ہجرت کے تلخ ترین دور سے گزرنا اور پردیس کی زندگی بسر کرنی پڑی حتیٰ کہ وہ بدر و احد اور خندق جیسے جاں توڑ معرکوں سے بھی دو چار ہوئے۔ یہ اہلِ ان غیر انسانی حرکتوں کے سبب اخلاقاً کسی رو رعایت کے مستحق نہ تھے۔ دنیا کا سارا قانون ان کو مجرم قرار دے چکا تھا لیکن آپ ﷺ نے ان کو بھی معاف کر دیا۔ فرمایا:

((لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ، اِذْهَبُوْا، أَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ .)) ❶

''آج تم پر کوئی سرزنش نہیں ہے۔ جاؤ' تم سب آزاد ہو۔''

امام محمد (شاگرد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ) کا بیان ہے کہ فتح مکہ سے قبل ایک بار جب مکہ معظمہ میں قحط پڑا تو آپ ﷺ نے ابو سفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ کے پاس پانچ سو درہم بھجوائے تاکہ وہاں کے ضرورت مندوں اور محتاجوں میں صرف کر دیں۔ ❷

شوقِ عبادت:

عبادت و ریاضت کے باب میں بھی آپؐ نے جو نمونہ چھوڑا' بلاشبہ وہ بے نظیر ہے۔ آپؐ راتوں کو اٹھ اٹھ کر عبادت میں مشغول ہوتے۔ لمبے قیام کی وجہ سے پائے مبارک متورم ہو جاتے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ: ''اے اللہ کے رسول! جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیے ہیں' تو پھر آپ ﷺ اتنی مشقت کیوں فرماتے ہیں۔''؟ ارشاد ہوا:

❶ طبقات ابن سعد (۲/ ۱۴۱-۱۴۲)، ابو عبیدۃ فی کتاب الاموال (۱۴۳)۔ ابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ (ص۹۱ ح ۱۳۱۸).

❷ لم اجد.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اَفَلَا اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا؟)) ❶

''کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔''

ماہِ رمضان آتا تو اس شوق میں مزید تیزی آجاتی۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ فیاض تو تھے ہی' لیکن جب ماہِ رمضان آجاتا اور سیدنا جبریل علیہ السلام قرآن سنانے آتے تو آپ ﷺ کی فیاضی کی کوئی حد نہ رہتی۔ بلکہ آپ ﷺ کی فیاضی بادِ صرصر سے بھی تیز ہو جاتی ❷ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو آپ ﷺ رات بھر محو عبادت رہتے۔ ازواج سے بے تعلق ہو جاتے اور اہل بیت کو نماز کے لیے جگاتے تھے۔ ❸

زہد وقناعت:

زہد و قناعت کا یہ عالم تھا کہ علاقۂ عرب آپ کے زیر نگیں ہو جانے کے باوجود آپ ﷺ نے فاقہ کی زندگی بسر کی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے تمام عمر کبھی دو وقت سیر ہو کر روٹی نہیں کھائی۔ ❹ آپ کے اہل وعیال مسلسل کئی رات بھوکے سو جاتے تھے کیونکہ رات کا کھانا نہیں آتا تھا۔

بے مثال سادگی:

آپ ﷺ کو سادگی بے حد پسند تھی۔ زخارف دنیا سے اجتناب تھا اور اپنے اہل و

❶ بخاری۔ کتاب التفسیر ' سورة الفتح (٤٨٣٧ ' ٤٨٣٦)۔ مسلم۔کتاب صفات المنافقين : باب اكثار الاعمال والاجتهاد فى العبادة (ح ٢٨٢، ٢٨١٩)

❷ بخاری۔ كتاب المناقب : باب صفة النبی ﷺ '(ح ٣٥٥٤)۔ مسلم ۔ كتاب الفضائل : باب خوده ﷺ (ح ٢٣٠٨).

❸ بخاری۔ كتاب فضل ليلة القدر : باب العمل فى العشر الاواخر من رمضان (ح ٢٠٢٤)۔ مسلم ۔كتاب الاعتكاف : باب الاجتهاد فى العشر الاواخر من شهر رمضان (ح ١١٧٤)

❹ بخاری۔ كتاب الرقاق : باب كيف عيش النبی ﷺ و اصحابه (ح ٦٤٥٤۔٦٤٥٥)۔ مسلم ۔ كتاب الزهد : باب الدنيا سجن اللمؤمن' (ح ٢٩٧٠ ، ٢٩٧١).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیال کو بھی اس کی تلقین کرتے تھے۔ ایک مرتبہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں سونے کا کنگن دیکھا تو فرمایا کہ تم کو یہ ناگوار ہوگا جب لوگ کہیں گے کہ پیغمبر کی بیٹی کے ہاتھ میں آگ کا ہار ہے۔ ❶ اسی طرح ایک دفعہ کسی غزوے سے واپسی میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو دیکھا کہ دروازے پر پردہ لٹک رہا ہے۔ آپ ﷺ نے اسی وقت پھاڑ دیا اور فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَأْمُرْنَا اَنْ نَكْسُوَ الْحِجَارَةَ وَالطِّيْنَ)) ❷

''اللہ نے ہمیں اس بات کا حکم نہیں دیا کہ ہم اینٹ اور پتھر کو کپڑے پہنائیں۔''

آپ ﷺ نے ہمیشہ معمولی لباس زیب تن کیا' چمڑے سے بنے بستر پر استراحت فرمایا کرتے جس میں کھجور کی پتیاں بھری ہوئی تھیں ❸ اور دنیا سے اس حالت میں گئے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک سفید خچر' ہتھیار اور قطعہ زمین جسے صدقہ کر گئے' کے سوا کچھ نہ تھا۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے دنیا سے بے رغبتی اس طرح ظاہر فرمائی:

((مَالِيْ وَلِلدُّنْيَا؟ مَا اَنَا فِي الدُّنْيَا اِلَّا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا .)) ❹

''مجھے دنیا سے کیا سروکار؟ دنیا سے میرا واسطہ تو بس اتنا ہی ہے جیسے کوئی سوار کسی درخت کے سائے میں تھوڑی دیر کے لیے رک جائے اور پھر اسے چھوڑ کر چلتا بنے۔''

---

❶ مسند احمد (٥/ ٢٧٨)۔ نسائی۔ کتاب الزینة : باب الکراهیة للنساء فی اظهار الحلی والذهب (ح ٥١٤٣).

❷ مسلم۔ کتاب اللباس : باب تحریم تصویر صورة الحیوان (ح ٢١٠٧).

❸ بخاری۔ کتاب الرقاق : باب کیف کان عیش النبی ﷺ و اصحابه (ح ٦٤٥٦)

❹ ترمذی۔ کتاب الزهد : باب (٤٤) (ح ٢٣٧٧)۔ ابن ماجه ۔ کتاب الزهد : باب مثل الدنیا' (ح ٤١٠٩)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوش طبعی اور شگفتہ مزاجی:

لیکن اس سب کے باوجود آپ ﷺ کو تقشف اور رہبانیت پسند نہ تھی۔ آپؐ نے اس کی پُر زور مخالفت کی۔ اگر آپؐ نے عبادت و ریاضت میں مشغول ہو کر راتیں آنکھوں میں کاٹ دیں اور زندگی بھر زہد و قناعت اور سادگی کو اختیار فرمایا تو دن کے اجالے میں اللہ کریم کی مخلوق سے تعلقات بھی استوار کیے۔ ان کے مسائل حل کرنے میں لگے رہے اور دنیا کو آخرت کی کھیتی قرار دیا۔ آپ ﷺ نے شادیاں بھی کیں اور ابتدائی ایام میں تجارتی کاروبار میں بھی حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ کے اوپر کامل اعتماد کے باوجود آپ ﷺ نے ہر ممکنہ اسباب و وسائل بھی اختیار فرمائے۔ اگر آپؐ کی مبارک محفل میں پُر سوز نصیحتوں کے سبب آنسوؤں اور سسکیوں کا سماں بندھ جاتا تو آپؐ کی شگفتہ مزاجی اور خوش طبعی سے مجلس رشک گلزار بھی بن جاتی تھی۔ ایک مرتبہ ایک ضعیفہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئی کہ رسول رحمت ﷺ اس کے لیے جنت کی دعا کریں۔ ارشاد ہوا:

''بوڑھی عورت جنت میں نہیں جائے گی۔''

اس کو بہت ملال ہوا اور روتی ہوئی واپس چلی آئی۔ آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ:

''بوڑھی عورتیں جنت میں ضرور جائیں گی مگر جوان ہو کر۔'' [1]

تواضع وانکسار:

آپ ﷺ نے ہمیشہ تواضع و خاکساری اختیار کی۔ سماجی و معاشرتی لحاظ سے مساوات سے کام لیا۔ اپنے اصحاب کی مجلسوں میں کبھی آپ ﷺ نمایاں مقام پر نہیں بیٹھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ نو وارد کے لیے آپ ﷺ کو پہچاننا مشکل ہو جاتا تھا۔ زندگی کے ہر محاذ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ شریک رہے۔ مسجد قبا اور مسجد نبوی کی تعمیر ہو یا خندق کی کھدائی۔ ہر

[1] ترمذی فی الشمائل ح ۲۴۱.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موقع پر آپ ﷺ نے عام لوگوں کے ساتھ کام کیا۔ ایک سفر میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے بکری ذبح کی اور اسے پکانے کے لیے آپس میں کام تقسیم کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنگل سے لکڑی میں لاؤں گا۔ ❶

اصحاب رائے سے مشورہ:

رسول اللہ ﷺ اسلامی ریاست کے ذمہ دار اعلیٰ تھے لیکن اس کے باوجود کبھی آپ ؐ نے اس عہدہ سے سیاسی فائدہ نہیں اٹھایا اور نہ ہی اپنے لیے ترجیحی حقوق اور مراعات حاصل کیے۔ آپ ؐ نے لوگوں کو رائے کا پورا حق دیا۔ اختلاف کرنے کی آزادی دی، کبھی آپ ؐ نے ان پر کوئی آمرانہ و جابرانہ قانون نافذ نہیں کیا۔ ریاست کے سارے کام صحابہ رضی اللہ عنہم کے مشورے سے انجام دیئے۔ ان کی اجازت طلب کیے بغیر کسی کو کوئی رعایت نہیں دی۔ علامہ ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب سیدہ زینب بنت رسول ﷺ کے شوہر ابوالعاص بن ربیع جو ابھی مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے، کے تجارتی اسباب کو ضبط کر لیا تو وہ خدمت اقدس میں آئے۔ اس موقع پر آپ ؐ نے ان کے اسباب لوٹا دینے کے سلسلے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورتاً فرمایا:

((آلا هٰذَا الرَّجُلُ مِنَّا بِحَيْثُ عَلِمْتُمْ وَقَدْ اَصَبْتُمْ لَهُ وَهُوَ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْكُمْ وَأَنَا أَحَبُّ أَنْ تُحْسِنُوْا وَتَرُدُّوْا اِلَيْهِ مَالَهُ الَّذِىْ لَهُ، وَإِنْ أَبَيْتُمْ فَأَنْتُمْ اَحَقُّ بِهِ .)) ❷

''اس شخص کا تعلق جو ہم سے ہے، وہ تم جانتے ہی ہو۔ اور تم کو اس کا مال ہاتھ

---

❶ المواهب اللدنية (۲/ ۳۴۳). عن المحب الطبرى فى مختصر السيرة النبوية و قال المصنف و لم ار هذا لغير الطبرى بعد التتبع و قال المحقق : قدانكره السخاوى فقال لا اعرفه (المقاصد الحسنة ص ۱۲۶)

❷ سيرة ابن هشام (۱/ ۶۵۳)۔ ابن عبدالبرفى الاستيعاب (۴/ ۱۲۷)۔ مستدرك حاكم (۶/ ۲۷۶).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگ گیا ہے جو تمہارے لیے مالِ غنیمت ہے۔ مگر میری خواہش ہے کہ تم اس پر احسان کرو' اور اس کا مال واپس کر دو۔ لیکن اگر تم کو اس سے انکار ہو تو بہر حال' تم اس کے زیادہ حق دار ہو۔''

شجاعت و دلیری:

رسول اللہ ﷺ نہایت نڈر اور شجاع تھے۔ آپ ﷺ کی ذات بلا شبہ شجاعت و دلیری اور بہادری میں بے مثل اور بزدلی اور روباہی سے نا آشنا تھی۔ آپ ﷺ نے بدر واحد اور حنین و خندق جیسے صبر آزما معرکوں میں بھی حصہ لیا لیکن پائے ثبات میں لغزش نہ آئی حتیٰ کہ جب زور کارن پڑتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی آڑ میں پناہ لیتے تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ جو اپنی شجاعت کے لیے مشہور ہیں' ان کا بیان ہے کہ غزوۂ بدر میں جب زور کارَن پڑا تو ہم لوگوں نے آپ ہی کی آڑ میں پناہ لی۔ ❶

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ (غزوۂ حنین میں) جب لڑائی زوروں پر تھی تو ہم لوگ آپ ﷺ ہی کے پہلو میں آ کر پناہ لیتے تھے۔ ❷ اسی طرح سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات مدینے میں شور ہوا لوگ مقابلہ کے لیے آواز کی طرف لپکے لیکن سب سے آگے جو نکلا وہ رسول اللہ ﷺ تھے۔ جلدی میں آپ ﷺ نے گھوڑے پر زین بھی نہیں کسی۔ آپ ﷺ لوگوں سے کہہ رہے تھے:

''ڈرو نہیں! کسی قسم کا خطرہ نہیں ہے۔'' ❸

---

❶ مسند احمد (۱/ ۸۶).

❷ بخاری۔ کتاب الجهاد : باب من صف اصحابه عندالهزيمة (ح ۲۹۳۰)۔ مسلم ۔ کتاب الجهاد : باب غزوة حنين' (ح ۷۹/ ۱۷۷۶) واللفظ له .

❸ بخاری۔ کتاب الجهاد : باب الحمائل و تعليق السيف بالعنق' (ح ۲۹۰۸)۔ مسلم ۔ کتاب الفضائل : باب شجاعته ﷺ (ح ۲۳۰۷).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبر واستقامت:

رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا یہ پہلو بہت اہم ہے کہ آپ ﷺ نہایت سخت ترین حالات میں بھی اضطراب و انتشار اور مایوسی و نومیدی کے شکار نہیں ہوئے اور نہ کبھی جلد بازی سے کام لیا۔ حالانکہ آپ ؐ سے پیشتر انبیاء علیہم السلام بھی بسا اوقات جلد بازی اور مایوسی سے بچ نہ سکے اور خواہی نہ خواہی حرف شکایت زبان پر آ ہی گیا۔ چنانچہ سیدنا نوح علیہ السلام کی فریاد بایں الفاظ منقول ہوتی ہے:

﴿رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّ نَهَارًا ۝ فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْۤ اِلَّا فِرَارًا ۝﴾ (نوح: ۷۱/ ۵،۶)

''میرے رب! میں نے اپنی قوم کے لوگوں کو شب و روز پکارا لیکن میری پکار نے ان کے فرار میں اضافہ ہی کیا۔''

ایک بار مصیبت زدہ صحابی سیدنا خباب بن الارت رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے دشمنانِ دین کی طرف سے پیش آنے والے مصائب ومحن کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَیُتِمَّنَّ اللّٰهُ هٰذَا الْاَمْرَ حَتّٰی یَسِیْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَآءَ اِلٰی حَضْرَ مَوْتَ وَلَا یَخَافُ اِلَّا اللّٰهُ أَوِ الذِّئْبِ عَلٰی غَنَمِ وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ .)) [1]

''اللہ تعالیٰ اس دین کو ضرور غالب کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک سوار صنعاء سے حضر موت تک سفر کرے گا لیکن راستے میں اسے اللہ کے علاوہ کسی کا خوف نہیں ہوگا۔ یا بھیڑ بکریوں کا اندیشہ ہوگا۔ لیکن تم لوگ تو جلد بازی کر رہے ہو۔''

اللہ کی ذات پر آپ ﷺ کو اتنا بھروسہ تھا کہ ہجرت کے موقع پر دشمن آپ ﷺ کو تلاش کرتے ہوئے غارِ ثور کے منہ پر آ گئے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نظر جب ان کے پاؤں پر پڑی تو ان کا غم و تردد فزوں تر ہو گیا۔ عرض کیا:

---

[1] بخاری ـ کتاب المناقب: باب علامات النبوة فی الاسلام، (ح ٣٦١٢).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”اے اللہ کے رسول! اگر ان میں سے کوئی شخص محض اپنی نگاہ نیچی کر دے تو ہمیں دیکھ لے گا۔“

آپ ﷺ نے نہایت اطمینان سے فرمایا:

((مَا ظَنُّكَ يَا اَبَابَكْرٍ بِاِثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا .)) ❶

”ابوبکر! تمہارا ان دو آدمیوں کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے۔“

قرآن اسے اس انداز میں یہاں بیان کرتا ہے:

﴿لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ (التوبہ: ۹/ ۴۰)

”غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تربیت وتزکیہ:

قرآن کریم کے زیر سایہ وجود میں آنے والے اس جدید اسلامی معاشرے کی اصلاح و تربیت کے لیے رسول اللہ ﷺ کا عملی نمونہ کافی تھا۔ لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی کوئی ماورائی مخلوق نہ تھے۔ آخر وہ بھی انسان ہی تھے۔ اس پر مستزاد یہ کہ وہ ابھی جلد ہی جاہلی افکار و خیالات کی بندشوں سے آزاد ہوئے تھے۔ اس لیے ان کی طرف سے وقتاً فوقتاً فکری نارسائیوں اور دین کے تقاضوں سے جزوی اجنبیت کے مظاہرے ہوتے رہتے تھے۔ اس کو آپؐ نے نہایت حکمت و دانائی، محبت و دلسوزی اور خوش اسلوبی کے ساتھ دور کیا۔ کبھی آپ ﷺ نے وعظ ونصیحت کا راستہ اختیار کیا تو کبھی ترغیب وترہیب سے کام لیا۔ کبھی ان کو قصص و واقعات سنائے تو کبھی جامع تشبیہات وتمثیلات کے ذریعہ ان کا تزکیہ فرمایا۔ کبھی کسی کام کی تحسین و ہمت افزائی کی تو کبھی زجر وتوبیخ کا بھی سہارا لیا۔ اس طرح آپؐ نے موقع ومحل اور اپنے رفقاء کے مزاج ونفسیات کا مکمل لحاظ کرتے ہوئے ہر ممکن اور مؤثر اسلوب اختیار

---

❶ بخاری۔کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ: باب مناقب المهاجرين و فضلهم، (ح ٣٦٦٣)۔ مسلم۔کتاب فضائل الصحابة: باب من فضائل ابی بکر الصدیق رضی الله عنه (ح ٢٣٨١).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا اور اپنے رفقاء کی تربیت کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ تاریخ اسلام اس طرح کی بے شمار مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ صحیح بخاری کی روایت ہے کہ جس دن رسول اللہ ﷺ کے جگر گوشے سیدنا ابراہیم نے وفات پائی۔ اتفاق سے اس دن سورج گرہن بھی لگا۔ بعض اصحاب کو یہ گمان ہوا کہ یہ گرہن سیدنا ابراہیم کی وفات کی وجہ سے لگا ہے۔ رسول رحمت ﷺ کو معلوم ہوا تو آپؐ نے اس خیال کی برملا اصلاح فرمائی اور لوگوں کو اکٹھا کر کے فرمایا:

((اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لاَ یَنْکَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلاَ لِحَیَاتِهٖ فَاِذَا رَاَیْتُمْ فَصَلُّوْا وَادْعُوا اللّٰهَ .)) ❶

”حقیقت یہ ہے کہ کسی کی موت یا حیات کی وجہ سے چاند اور سورج کو گرہن نہیں لگا کرتا، لہٰذا جب تم لوگ گرہن لگا دیکھو تو نماز کا اہتمام کرو اور دعائیں مانگو۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خالص دنیوی اعمال کو حدودِ شرع میں انجام دیئے جانے کے باوجود انہیں باعث اجر و ثواب نہیں تصور کرتے تھے۔ ان کے نزدیک دنیوی اور مذہبی اعمال میں تفریق پائی جاتی تھی۔ چنانچہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ نبی ﷺ نے کارہائے خیر کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہارا اپنی بیویوں سے لطف اندوز ہونا بھی صدقہ ہے۔ یہ سننا تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے متعجب ہو کر دریافت فرمایا:

”اے اللہ کے رسول! آدمی اس طرح تو محض اپنی خواہش نفس پوری کرتا ہے۔ کیا یہ بھی کارِ ثواب ہے؟“

آپ ﷺ نے نہایت سائنٹیفک انداز میں ان کے اس استعجاب کو دور کرتے ہوئے فرمایا:

((اَرَاَیْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِیْ حَرَامٍ اَكَانَ عَلَیْهِ فِیْهَا وِزْرٌ؟ فَكَذٰلِكَ اِذَا وَضَعَهَا فِی الْحَلاَلِ كَانَ لَهٗ اَجْرٌ .)) ❷

---

❶ بخاری۔ کتاب الکسوف : باب الصلاۃ فی کسوف الشمس (ح ۱۰۴۳)۔ مسلم۔ کتاب الکسوف : باب ذکر النداء بصلاۃ الکسوف ”الصلاۃ جامعۃ“ (ح ۹۱۵)

❷ مسلم۔ کتاب الزکاۃ : باب بیان ان اسم الصدقۃ یقع علی کل نوع (ح ۱۰۰۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تمہارا کیا خیال ہے' اگر کوئی شخص حرام طریقے سے اپنی (جنسی) خواہش پوری کرتا ہے تو وہ گناہ گار ہوگا کہ نہیں؟ اسی طرح جب وہ صحیح طریقے سے یہ خواہش پوری کرتا ہے تو وہ اجر وثواب کا مستحق ٹھہرتا ہے۔''

اسی طرح بعض اصحاب نے اپنے روزمرہ کے معمولات معمولی تصور کر کے یہ خیال کیا کہ کیوں نہ دنیوی امور مثلاً کھانے پینے' سونے اور ازدواجی تعلقات سے علیحدگی اختیار کر کے یکسوئی کے ساتھ طلب آخرت اور حصولِ تقویٰ کی کوشش کی جائے۔ بخاری کی روایت ہے کہ اس جذبے کے تحت تین آدمی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھر آئے اور رسول اللہ ﷺ کی عبادت کی کیفیت معلوم کی تو انہیں لگا کہ یہ تو بہت کم ہے۔ پھر انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہمارا رسول اللہ ﷺ سے کیا موازنہ؟ آپؐ کے تو اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔ (پھر ہم کیسے آپؐ کی ہمسری کر سکتے ہیں) چنانچہ ان میں سے ایک صاحب نے کہا کہ:

''میں ساری رات نماز پڑھتا رہا کروں گا۔''

دوسرے نے کہا:

''میں ہمیشہ نفل روزے رکھوں گا کبھی قضا نہ کروں گا۔''

تیسرے نے کہا:

''میں عورتوں سے دور رہوں گا اور ان سے جنسی تعلق نہ رکھوں گا۔''

چونکہ یہ باتیں اسلام کے انقلابی تصورِ عبادت اور اس کی روح کے منافی تھیں اور نادانستہ طور پر رہبانیت کی طرف لے جانے والی تھیں اس لیے رسول اللہ ﷺ کو جو یہ باتیں معلوم ہوئیں تو آپ ﷺ ان کے ہاں تشریف لے گئے اور فرمایا:

((اَنْتُمُ الَّذِیْنَ قُلْتُمْ کَذَا وَ کَذَا؟ اَمَا وَاللّٰہِ' اِنِّیْ لَاَخْشَاکُمْ لِلّٰہِ وَاَتْقَاکُمْ لَہٗ' لٰکِنِّیْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّیْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي .)) ❶

''کیا تم لوگوں نے یہ اور یہ باتیں کہی ہیں؟ اللہ کی قسم!..... میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور تقویٰ و پرہیز گاری میں تم سب سے بڑھ کر ہوں۔ لیکن میں روزے رکھتا ہوں اور نہیں بھی رکھتا' میں نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں' تو جو میرے طریقے کو ترک کرے وہ مجھ سے نہیں ہے۔''

اسلام کے تصور مساوات نے گو حسب ونسب' امارات و افلاس اور قومیت و وطنیت کے بتوں کو پاس پاش کر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپس میں شیر وشکر کر دیا تھا۔ تاہم کبھی کبھی اونچ نیچ اور حسب ونسب کا جاہلی تصور بھڑک اٹھتا تھا جسے رسول اللہ ﷺ کی زیرکی ودانائی اور حکمت فوراً بجھا دیتی تھی۔ ایک مرتبہ قبیلہ مخزوم کی فاطمہ نامی عورت چوری کے جرم میں پکڑی گئی۔ عدالت نبوی سے سے اس کے ہاتھ کاٹ دینے کا حکم صادر ہوا تو یکایک خاندانی عظمت ووقار کے جراثیم جو کچھ لوگوں کے ذہن میں چھپے ہوئے تھے' زور دکھانے لگے۔ انہوں نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے سفارش کرائی کہ ایک ذی حیثیت عورت کی اتنی بڑی توہین نہ کی جائے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی غصہ کے ساتھ سرزنش کی اور فرمایا:

''کیا تم اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی حد کو نافذ ہونے سے روکنے کیلئے سفارش کرتے ہو؟''

آپ ﷺ نے اتنے ہی پر بس نہیں کیا بلکہ کھڑے ہو کر اسلام کے تصورِ مساوات کی یوں تشریح فرمائی:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا ضَلَّ مَنْ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا سَرَقَ

❶ بخاری ۔ کتاب النکاح : باب الترغیب فی النکاح ' (ح ٥٠٦٣)۔ مسلم ۔ کتاب النکاح : باب استحباب النکاح (ح ١٤٠١)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشَّرِيفُ تَرَكُوْهُ وَإِذَا سَرَقَ الضَّعِيفُ فِيهِمْ أَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحُدُوْدَ، وَايْمُ اللّٰهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعَ مُحَمَّدٌ يَدَهَا.)) ❶

''لوگو! تم سے پہلے کی امتوں کی گمراہی کا سبب یہ تھا کہ جو سماج کا معزز آدمی چوری کرتا تھا تو اسے چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اور جب کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد نافذ کر دی جاتی۔ اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد (ﷺ) بھی چوری کر لے تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دوں گا۔''

مختصر یہ کہ اگر ایک طرف قرآنِ کریم اپنی حیرت انگیز قوتِ تاثیر کے ذریعہ لوگوں کے قلوب و اذہان کو مسخر کر رہا تھا تو دوسری طرف رسول اللہ ﷺ کا اسوہ بھی مقامی تربیت کا جادو جگا رہا تھا۔ آپ ہی کی تلاوت آیات' تزکیہ اخلاق' تعلیم کتاب و حکمت اور کردار ساز عمل ہی کا فیض تھا کہ لوگ ظلم و طغیان اور کفر و عصیان سے تائب ہو کر اللہ کے رنگ میں رنگے جا رہے تھے۔ اس طرح قرآن مجید اور اسوۂ پاک کے زیر سایہ تیئس سال کی مختصر سی مدت میں ایک ایسا معاشرہ وجود میں آ گیا کہ انسانی تاریخ نے جس سے بڑھ کر صالح' پاکیزہ' منظم' ترقی یافتہ اور متمدن معاشرہ نہیں دیکھا۔ یہ جاہلوں' توہم پرستوں اور تقلید آباء کی دلدل میں پھنسے ہوئے لوگوں کا مجمع نہیں تھا بلکہ یہ ایک مہذب' تعلیم یافتہ اور روشن خیال لوگوں کا معاشرہ تھا۔ اس میں متمدن معاشرے کی ساری خوبیاں موجود تھیں۔ یہ ایک انسانی اور عالمی معاشرہ تھا۔ یہ ایسا عظیم الشان دائرہ تھا جس میں ہزاروں چھوٹے بڑے دائرے بآسانی سما سکتے تھے۔ اس خوبی کے ساتھ کہ ان کی انفرادیت برقرار رہے۔ اس میں اجتماعیت کے باوجود انفرادی آزادی کی بقا ممکن تھی۔ لیکن کسی کو ایک لمحہ کے لیے بھی الٰہ فراموشی گوارا نہیں تھی۔ خوفِ الٰہی' انسان دوستی' راست بازی' حق پسندی' آپسی میل جول اور باطل شکنی ان کی شناخت بن گئی۔

❶ بخاری ـ کتاب الحدود: باب کراھیة الشفاعة فی الحد (ح ٦٧٨٨)۔ مسلم ـ کتاب الحدود: باب قطع السارق الشریف وغیرہ (ح ١٦٨٨)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم نے اللہ کے ان اولیں سودائیوں کی بعض امتیازی خصوصیات اور کیفیات جو تدریجی طور پر ان میں پروان چڑھیں' ان کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا ؗ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۖۛ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۛ۫ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ (الفتح: ۴۸/ ۲۹)

''محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں ،اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت اور آپس میں رحم دل ہیں ۔تم انہیں دیکھو گے کہ وہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں ۔اللہ تعالیٰ کے فضل اور خوشنودی کی جستجو میں ہیں ۔سجود کے اثرات ان کے چہروں پر موجود ہیں جن سے وہ الگ پہچانے جاتے ہیں ۔ان کی یہی مثال تورات اور انجیل میں ہے ۔اس کھیتی کے مثل جس نے پہلے کونپل نکالی ، پھر اسے مضبوط کیا اور وہ موٹا ہو گیا ، پھر اپنے تنے پر کھڑا ہو گیا اور کسانوں کو خوش کرنے لگا تاکہ کفار ان کے پھلنے پھولنے پر جلیں ۔اس گروہ کے لوگ جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں ،اللہ تعالیٰ نے ان سے مغفرت اور بہت بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے ۔

اہل عرب جن میں انانیت ،نخوت اور خود پسندی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی بیگانگی اور نااتفاقی ان کا نمایاں وصف تھا ۔یثرب میں اوس خزرج کی لڑائی بنو عدنان و بنو قحطان کے مابین عداوت اور عرب وعجم کی غیر فطری تفریق مشہور تھی ۔لیکن قرآن اور صاحب قرآن کے فیض سے یہ سارے حصار ٹوٹ گئے اور ایثار و ہمدردی اور تعاون کی باہمی فضا قائم ہو گئی ۔

قرآن نے ان کے اس جذبے کی تعریف یوں کی ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثالی اسلامی معاشرے کی تشکیل:

﴿ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۚ۝۸ وَ الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَ لَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّاۤ اُوْتُوْا وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ۫ وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۚ۝۹ ﴾ (الحشر: ۵۹/ ۸، ۹)

”(مالِ فے) ان مہاجر مسکینوں کے لیے ہے جو اپنے گھروں سے بے گھر، اور اپنے مالوں سے محروم کر دیئے گئے ہیں۔ وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے طلب گار ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی مدد کرتے ہیں۔ یہی راست باز لوگ ہیں۔ اور (مالِ فے ان لوگوں کے لیے بھی ہے) جو اِن مہاجرین کی آمد سے پہلے ہی ایمان لا کر دارالہجرت میں مقیم تھے۔ یہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے مدینہ آئے ہیں، اور جو کچھ بھی ان (مہاجرین) کو دے دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہیں محسوس کرتے۔ بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں خواہ انہیں خود کتنی ہی حاجت کیوں نہ ہو۔ (بات دراصل یہ ہے کہ) جو بھی اپنے دل کی تنگی سے بچا رہا تو ایسے ہی لوگ حقیقت میں کامیاب ہیں۔“

الفت ومحبت، ایثار وقربانی، اخوت وہمدردی اور نصح وخیر خواہی کا یہ عظیم جذبہ عسرت وتنگی وفارغ البالی میں بھی برقرار رہا ہے، فرمایا:

﴿ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ يُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۷۱ ﴾ (التوبہ: ۹/ ۷۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے رفیق اور دوست ہیں۔ وہ بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں' زکوۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ بہت رحم فرمائے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب پر غالب ہے اور حکیم و دانا ہے۔''

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْۤا اُولٰٓىٕكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ﴾

(الانفال: ۸/ ۷۲)

''جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے ان کو پناہ دی اور مدد کی۔ یہ سب آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔''

سورۂ احزاب میں اس نئے معاشرے کا تفصیلی ذکر آیا ہے:

﴿اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْقٰنِتِیْنَ وَ الْقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِیْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِیْنَ وَ الصّٰبِرٰتِ وَ الْخٰشِعِیْنَ وَ الْخٰشِعٰتِ وَ الْمُتَصَدِّقِیْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ وَ الصَّآىٕمِیْنَ وَ الصّٰٓىٕمٰتِ وَ الْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا۝﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۳۵)

''بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں' مومن مرد اور مومن عورتیں' مطیع فرمان مرد اور مطیع فرمان عورتیں' راست باز مرد اور راست باز عورتیں' صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں' خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں' اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں' بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں۔ ان (سب) کے لیے اللہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ نے وسیع مغفرت اور بہت بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔"

خوشنودیٔ رب کے متلاشی:

قرآن مجید نے ان کے اندر ایسا انقلاب برپا کر دیا کہ ان کی زندگی کا رخ ہی بدل دیا گیا۔ ان کی ساری تگ و دو طلب آخرت کے لیے مرکوز ہوگئی۔ ان کا وجود تسلیم و رضا کے پیکر میں ڈھل گیا۔ ان کی دوستی' دشمنی اور لین دین سب اللہ کی رضا کے لیے ہوگیا۔ ذاتی رنجشوں کا خمار' فرمانِ باری تعالیٰ کے آگے اتر گیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کو لے لیجئے کہ مسطح بن اثاثہ جو واقعہ افک میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگانے میں آگے آگے تھے اور جن کی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کفالت کرتے تھے' اس واقعہ کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ اب اس پر خرچ نہیں کریں گے۔ ظاہر ہے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ عمل فطرت انسانی کے عین مطابق تھا لیکن جیسے ہی یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٢﴾﴾ (النور : ٢٤/ ٢٢)

"تم میں سے جو لوگ صاحبِ فضل اور صاحب مقدرت ہیں' وہ اس بات کی قسم نہ کھا بیٹھیں کہ اپنے رشتہ دار' مسکین اور مہاجر فی سبیل اللہ لوگوں کی مدد نہ کریں گے۔ انہیں معاف کر دینا چاہیے اور درگزر کرنا چاہیے۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہارے قصور معاف فرما دے؟ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت ہے کہ وہ قصوروں کو معاف فرمانے والا مہربان ہے۔"

یہ سن کر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((بَلٰى وَاللّٰهِ ، إِنَّا نُحِبُّ أَنْ تَغْفِرَ لَنَا يَا رَبَّنَا .))

"کیوں نہیں اے ہمارے رب......! ہم ضرور یہ چاہتے ہیں کہ تو ہمیں معاف فرما دے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد انہوں نے اپنی قسم کا کفارہ ادا کر کے حسب سابق سیدنا مسطح کی کفالت شروع کر دی۔ ❶

جذبۂ انفاق:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبۂ انفاق فی سبیل اللہ کا یہ عالم تھا کہ جب آیت ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ (آل عمران : ۳/ ۹۲) نازل ہوئی تو سیدنا طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ جو مدینہ میں اصحابِ حیثیت میں سے تھے' خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! بیر حا باغ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ میں اسے اللہ کی رضا کے لیے صدقہ کرتا ہوں۔ آپ ؐ نے فرمایا:

''وہ تو بہت نفع بخش مال ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ تم اسے اپنے اقارب اور رشتہ داروں میں تقسیم کر دو۔ چنانچہ آپ کے مشورے سے انہوں نے اپنے اقارب اور چچیرے بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ ❷

اسی طرح ابن ابی حاتم کی روایت ہے کہ جب اس آیت:

﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا........ الخ﴾ (البقرہ : ۲/ ۲۴۵)

کا نزول ہوا تو صحابی جلیل سیدنا ابو وحداح رضی اللہ عنہ نے رسول رحمت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ:

''اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا اللہ تعالیٰ ہم سے قرض طلب کر رہا ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں!''

انہوں نے عرض کیا:

---

❶ بخاری۔ کتاب المغازی : باب حدیث الافک (ح ۴۱۴۱)۔ مسلم ۔ کتاب التوبۃ : باب فی حدیث الافک (ح ۲۷۷۰)

❷ بخاری۔ کتاب الزکاۃ : باب الزکاۃ علی الاقارب (ح ۱۴۶۱)۔ مسلم ۔ کتاب الزکاۃ : باب فضل النفقۃ والصدقۃ علی الاقارب (ح ۹۹۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے اللہ کے رسول ﷺ! دست مبارک بڑھائیے' میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے اپنے رب کو اپنا باغ قرض دے دیا۔''

یہ باغ بہت بڑا تھا' اس میں کھجور کے چھ سو درخت تھے۔ اسی میں ان کی بیویاں بچے بھی رہتے تھے۔ باغ سے دست بردار ہو کر نکلے تو پھر اس میں داخل نہیں ہوئے۔ کنارے کھڑے ہو کر بیوی کو آواز دی کہ: ام دحداح! باہر آؤ' میں نے یہ باغ اپنے رب کو قرض دے دیا ہے۔ ❶

قابل ذکر بات یہ ہے کہ جذبۂ انفاق صرف شہری لوگوں ہی کے اندر موجود نہ تھا دیہاتیوں اور بادیہ نشینوں کے اندر بھی یہ جذبہ بدرجۂ اتم پایا جاتا تھا۔ حالانکہ اسلام سے قبل یہی لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو جرمانہ تصور کرتے تھے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَن يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنفِقُ قُرُبَاتٍ عِندَ اللَّهِ وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ ۚ أَلَا إِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ۚ سَيُدْخِلُهُمُ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٩٩﴾ ﴾ (التوبہ: ۹/۹۹)

''اور بعض اہل دیہات میں سے ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور جو خرچ کرتے ہیں' اس کو عند اللہ قرب حاصل ہونے کا ذریعہ اور رسول ﷺ کی دعا کا ذریعہ بناتے ہیں۔ یاد رکھو کہ ان کا خرچ کرنا بے شک ان کے لیے موجب قربت ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ ضرور اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والا اور بڑی رحمت والا ہے۔''

شوقِ جہاد:

﴿ وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَٰذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۚ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ﴿٢٢﴾ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ

❶ بیهقی فی شعب الایمان (۲/ ۳۴۵۲)۔ مجمع الزوائد (۳/ ۱۱۴۔۱۱۳) و اسناده ضعیف فیه حمید بن عطاء الاعرج هو ضعیف.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿٢٣﴾ (الاحزاب : ٣٣/ ٢٢، ٢٣)

''اور ایمان والوں نے جب حملہ آور لشکروں کو دیکھا تو بے ساختہ پکار اٹھے کہ یہ وہی چیز ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) نے ہم سے وعدہ کیا تھا۔ اور اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی بات بالکل سچی تھی۔ اور اس چیز نے ان کے ایمان اور شیوۂ فرماں برداری میں اضافہ کر دیا۔ مومنوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے جو عہد اللہ تعالیٰ سے کیا تھا' وہ سچا کر دکھایا۔ بعض نے تو اپنا عہد (جان نثاری) پورا کر دکھایا اور بعض موقع کے منتظر ہیں۔ انہوں نے اپنے رویے میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔''

ایمانی غیرت و بہادری:

وہ اس قدر جری اور غیور تھے کہ حق کے معاملے میں باطل سے کوئی سمجھوتہ کرنے کے لیے تیار نہ تھے انہیں یہ گوارا نہ تھا کہ ان کے جیتے جی دین پر کوئی آنچ آئے یا اس میں کسی قسم کی کمی کی جائے۔ ذرا تصور کیجیے' وفاتِ رسول ﷺ کے معاً بعد کی صورت حال کا! مدینے کے چاروں طرف فتنہ ارتداد اٹھا ہوا ہے۔ خود مدینے میں منافقین چالبازیاں کر رہے ہیں۔ ان داخلی و خارجی مشکلات کے باوجود خلیفۃ المسلمین یہ اعلان کرتے ہیں:

((وَلَوْ أَنَّ الطَّيْرَ يَخْطَفُنَا وَالسِّبَاعُ مِنْ حَوْلِ الْمَدِينَةِ وَلَوْ أَنَّ الْكِلَابَ جَرَتْ بِأَرْجُلِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ لَأُجَهِّزَنَّ جَيْشَ أُسَامَةَ .)) ❶

''اگر ہمیں وحشی پرندے اچک لے جائیں اور خون خوار جانور مدینے کے گرد ڈیرا ڈال دیں اور امہات المومنین کے پاؤں کتے کھینچیں جب بھی میں اسامہ بن زید کی سرکردگی میں فوج روانہ کر کے رہوں گا (جسے رسول اللہ ﷺ نے اپنی

❶ تاريخ طبری (٣/ ٢٢٥). البداية والنهاية (٦/ ٣٠٤). الكامل فی التاريخ ٢/ ٢٢٦)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیاتِ مبارکہ میں ترتیب دیا تھا)۔"

اسی طرح مانعینِ زکوٰۃ کے خلاف سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ جرأت مندانہ مؤقف بھی قابلِ تحسین ہے جب انہوں نے یہ تاریخی جملہ کہا تھا:

((وَاللّٰهِ' لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ' وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عِقَالًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهِ .)) ❶

"رب ذوالجلال کی قسم! جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا اس سے میں جنگ کروں گا۔ کیونکہ زکوٰۃ' مال کا حق ہے (اور نماز اللہ کریم کا حق) رب ذوالجلال کی قسم! اگر یہ (اونٹ کی اس) رسی کو بھی روکیں گے جو رسول اللہ ﷺ کو زکوٰۃ میں دیا کرتے تھے تو میں اس رسی کی عدمِ ادائیگی پر بھی ان سے جنگ کروں گا۔"

خودداری وقناعت:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خودداری وقناعت بھی بے مثال تھی۔ نہایت عسرت وتنگی میں بھی انہیں کسی پر بوجھ بننا گوارا نہ تھا۔ انہیں محنت کی سوکھی روٹی عزیز تھی۔ دین کے کاموں میں مشغول ہونے کی وجہ سے فاقے تو کر لیتے لیکن کسی کے آگے دستِ سوال دراز کرنا معیوب سمجھتے تھے۔ قرآن مجید میں ان کا ذکر اس طرح ہوا ہے:

﴿ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ٘ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝ ﴾ (البقرة: ٢/ ٢٧٣)

"خاص طور پر مدد کے مستحق وہ تنگ دست لوگ ہیں جو اللہ کے کام میں اس

---

❶ بخاري ـ كتاب الزكاة : باب وجوب الزكاة ' (ح ١٤٠٠)۔ مسلم ـ كتاب الايمان : باب الامر بقتال الناس حتى يقولوا لا اله الا الله (ح ٢٠).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح گھر گئے ہیں کہ اپنے ذاتی کسب معاش کے لیے زمین میں کوئی دوڑ دھوپ نہیں کر سکتے۔ ان کی خود داری دیکھ کرنا واقف آدمی گمان کرتا ہے کہ یہ خوش حال ہیں۔ تم ان کے چہروں سے ان کی اندرونی حالت جان سکتے ہو۔ مگر وہ ایسے لوگ نہیں ہیں کہ لوگوں کے پیچھے پڑ کر مانگیں۔ ان کی اعانت میں جو کچھ مال تم خرچ کرو گے وہ اللہ سے پوشیدہ نہیں ہے۔"

اخوت کی ہمہ گیری' محبت کی فراوانی:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارہ (مواخات) کر دیا۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے کہا:

"انصار میں' میں سب سے زیادہ مال دار ہوں' آپ میرا مال دو حصوں میں بانٹ کر آدھا لے لیں اور میری دو بیویاں ہیں۔ آپ دیکھ لیں' جو زیادہ پسند ہو' مجھے بتا دیں' میں اسے طلاق دے دوں گا اور عدت گزرنے کے بعد آپ اس سے شادی کر لیں۔"

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف نے جواب دیا:

"آپ کو آپ کا مال مبارک' مجھے تو بازار کا راستہ بتا دیجئے۔ لوگوں نے ان کو بنو قینقاع کا بازار بتلا دیا۔ وہ واپس آئے تو ان کے پاس کچھ فاضل پنیر اور گھی تھا۔ اس کے بعد وہ روزانہ بازار جاتے رہے۔" ❶

مدنی معاشرہ کی ایک جھلک:

خلاصہ یہ کہ قرآن کریم نے ایمان و عمل' تقویٰ و طہارت' اخوت و محبت' ایثار و قربانی اور صبر و ثبات کا جو درس دیا وہ محض ایک نعرہ نہ تھا کہ کچھ دنوں تک گرمی محفل باقی رہتی بلکہ وہ ایک عملی حقیقت تھی جس کا انصار و مہاجرین کی مبارک زندگیوں سے گہرا ربط تھا۔ ان کے

❶ بخاري۔ كتاب البيوع: باب (١) (ح ٢٠٤٩، ٢٠٤٨).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر عمل سے قرآنی اخلاق و کردار کے شرارے پھوٹتے تھے۔ ان کے معاہدے' معاملات اور مسائل زندگی قرآن ہی کی روشنی میں طے پاتے تھے۔ گویا قرآن ایک محور تھا جس کے گرد اِن کی زندگی گردش کرتی تھی۔ اس معاشرے کی ایک تصویر معروف اسلامی محقق شیخ محمد محمود صواف کی زبانی ملاحظہ ہو:

''واقعہ یہ ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ جب خلیفۃ المسلمین منتخب ہوئے تو انہوں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مدینے کا قاضی مقرر کیا۔ لیکن ایک سال اس حال میں بیت گیا کہ ان کے پاس کوئی مقدمہ آیا نہ انہیں مجلس عدالت منعقد کرنی پڑی۔ چنانچہ انہوں نے ایک دن امیر المومنین کی خدمت میں اپنا استعفیٰ پیش کر دیا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ: ''اے عمر! کیا تم منصب قضا کی پریشانیوں کی وجہ سے مستعفی ہونا چاہتے ہو؟'' جواب دیا: ''ہرگز نہیں یا خلیفۃ المسلمین! بات دراصل یہ ہے کہ ایسے معاشرے میں میری کوئی ضرورت نہیں ہے جس کا ہر فرد اپنے حقوق سے پوری طرح واقف ہے' وہ اس سے زیادہ پانے کی کوشش نہیں کرتا۔ ہر شخص اپنے فرائض سے آشنا ہے' وہ ان کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرتا۔ ان کا ہر آدمی اپنے بھائیوں کے لیے وہی کچھ چاہتا ہے جو اپنے لیے چاہتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر اِن کا کوئی فرو غائب ہو جاتا ہے تو وہ اس کی تلاش کرتے ہیں۔ جب کوئی بیمار پڑتا ہے تو اس کی عیادت کرتے ہیں۔ اگر کوئی تنگ دست ہو جاتا ہے تو وہ اس کی مدد کرتے ہیں اور جب کوئی ضرورت مند ہوتا ہے تو وہ اس کی ضرورت پوری کرتے ہیں۔ اور اگر کوئی مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے تو وہ اس کی چارہ جوئی کرتے ہیں۔ ان کا دین نصح و خیر خواہی سے عبارت ہے' اخلاق' امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی عملی تفسیر ہے۔ تو پھر وہ اس میں کیوں لڑیں گے اور کیوں جھگڑا کریں گے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاتم النبیین محمد ﷺ بحیثیت مربی اعظم

اب سے چودہ سو سال پہلے دنیا اپنے تاریک ترین دور سے گذر رہی تھی۔ کسی خطہ ارض پر رشد و ہدایت کا کوئی نشان باقی نہ رہا تھا۔ پورا عالم انسانی ضلالت و گمراہی کی دلدل میں پھنس چکا تھا۔ ہندوستان کے روحانی پیشواؤں کی تعلیمات اپنا اثر زائل کر چکی تھیں اور یہ ملک اوہام و خرافات کا شکار تھا۔ شرک و بت پرستی اپنے عروج پر تھی۔ بقول ایک ہندو مؤرخ ''ہندوستان میں خداؤں کی تعداد یہاں کی آبادی سے بھی زیادہ بڑھ گئی تھی۔ ایک ایک آدمی پر کئی کئی خداؤں کا اوسط پڑتا تھا۔'' ❶ بعض فرقوں میں اعضائے تناسل کی پرستش ہوتی تھی۔ مذہب کے علمبردار اور مندر کے پجاری بداخلاقیوں کے پیکر بنے ہوئے تھے۔ ذات پات' چھوت چھات نے انسانوں کو کئی خانوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ اچھوت کی حیثیت غلام بلکہ جانور سے بھی کم تھی۔ وہ اگر اونچی ذات والے کو چھو لیتا تو گردن زدنی قرار پاتا۔ جبکہ اونچی ذات والے کے لیے کسی بھی طرح کی کوئی سزا نہ تھی! پورا ہندوستانی معاشرہ بگاڑ کی انتہا پر پہنچ چکا تھا۔ عورتوں کے جامۂ عصمت کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ ایک عورت کے کئی کئی شوہر ہو سکتے تھے۔ شوہر کی موت کے بعد عورت اپنے شوہر کی چتا پر جل کر ستی کی ''مقدس'' رسم ادا کرتی گویا کہ ہر بدی' نیکی اور ہر ثواب گناہ کا لبادہ اوڑھ چکا تھا۔

مصر و شام' بابل و نینوا اور یونان و چین میں تہذیب و تمدن کی شمعیں گل ہو چکی تھیں۔ وہاں لاقانونیت و انارکی کا دور دورہ تھا۔ بے شرمی و بے حیائی کا بازار گرم تھا۔ ظلم و جور' قتل و غارت گری ان کی زندگی کا معمول بن چکا تھا۔ سفاکی و رہزنی کو کمال اور ہنر کی حیثیت حاصل تھی۔

---

❶ تاریخ اسلام از شاہ معین الدین ندوی۔ مطبوعہ دار المصنفین۔ اعظم گڑھ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روم و ایران اس وقت سب سے زیادہ منظم ریاستیں تھیں لیکن ان کی تہذیب اپنی چمک دمک کھو چکی تھی۔ اب ان کی تہذیب کے ملبہ سے تعفن اٹھ رہا تھا۔ دونوں ریاستوں میں بدترین مظالم کا دور دورہ تھا۔ حکومت کے سامنے کوئی ضابطہ اخلاق نہ تھا۔ رعایا بادشاہوں کی غلام تھی اور بادشاہ خواہشات کے غلام تھے۔ شاہی خاندان کی پرواز عیاشی اور ہوس پرستی سے آگے نہ تھی۔ مذہبی پیشواؤں کی خانقاہیں عیش و نشاط کے مرکز بن گئی تھیں۔ آئے دن کی خانہ جنگیوں' روزمرہ کے سیاسی انقلابات نے انسانی زندگی کو اجیرن بنا رکھا تھا۔ طوائف الملوکی نے کشت و خون کے بازار گرم کر رکھے تھے۔ رعایا ٹیکسوں کی بھرمار' رشوتوں کی زیادتی سے جاں بلب تھی۔ ان مایوس کن خوفناک فضاؤں میں کوئی صدائے احتجاج بھی بلند نہیں کر سکتا تھا۔

ایران میں زردشت اور مانی (مذاہب) کی اخلاقی تعلیمات صرف اہرمیت و یزدانیت کا گورکھ دھندہ بن کر رہ گئی تھیں۔ امن و آشتی کی دعویدار عیسائیت روم میں سفاکی و درندگی اور تعیش و ہوس پرستی کی آماجگاہ بن گئی تھیں۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل جو ان حالات میں لوگوں کے لیے امید کی کرن ثابت ہو سکتے تھے' خود کبر و انانیت کے پندار میں محبوس تھے۔ اپنے اغراض کے لیے الہامی کتاب میں تحریف اس کا محبوب ترین مشغلہ تھا۔ اخلاق و اعمال کے مقابلہ میں لفظی موشگافیوں کو اہمیت حاصل تھی۔ طمع و لالچ ان کی فطرت بن گئی تھی۔ رشوت و سودخوری اور اس کے نتیجے میں شقاوت و سنگدلی کوئی معیوب شے نہ تھی۔ ان کا پورا اخلاقی اور سماجی ڈھانچہ ریزہ ریزہ ہو چکا تھا۔

عرب کا حال تو اور برا تھا۔ وہاں وحشت و درندگی کا راج تھا۔ نام و نمود' عدن و یمن کی عظمت کے کھنڈرات کے سوا وہاں تہذیب و تمدن کا کوئی نشان نہ تھا۔ انسانیت قبائلی خانوں میں تقسیم تھی۔ آئے دن کے جنگ و جدل نے سکون و طمانیت کو غارت کر کے رکھ دیا تھا۔ انسانی جان کی کوئی قیمت نہ تھی۔ معمولی معمولی بات پر لڑائی کی آگ بھڑک اٹھتی اور سالہا سال تک جاری رہتی۔ کبھی لڑائی کا سلسلہ ۴۰ سال تک چلتا رہتا۔ عورت کی عزت اور عفت و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عصمت کی بھی کوئی حیثیت نہ رہی تھی۔ وہ بازاروں میں نیلام ہوتی۔ بدکاری و زنا کاری کوئی معیوب شے نہ سمجھی جاتی۔ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیا جاتا' ازدواج کی کوئی حد نہ تھی۔ بھیڑ بکری کی طرح آدمی جتنی عورتیں رکھنا چاہتا بلا روک ٹوک رکھ لیتا۔ شراب تو عربوں کی گھٹی میں پڑی تھی۔ کوئی بزم اس وقت تک بارونق اور کوئی دعوت اس وقت تک مکمل نہ سمجھی جاتی جب تک اس میں شراب کے جام نہ چلیں۔ ہر گھر میکدہ تھا اور ہر فرد ساقی بھی اور میخوار بھی۔ جوا اور سٹہ بازی ان کے لیے فخر و مباحات کی چیزیں تھیں' سود خوری بھی یہودیوں کے فیض سے رائج تھی۔ مالدار افراد اور گھرانے سود کا کاروبار کرتے تھے۔ بعض قبیلوں نے چوری اور ڈاکہ زنی کو مستقل پیشہ بنا رکھا تھا۔ پورا سماج اوہام و خرافات کی تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ان کا طرۂ امتیاز تھا۔ بیت اللہ میں بھی تین سو ساٹھ بت نصب تھے۔ ہر قبیلہ کا بت الگ تھا۔ سب سے بڑا بت ہبل کعبہ کی چھت پر نصب تھا۔ ان بتوں کی پرستش ارکان حج میں داخل تھی۔ ان بتوں کو راضی رکھنے کے لیے انسانوں کی بلی (قربانی) دی جاتی۔ ان کے نام سانڈھ چھوڑے جاتے۔ ان کے نام سے فال نکالی جاتی۔ شرک کے علاوہ بعض قبیلوں میں عیسائیت رائج تھی۔ کچھ قبیلوں میں یہودیت کا غلبہ تھا۔ بعض افراد مجوسی تھے۔ کچھ لوگ ستاروں کی پرستش کرتے' اس پر مستزاد ان کے دل و دماغ میں عجیب و غریب قسم کے عقائد راسخ ہو گئے تھے۔ مثلاً: وہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں مانتے اور جنوں کو الوہیت کا درجہ دیتے تھے! گویا کہ عرب فکری لحاظ سے دیوالیہ ہو چکا تھا اور عملی اعتبار سے خواہش پرستی کی نچلی سطح پر پہنچ کر جانوروں کی سی زندگی بسر کر رہا تھا!

ان حالات میں جناب عبداللہ کے دریتیم محمد (ﷺ) شرف نبوت سے نوازے جاتے ہیں۔ آپ غار حرا سے واپس آ کر اپنی دعوت کا آغاز کرتے ہیں۔ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں۔ اپنے رسول ہونے کا اعلان کرتے ہیں اور اخروی زندگی کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ آپ ﷺ کا قافلہ بڑھنا شروع ہوتا ہے۔ کچھ لوگ آپ ﷺ کی دعوت کے مخالف ہو جاتے ہیں۔ وہ آپ ﷺ کے پیغام' آپ ﷺ کی دعوت کو ناکام بنانے اور آخر میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کے وجود کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کے لیے تمام تدابیر' ہر طرح کی سازشیں' مختلف ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں مگر ان کی کوششیں رائیگاں جاتی ہیں۔ کاروانِ اسلام آپ ﷺ کی رہنمائی میں آگے بڑھتا ہے...... اور ۲۳ سال کی قلیل مدت میں دنیا کی سب سے بڑی طاقت بن کر اُبھرتا ہے اور پھر چند سالوں میں دنیا کے بڑے حصہ پر چھا جاتا ہے۔

پھر یہ کاروانِ رسالت دنیا کی ساری برائیوں سے پاک اور تمام خوبیوں سے مرصع زندگی کے ہر شعبہ میں ایسی مثال قائم کرتا ہے کہ مؤرخ جب تاریخ کے اس مرحلہ پر پہنچتا ہے تو انگشت بدنداں رہ جاتا ہے کہ دنیا کی سب سے پسماندہ اور جاہل قوم تہذیب و تمدن کی شمع روشن کرتی ہے اور تمام انسانوں کے لیے کارزارِ حیات میں مشعل بن جاتی ہے۔ اس کاروانِ محمدی ﷺ میں جو لوگ شامل ہوتے ہیں ان کی یکسر کایا پلٹ جاتی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے اور نبی کریم ﷺ کی تربیت حاصل کرنے کے بعد گویا ایک بالکل نیا آدمی نمودار ہوتا ہے...... بداخلاقیوں کا مجرم سیرت و اخلاق کا پیکر بن جاتا ہے۔ انسانوں کا قاتل انسانیت کا نگہبان بن جاتا ہے۔ رذالت و دنائت کی دلدل میں پھنسا ہوا انسان شرف و غیرت کی بلندیوں کو چھو لیتا ہے۔ اَن پڑھ اور کند ذہن انسان کے اندر اعلیٰ صلاحیتوں کے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں۔ جنگجو صلح و آشتی کا علمبردار بن جاتا ہے' زانی و بدکار عفت و حیاء کا مجسمہ نظر آتا ہے۔

پھر یہ انقلاب انسان کے کسی ایک پہلو میں نمایاں نہیں ہوتا بلکہ زندگی کے تمام شعبوں میں رونما ہوتا ہے۔ عقائد و افکار میں ایک خوشگوار تبدیلی آتی ہے۔ اس کے سوچنے کے دھارے بدلتے ہیں۔ پسند و ناپسند کے معیار تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اس کے مشاغل و دلچسپیاں نیا رنگ اختیار کرتی ہیں۔ اس کے ضمیر و روح میں ایک نیا احساس انگڑائی لینے لگتا ہے۔

عبادات کے طور طریقے تو بالکل ہی بدل جاتے ہیں۔ بتوں کو سجدہ کرنے اور ہر در پر جھکنے والا سر اب صرف ربّ کائنات کے سامنے جھکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی اطاعت ان کی زندگی کا محور و مرکز بن جاتی ہے۔ دعوتِ دین کے لیے ان کے مال' اوقات'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلاحیتیں سب کچھ وقف ہو جاتی ہیں!

معیشت کے اصول و مبادی بالکل بدل جاتے ہیں۔ سود خوری کے بجائے اب انفاق و ایثار ان کا شیوہ ہو جاتا ہے' جعل سازی و دھوکہ دہی کے بجائے صدق و امانت ان کا سلوگن قرار پاتا ہے۔

معاشرتی زندگی میں ایک نیا انقلاب بپا ہوتا ہے۔ فساد و بگاڑ کی جگہ رشد و ہدایت کے سوتے پھوٹنے لگتے ہیں' چوری و ڈکیتی کے بجائے عطاء و بخشش کا بازار گرم ہوتا ہے۔ شراب و قمار کی نشستوں کی بجائے اصلاحی و رفاہی کاموں کی پلاننگ ہوتی ہے۔ اپنے حقوق لینے کی فکر کے بجائے دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کی تڑپ پیدا ہو جاتی ہے! رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ یہ نئی خوشگوار اور مکمل تبدیلی یقیناً توحید' رسالت اور آخرت کے تصورات کے ذہنوں میں جاگزیں ہونے کے نتیجہ میں وجود میں آئی۔ اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور حاکمیت کا تصور' اُس کے سامنے اپنی تمام زندگی کی جوابدہی کا احساس اس عظیم انقلاب کا باعث بنا۔ مگر سوال یہ ہے کہ ان حقائق کو ذہنوں میں جاگزیں کرانے اور انسان کے اندر ایسا عظیم انقلاب بپا کرنے اور اس کو مستحکم و پائیدار بنانے کے لیے اللہ کے رسول ﷺ نے نہ جانے کتنے حکیمانہ اصولوں کو اختیار کیا ہوگا۔ آیئے آپ ﷺ کے چند حکیمانہ اصولِ تربیت کا مطالعہ کریں تاکہ ہم بھی تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں ان کو اپنے سامنے رکھ سکیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکمت و دانائی

نبی کریم ﷺ دعوتی اور تربیتی طریقوں میں دانائی اور حکمت کو پیش نظر رکھتے تھے۔ آپ ﷺ کوئی ایسا لفظ زبان سے نہ نکالتے اور نہ کوئی ایسی روش اختیار فرماتے جس سے مخاطب کوئی غلط تاثر قبول کرلے، اس کے اندر بے اطمینانی کی کیفیت پیدا ہو یا وہ کسی ردِّ عمل کا شکار ہو جائے۔ رسولِ رحمت ﷺ کی پوری دعوتی اور تربیتی زندگی حکمت سے بھری ہوئی ہے۔ آپ ﷺ کے حکیمانہ اصولوں اور طریقوں کو تربیت دینے کے لیے الگ سے ایک ضخیم تالیف کی ضرورت ہے۔ یہاں پر صرف چند نمایاں اور اہم پہلوؤں کی جانب اشارہ پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔

نبی کریم ﷺ اس بات کا بھرپور خیال رکھتے کہ اگر کسی کی کوتاہی علم میں آجائے تو اُس کو اس انداز سے نہ ٹوکا جائے کہ اسے برا محسوس ہو یا اس کے جذبات کو ٹھیس لگے۔ چنانچہ آپ ﷺ اس کے لیے کسی مناسب موقع کا انتظار کرتے۔ انفرادی طور پر متنبہ کرنے کے بجائے کسی مجمع کو خطاب کرتے ہوئے آپ ﷺ اس کی کوتاہی کی طرف اشارہ فرما دیتے۔ غلطی کرنے والے کو احساس ہو جاتا اور وہ اس کو ترک کر دیتا اور اُسے یہ بھی محسوس نہ ہو پاتا کہ یہ بات خاص طور پر مجھ ہی سے کہی جا رہی ہے۔ گویا کہ براہِ راست سمجھانے کے بجائے اجتماعی طور پر سمجھانے کا طریقہ اختیار فرماتے۔

ایک بار رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ کچھ لوگوں نے آپ ﷺ کی بتائی ہوئی عبادات کو کم سمجھ کر غلو اختیار کرنے کا تہیہ کر لیا ہے...... کسی نے کہا کہ میں کبھی گوشت نہیں کھاؤں گا۔ کسی نے عزم کیا کہ میں کبھی شادی نہیں کروں گا۔ کسی نے کہا میں بستر پر نہیں سوؤں گا۔ جب آپ ﷺ کے علم میں یہ بات آئی تو آپ ﷺ نے ان سے براہِ راست

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گفتگو کرنے کے بجائے لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

((مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَقُوْلُ اَحَدُهُمْ كَذَا وَ كَذَا وَ لٰكِنِّيْ اَصُوْمُ وَ اُفْطِرُ وَ اَنَامُ وَ اَقُوْمُ وَ اَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ .))❶

''کیا بات ہے کہ کچھ لوگ ایسی ایسی باتیں کرتے ہیں حالانکہ میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔ سوتا بھی ہوں اور نماز کے لیے کھڑا بھی ہوتا ہوں' اور شادیاں بھی کرتا ہوں۔ پس جو شخص میری سنت کو پسند نہیں کرتا وہ مجھ سے نہیں۔''

جب کچھ لوگوں کی غیر اسلامی روش اور غیر اسلامی طرزِ فکر رسول اللہ ﷺ کے علم میں آئیں تو آپ ﷺ نے اجتماعی طور پر خطاب کرتے ہوئے اس غلط طرزِ فکر کی اصلاح فرما دی۔ اس سے ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ عام حضرات کے سامنے بھی اسلام کا صحیح طرز فکر آ گیا' لوگوں کو غلو پسندی کے بجائے اعتدال کی راہ معلوم ہو گئی۔

اگر کبھی اس کی ضرورت محسوس فرماتے کہ غلطی پر براہِ راست متنبہ کر دیا جائے تو تنہائی میں نہایت دل سوزی اور محبت کے انداز میں سمجھاتے تا کہ مخاطب کسی قسم کے احساس کمتری کا شکار بھی نہ ہو' اور وہ اپنی اصلاح بھی کر لے۔ ایک بار عمر ابن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اپنے بچپن میں آپ ﷺ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے۔ ان کا ہاتھ پلیٹ میں کبھی اِدھر پڑتا' کبھی اُدھر کیوں کہ وہاں دوسرے لوگ موجود نہیں تھے۔ اور بروقت ٹوکنا بھی زیادہ بہتر تھا۔ اس لیے آپ ﷺ نے فی الفور عمر ابن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کو متنبہ کیا مگر منفی انداز میں نہیں بلکہ نہایت پیار بھرے لب و لہجہ اور مثبت انداز میں فرمایا۔ مزید یہ کہ آپ ﷺ نے صرف اسی کوتاہی پر نہیں ٹوکا۔ بلکہ کھانے کے بنیادی آداب بیان فرمائے کہ عمر ابن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کو یہ بھی محسوس نہ ہوا

---

❶ بخاري ـ كتاب النكاح : باب الترغيب في النكاح (ح ٥٠٦٣)۔ مسلم ـ كتاب النكاح : باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه اليه (ح ١٤٠١).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ آپ ﷺ میری غلطی پر مجھے ٹوک رہے ہیں بلکہ وہ یہ سمجھے کہ مجھے کھانے کے آداب بتا رہے ہیں۔ اس لیے آپ ﷺ نے پہلے دوسرے آداب بتائے اور آخر میں یہ ادب بیان فرمایا کہ پلیٹ میں اپنی طرف سے کھانا چاہیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((يَا غُلَامُ سَمِّ اللّٰهَ وَ كُلْ بِيَمِينِكَ وَ كُلْ مِمَّا يَلِيكَ .)) ❶

"اے بچہ (جب کھانا کھاؤ تو سب سے پہلے) اللہ کا نام لیا کرو۔ دائیں ہاتھ سے کھایا کرو اور اپنی طرف سے کھایا کرو۔"

دیکھیے رسول اللہ ﷺ کس پیار بھرے انداز میں اپنی گفتگو شروع فرما رہے ہیں۔ غلطی پر مثبت انداز میں متنبہ کرنے سے پہلے ذہن کو مختلف ہدایات سے اس طرح آمادہ و تیار کر رہے ہیں کہ آخری بات بھی دوسری ہدایتوں کی طرح ایک ہدایت ہے۔

کبھی ایسا بھی ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ کسی غلطی کی طرف توجہ مبذول کرانے کے لیے زبان سے کچھ نہ کہتے بلکہ اشارہ فرما دیتے اور غلطی کرنے والے کو اپنی غلطی کا احساس ہو جاتا۔ بعض موقعوں پر یہ اشارہ زبانی ہدایت سے زیادہ مؤثر اور نصیحت آموز ہوتا۔ ایک بار سیدنا فضل رضی اللہ عنہ سواری پر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک عورت آئی۔ سیدنا فضل رضی اللہ عنہ اس عورت کی طرف دیکھنے لگے۔ اور وہ عورت سیدنا فضل رضی اللہ عنہ کو دیکھنے لگی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے سیدنا فضل رضی اللہ عنہ کا چہرہ دوسری طرف کر دیا۔ ❷

اس موقع پر زبان سے کوئی بات کہنا مصلحت و حکمت کے خلاف تھا۔ کس انداز سے بات کہی جائے؟ دونوں میں سے کس کو مخاطب بنایا جائے؟ کن الفاظ کا استعمال کیا جائے؟ اگر نہایت احتیاط کے ساتھ الفاظ استعمال کیے جائیں تب بھی جذبہ خودداری کو ٹھیس لگنے کا

---

❶ بخاری ۔ كتاب الاطعمة : باب التسمية على الطعام والاكل باليمين (ح ٥٣٧٦)۔ مسلم ۔ كتاب الاشربة : باب آداب الطعام والشراب (ح ٢٠٢٢).

❷ بخاری ۔ كتاب الحج : باب وجوب الحج و فضله (ح ١٥١٣)۔ مسلم ۔ كتاب الحج : باب الحج عن العاجز لزمانة وهرم (ح ١٣٣٤).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندیشہ تھا۔ اس کے لیے اللہ کے رسول ﷺ نے نہایت حکیمانہ طریقہ اختیار فرمایا۔ بہت آہستہ سے سیدنا فضل رضی اللہ عنہ کے سر پر ہاتھ رکھا اور ان کا رخ دوسری جانب کو کر دیا۔ سمجھنے والا رسول اللہ ﷺ کے اشارہ کو سمجھ گیا۔ یقیناً سیدنا فضل رضی اللہ عنہ کو اپنی کوتاہی کا احساس بھی ہوا ہوگا اور رسول اللہ ﷺ کے حکیمانہ طریق توجہ کا اچھا اثر بھی پڑا ہوگا۔

﴿ اُدْعُ اِلٰى سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ﴾ (النحل: ١٦/ ١٢٥)

دعوت و تربیت کے سلسلہ میں آپ کی ایک خاص حکمت یہ بھی رہی ہے کہ زیادہ لمبی بات' اکتا دینے والے وعظ سے گریز فرماتے۔ مختصر سے مختصر الفاظ میں اپنے مدعا کو بیان کرنے کی کوشش کرتے۔ تا کہ سننے والے کے ذہن میں بات اچھی طرح بیٹھ جائے اور اگر آدمی ازبر کرنا چاہے تو آسانی سے ازبر کر سکے۔ چنانچہ احادیث میں بہت سے آپ کے جملے ایسے ملتے ہیں۔ جو الفاظ کے اعتبار سے بہت مختصر ہیں۔ مگر ان میں معانی کا ایک سمندر پنہاں ہے۔ اصطلاح میں اس طرح کے کلمات کو ''جوامع الکلم'' کہا گیا ہے۔ مثال کے طور پر ہم چند ''جوامع الکلم'' یہاں نقل کرتے ہیں' تا کہ آپ اندازہ لگا سکیں کہ جچی تلی بات کو کس کس انداز سے کہنا چاہیے۔

((خَیْرُ الْاُمُوْرِ عَوَازِمُهَا)).

''بہترین معاملہ وہ ہے جس کا عزم کر لیا گیا ہو۔''

((شَرُّ الْعَمٰی عَمَی الْقَلْبِ .)) ❶

''سب سے برا اندھا پن دل کا اندھا پن ہے۔''

www.KitaboSunnat.com

❶ له شاهد في سورة الحج ـ ٤٦

﴿ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَ لٰكِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ ﴾

''ان کی آنکھیں اندھی نہیں لیکن ان کے سینوں میں دل اندھے ہو چکے ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((خَيْرُ الْعِلْمِ مَانَفَعَ .)) ❶

''بہترین علم وہ ہے جو نفع بخش ہو۔''

((اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى .)) ❷

''اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔''

((شَرُّ النَّدَامَةِ يَوْمُ الْقِيَامَةِ .)) ❸

''قیامت کے روز لاحق ہونے والی پشیمانی سب سے بڑی پشیمانی ہوگی۔''

((مَا قَلَّ وَ كَفٰى خَيْرٌ مِّمَّا كَثُرَ وَ اَلْهٰى .)) ❹

''کم اگر کافی ہے تو اس زیادہ سے بہتر ہے جو غافل کر دے۔''

((اَحْسَنُ الْهَدْيِ هَدْيُ الْاَنْبِيَاءِ .)) ❺

''بہترین سیرت انبیاء کی سیرت ہے۔''

---

❶ له شاهد فی دعاء النبی ﷺ "اللّٰهم انی اعوذبك من علم لا ينفع"
''اے میرے اللہ میں اس علم سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو نفع بخش نہ ہو۔''
(مسلم ـ كتاب الذكر والدعاء : باب فی الادعية (ح ٢٧٢٢).

❷ بخاری ـ كتاب الزكاة : باب لا صدقة الاعن ظهر غنى (ح ١٤٢٧) ـ مسلم ـ كتاب الزكاة : باب بيان ان اليدالعلياء خير من اليدالسفلى (ح ١٠٣٤).

❸ له شاهدان . الاول ﴿وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ﴾ ''وہ اس دن ندامت کو چھپائیں جب عذاب دیکھیں گے۔'' سورۃ یونس: ۵۴ سورۃ سبا/۳۳ـ والثانی ـ ﴿وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ﴾ (مریم۱۹/۳۹) ''اور انہیں حسرت کے دن سے آگاہ کیجیے جب فیصلہ کیا جائے گا۔''

❹ مسند احمد (٥/ ١٩٧)ـ مستدرك حاكم (٢/ ٤٤٤ـ٤٤٥) علامہ البانی نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے (مشكاة البانی ٣/ ١٤٣٩).

❺ له شاهد ﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ﴾ (سورة الانعام٦/ ٩٠)
''یہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے ان کی ہدایت کی اقتداء کیجیے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((خَيْرُ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ .)) ❶

''بہترین مال داری دل کی مال داری ہے۔''

یہ چند جوامع الکلم ہیں جن سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مختصر الفاظ میں بے پناہ معانی کو سمو دیا۔ آپ ﷺ کے مواعظ و نصائح بہت مختصر ہوتے تھے۔ آپ کے بارے میں احادیث میں آتا ہے:

((اِنَّهٗ اِذَا خَطَبَ لَا يُخِلُّ وَلَا يُمِلُّ .)) ❷

''آپ ﷺ جب خطبہ دیتے تو اس میں کوئی نقص نہ ہوتا اور نہ ہی آپ ﷺ (لوگوں کو) اُکتاتے (لمبی بات کہہ کر)۔''

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُطِيْلُ الْمَوْعِظَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِنَّمَا هُنَّ كَلِمَاتٌ يَسِيْرَاتٌ .)) ❸

''رسول اللہ ﷺ جمعہ کے روز لمبی نصیحت نہیں کرتے بلکہ تھوڑی باتیں کہتے تھے۔''

ہر وقت نصیحت کرتے رہنا اُکتاہٹ اور کبھی کبھی ردّ عمل کا باعث بن جاتا ہے۔ اس لیے اس بات کا خیال رکھا جائے کہ مخاطب جتنی باتوں کو ہضم کر سکتا ہے۔ اتنی ہی باتوں کی

---

❶ و فی الصحيحين "ليس الغنى عن كثرة العرض و لكن الغنى غنى النفس" بخاری۔ كتاب الرقاق: باب الغنى غنى النفس (ح ٦٤٤٦)۔ مسلم ۔ كتاب الزكاة : باب فضل القناعة والحث عليها (ح ١٠٥١).

❷ لم اجده' اس مفہوم کی روایت مسلم میں ہے۔ "كانت صلاته قصدا و خطبته قصداً"۔ مسلم ۔ كتاب الجمعة : باب تخفيف الصلاة والخطبة (ح ٨٦٦).

''آپ کی نماز اور جمعہ کا خطبہ درمیانہ ہوتے تھے۔''

دوسری روایت میں ہے: و يقصر الخطبة" نسائی' كتاب الجمعة : باب ما يستحب من تقصير الخطبة (ح ١٤١٥).

❸ ابو داؤد ۔ كتاب الصلاة : باب اقصار الخطب (ح ١١٠٧).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف اُسے توجہ دلائی جائے۔ روزانہ یا بار بار ٹوکنے یا نصیحت کرنے سے فائدے کی بجائے نقصان ہوتا ہے۔ چنانچہ احادیث میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں وضاحت کے ساتھ آتا ہے کہ آپ ﷺ ناغہ کر کے وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے تاکہ لوگ اُکتا نہ جائیں۔

آپ ﷺ کی حکمت و دانائی کا ایک پہلو یہ ہے کہ اگر آپ ﷺ محسوس کرتے کہ زبانی بات زیادہ مؤثر یا مفید ثابت نہیں ہوسکتی یا سوال کرنے والے کا ذہن پوری طرح مطمئن نہیں ہوسکتا تو آپ عملی طور پر کر کے دکھاتے۔

ایک بار نبی ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ آپ ﷺ نے ممبر پر کھڑے ہو کر امامت کی تاکہ لوگ آپ ﷺ کے طریق نماز کو واضح طور پر دیکھ سکیں اور پھر آپ ﷺ ہی کی طرح نماز پڑھیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے نماز سے فراغت کے بعد فرمایا:

''اے لوگو! میں نے ایسا اس لیے کیا ہے تاکہ تم میری پیروی کرو اور دوسروں کو میری نماز سکھاؤ۔'' ❶

ابوداؤد اور نسائی وغیرہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے:

((اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَرِيْرًا بِشِمَالِهٖ وَ ذَهَبًا بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ رَفَعَ بِهِمَا بِيَدَيْهِ فَقَالَ اِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِيْ حِلٌّ لِاِنَاثِهِمْ .)) ❷

''رسول اللہ ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ میں ریشم لی اور دائیں ہاتھ میں سونا۔ ہاتھوں میں لے کر ان دونوں کو اوپر اٹھایا اور فرمایا: ''یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں اور عورتوں کے لیے حلال ہیں۔''

❶ بخاری ۔ كتاب الجمعة : باب الخطبة على المنبر (ح ٩١٧)۔ مسلم ۔ كتاب المساجد : باب جواز الخطوة والخطوتين في الصلاة (ح ٥٤٤) .

❷ ابوداؤد ۔ كتاب اللباس : باب في الحرير للنساء (ح ٤٠٥٧)۔ نسائي ۔ كتاب اللباس : باب تحريم الذهب على الرجال (ح ٥٠٤٧)۔ ابن ماجة كتاب اللباس : باب لبس الحرير والذهب للنساء (ح ٣٥٩٥) واللفظ له .

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے سونے اور ریشم کی حرمت واضح کرنے کے لیے لوگوں کو ریشم اور سونا اوپر اٹھا کر دکھایا تاکہ ان کی حرمت کی وضاحت ہو جائے۔ اور لوگوں کے دلوں میں ان سے اجتناب کی اہمیت بیٹھ جائے۔

ابوداؤد رحمہ اللہ اور ابن ماجہ رحمہ اللہ وغیرہ نے عمرو بن شعیب' عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے سوال کیا:

((كَيْفَ الطُّهُوْرُ .))

''اے اللہ کے رسول ﷺ وضوء کیسے کیا جائے؟''

رسول اللہ ﷺ اگر وضوء کی ترکیب اور طریقہ زبانی بتا دیتے تو سوال کا جواب مکمل ہو جاتا مگر آپ ﷺ نے زبانی بتانے کے بجائے ایک برتن میں پانی منگایا اور پورا وضوء کر کے دکھایا تاکہ پوچھنے والا عملی طور پر وضوء کے طریقہ اور ترکیب کو دیکھ لے اور اُس کے بھول جانے یا کمی بیشی کر دینے کا کوئی خدشہ باقی نہ رہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے وضوء مکمل کر کے فرمایا:

((فَمَنْ زَادَ عَنْ هٰذَا اَوْ نَقَصَ فَقَدْ تَعَدّٰى وَ ظَلَمَ .)) ❶

''جس شخص نے اس وضوء میں کچھ بڑھایا یا کوئی کمی کی تو اُس نے حد سے تجاوز کیا اور ظلم کیا۔''

اگر حکمت و دانائی کا تقاضا ہوتا تو آپ ﷺ بات زور دار لب و لہجہ میں فرماتے۔ کبھی قسم کھا کر اپنی بات کی اہمیت واضح کرتے' کبھی ایسا بھی ہوتا کہ جب کسی بات پر زیادہ زور دینا چاہتے تو بار بار قسم کھاتے!

---

❶ ابوداؤد ـ كتاب الطهارة : باب الوضوء ثلاثا ثلاثا (ح ١٣٥) واللفظ له و قال الالبانی رحمه الله "حسن صحيح دون قوله او نقص فانه شاذ "ضعيف ابوداؤد- نسائی ـ كتاب الطهارة : باب الاعتداء فی الوضوء (ح ١٤٠)- ابن ماجه ـ كتاب الطهارة : باب ماجاء فی القصد فی الوضوء و كراهية التعدی فيه (ح ٤٢٢).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ. قِيلَ مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ الَّذِي لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ.)) ❶

''اللہ ذوالجلال کی قسم! وہ مؤمن نہیں' اللہ ذوالجلال کی قسم! وہ مؤمن نہیں' اللہ ذوالجلال کی قسم! وہ مؤمن نہیں'' آپؐ سے دریافت کیا گیا ''اے اللہ کے رسول! ''کون؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص جس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہو۔''

آپ ﷺ اگر ضرورت محسوس کرتے اور وقت متقاضی ہوتا تو نہایت اثر انگیز انداز میں خطاب فرماتے۔ سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے ایسا وعظ فرمایا کہ ہمارے جسم سوز و تپش سے جل اُٹھے۔ آنکھیں بہہ پڑیں اور دل لرز اُٹھا۔ ❷

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک بار آپ ﷺ نے سوز و گداز میں ڈوب کر اس طرح خطاب فرمایا کہ جس ممبر پر آپ ﷺ کھڑے تھے وہ لرزنے لگا۔ ہم نے یہ کہا کہ یہ ممبر اب گر جائے گا۔ ❸

وعظ و نصیحت میں یہ سوز و گداز اُسی وقت پیدا ہوتا ہے جب اپنے مخاطبین سے بے پناہ محبت ہو' ان کی خیر خواہی کا خیال ہو' ان کے لیے داعیانہ تڑپ اور بے چینی ہو' خلوص کے جذبات کارفرما ہوں۔

---

❶ بخاری۔ كتاب الادب : باب اثم من لا يأمن جاره بوائقه (ح ٦٠١٦).

❷ ابو داؤد ۔ كتاب السنة : باب فى لزوم السنة (ح ٤٦٠٧)۔ ترمذی ۔ كتاب العلم : باب ماجاء فى الاخذ بالسنة واجتناب البدعة (ح ٢٦٧٦)۔ ابن ماجه ۔ المقدمة : باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المهديين (ح ٤٢ ، ٤٣).

❸ مسلم ۔ كتاب صفات المنافقين : باب صفة الجنة والقيامة والنار (ح ٢٧٨٨).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکمت و دانائی سے کام لیجئے جلد بازی نہ کیجئے:

نبی کریم ﷺ معاملات و تنازعات نمٹانے میں حکمت و دانائی کو اختیار کرتے تھے' جلد بازی سے کام نہ لیتے تھے۔ اور ایسا اسلوب اختیار کرتے کہ فریقین باہم شیر وشکر ہو جاتے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا جو خود انہی کے الفاظ میں ذکر کیا جاتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

جناب رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ایک بار میں نے ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو سورۃ الفرقان کی تلاوت کرتے ہوئے سنا۔ میں ان کی قراءت توجہ سے سننے لگا۔ میں نے دیکھا کہ وہ کئی الفاظ اس انداز سے پڑھ رہے ہیں جس طرح مجھے رسول اللہ ﷺ نے نہیں پڑھائے تھے۔ میرا جی چاہا کہ انہیں نماز ہی میں پکڑ لوں' لیکن میں نے صبر کیا' حتیٰ کہ انہوں نے سلام پھیر لیا۔ تب میں نے انہیں ان کی چادر سے پکڑ کر کہا: ''آپ کو یہ سورت کس نے سکھائی ہے جو میں نے آپ کو پڑھتے سنا ہے؟'' انہوں نے کہا: ''مجھے رسول اللہ ﷺ نے پڑھائی ہے'' میں نے کہا: ''آپ غلط کہتے ہیں۔ جس طرح آپ نے پڑھی ہے مجھے رسول اللہ ﷺ نے اس سے مختلف انداز سے پڑھائی ہے۔'' میں انہیں پکڑ کر نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اَقدس میں لے گیا اور عرض کی: ''میں نے انہیں سورۃ الفرقان کے کئی الفاظ اس طرح پڑھتے سنا ہے جس طرح آپ نے مجھے نہیں پڑھائے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انہیں چھوڑ دیجئے۔'' اور فرمایا: ''ہشام! پڑھئے!'' انہوں نے اسی طرح پڑھی جس طرح میں نے انہیں پڑھتے سنا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح نازل ہوئی ہے۔'' پھر فرمایا: ''عمر! آپ پڑھئے۔'' میں نے اس طرح پڑھی جس طرح رسول اللہ ﷺ نے مجھے پڑھائی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ یہ قرآن سات طریقوں پر نازل ہوا ہے' لہٰذا جو طریقہ آسان معلوم ہو اسی طرح پڑھ لیا کرو۔'' (1)

---

(1) صحیح البخاری۔ کتاب فضائل القرآن: باب انزل القرآن علی سبعة احرف (ح ٤٩٩٢)۔ و سنن الترمذی ۔ کتاب القراء ات: باب ماجاء ان القرآن انزل علی سبعة احرف (ح ٣١٢٦)۔ علامہ البانی نے حدیث کو صحیح کہا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ صحیح سنن الترمذی (ح ٢٣٤٧).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس واقعہ سے علامہ محمد صالح المنجد یہ نتائج اخذ کرتے ہیں:

- رسول اللہ ﷺ نے ہر ایک سے دوسرے کے سامنے پڑھا کر سنا' اور اس کی قراءت کو درست قرار دیا۔ کسی کو غلط قرار نہ دینے اور دونوں کو صحیح قرار دینے کا یہ طریقہ بہت مؤثر ہے۔
- نبی اکرم ﷺ نے نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ ہشام رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیں اور پکڑے نہ رکھیں۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ فریقین اطمینان سے ایک دوسرے کی بات سنیں اور اس میں یہ اشارہ بھی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جلد بازی سے کام لیا ہے۔
- طالب علم کسی مسئلہ میں علماء کے جس قول سے واقف ہے' اگر اس کے سامنے اس کے خلاف دوسرا قول پیش کیا جائے تو اسے چاہیے کہ تحقیق کے بغیر اسے غلط قرار نہ دے۔ ممکن ہے یہ بھی کبار علماء کا ایک قابل قبول قول ہو۔ ❶

براہِ راست ہدف تنقید نہ بنائیں:

رسول مکرم ﷺ جب کسی معاملہ میں اصلاح کرنا چاہتے تو مطلوبہ افراد کو یا فریق کو نہ براہِ راست ہدف تنقید بناتے اور نہ ہی اس کی غلطی بیان کر کے غلطی کرنے والے کی نشاندہی کرتے کہ اس سے اس کی دل آزاری ہوتی۔ اسی بات کی وضاحت علامہ محمد صالح المنجد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کیا وجہ ہے کہ کچھ لوگ نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھاتے ہیں؟'' رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں سختی سے تنبیہ فرمائی' حتیٰ کہ ارشاد فرمایا ''وہ ضرور ضرور اس حرکت سے باز آ جائیں' ورنہ ان کی آنکھیں چھین لی جائیں گی۔'' ❷

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک لونڈی سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا کو خریدنے کا ارادہ کیا۔ ان کے

❶ غلطیوں کی اصلاح کا نبوی طریق کار ص ٦٥۔ شائع کردہ نور اسلام اکیڈمی لاہور۔

❷ صحیح البخاری۔ کتاب الاذان: باب رفع البصر الی السماء فی الصلاۃ (ح ٧٥٠).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالکوں نے اس شرط پر بیچنے پر رضا مندی ظاہر کی کہ ولاء ❶ ان لوگوں کی ہوگی۔ جب نبی اکرم ﷺ کو اس کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا:

''کیا وجہ ہے کہ کچھ لوگ ایسی شرائط عائد کرتے ہیں جو اللہ کی کتاب (یعنی شریعت) میں نہیں ہیں؟ جو شرط بھی اللہ کی کتاب میں نہیں وہ کالعدم ہے' اگرچہ سو شرطیں ہوں۔ اللہ کا فیصلہ زیادہ درست ہے اور اللہ کی (بیان کی ہوئی) شرط زیادہ پختہ ہے۔ (قانون یہ ہے کہ) ولاء اسی کی ہوتی ہے جو آزاد کرے۔'' ❷

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک کام کیا' اور اس کی اجازت دی' لیکن کچھ لوگوں نے اس سے پرہیز کیا۔ نبی اکرم ﷺ کو اس کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے خطبہ دیا۔ اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

''کیا وجہ ہے کہ کچھ لوگ اس کام سے بچتے ہیں جو میں کرتا ہوں؟ اللہ کی قسم! میں اللہ کے بارے ان سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں (کہ کون سا کام اللہ کو پسند ہے اور کون سا نہیں) اور ان سب سے زیادہ اللہ کا خوف رکھتا ہوں۔'' ❸

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں قبلہ کی طرف بلغم لگا دیکھا۔ آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

''کیا وجہ ہے کہ ایک آدمی اپنے رب کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور اس کے چہرے کی طرف تھوک دیتا ہے؟ کیا کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے سامنے

---

❶ آزاد کرنے والے اور آزاد ہونے والے کا باہمی تعلق ''ولاء'' کہلاتا ہے۔ آزاد ہونے کے بعد غلام اسی خاندان کا فرد شمار کیا جاتا ہے جس خاندان سے آزاد کرنے والے کا تعلق ہو۔ چنانچہ آزاد ہونے والا جب فوت ہو جائے تو اگر اس کا کوئی وارث نہ ہو تو بھی آزاد کرنے والا اس کا وارث ہوتا ہے۔

❷ صحیح البخاری ۔ کتاب المکاتب: باب استعانة المکاتب و سواله الناس (ح ۲۵۶۳)

❸ صحیح البخاری ۔ کتاب الادب' باب من لم یواجه الناس بالعتاب (ح ۶۱۰۱).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ کر اس کے چہرے پر تھوک دیا جائے؟ جب کسی کو بلغم پھینکنا ہو تو بائیں طرف اپنے پاؤں کے نیچے پھینکے ورنہ اس طرح کر لے۔" (حدیث کے راوی قاسمؒ نے بتایا کہ صحابی نے کپڑے میں تھوک کر اسے مسل کر بتایا)۔ ❶

سنن نسائی میں نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھی اور اس میں سورۂ روم کی تلاوت کی' آپ کو قراءت میں التباس ہو گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

"لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور وضوء اچھی طرح نہیں کرتے؟ قرآن میں یہی لوگ ہمیں مشابہ ڈالتے ہیں۔" ❷

اسی قسم کی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں جن میں مشترک چیز یہ ہے کہ غلطی کرنے والے کو شرمندہ نہ کیا جائے۔ غلطی کرنے والے کو براہِ راست مخاطب نہ کرنے اور اشارہ سے اس کی غلطی واضح کرنے کے اس اسلوب میں بہت سے فائدے ہیں' جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

1. غلطی کرنے والے کی طرف سے منفی ردِّ عمل کا خطرہ نہیں ہوتا۔ اس طرح شیطان اس کے انتقامی جذبات کو ہوا دے کر انتقام کی طرف مائل نہیں کر سکتا۔
2. اس اسلوب کو زیادہ قبول کیا جاتا ہے اور دل پر اس کا زیادہ گہرا اثر ہوتا ہے۔
3. اس سے غلطی کرنے والے کی پردہ پوشی ہوتی ہے۔
4. غلطی کرنے والے کے دل میں نصیحت کرنے والے کی قدر و منزلت اور محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

یہاں یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ تعریض کے اس اسلوب کا مقصد یہ ہے کہ غلطی کرنے

❶ صحیح مسلم ۔ کتاب المساجد : باب النهی عن البصاق فی المسجد (ح ٥٥٠).

❷ سنن النسائی ۔ کتاب الافتتاح : باب القراء ة فی الصبح والروم (ح ٩٤٦). اس سے ملتے جلتے الفاظ مسند احمد (٣/ ٤٧٣) میں بھی مروی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے کو رُسوا کیے بغیر مسئلہ سمجھا دیا جائے' لہٰذا یہ اسلوب اس وقت استعمال کرنا چاہیے جب اس کی غلطی عام لوگوں سے پوشیدہ ہو۔ لیکن اگر اکثر لوگوں کو اس کا علم ہو' اور اسے معلوم ہو کہ اکثر لوگ یہ بات جانتے ہیں' تو اس صورت میں یہ اسلوب سخت زجر و توبیخ کا حامل اور غلطی کرنے والے کے لیے سخت تکلیف دہ بن جاتا ہے' بلکہ بعض اوقات تو وہ یہ تمنا کرنے لگتا ہے کہ اے کاش! اسے براہِ راست تنبیہ کر دی جاتی' اور اس کے ساتھ یہ اسلوب اختیار نہ کیا جاتا۔ اس کی تاثیر میں اس سے بھی فرق پڑتا ہے کہ بات کہنے والا کون ہے؟ اور کس کے سامنے بات کی جا رہی ہے؟ اور بات نصیحت اور خیر خواہی کے انداز سے کہی گئی ہے یا تنگ کرنے کے انداز سے؟

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ بالواسطہ کلام کا یہ انداز تربیت کا ایسا شاندار انداز ہے جس سے غلطی کرنے والے کو بھی فائدہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی' بشرطیکہ اسے استعمال کرتے ہوئے حکمت سے کام لیا جائے۔ ❶

آپ ﷺ اپنے اصحاب کی تعلیم و تربیت کے لیے جو انداز اور طریق اختیار فرماتے اس میں حکمت و دانائی کا کوئی نہ کوئی پہلو ضرور ہوتا۔

آگے چل کر جو ابواب قائم کیے گئے ہیں وہ بھی دراصل حکمت و دانائی کا مظہر ہیں۔

❶ غلطیوں کی اصلاح کا نبوی طریق کار: ص ۸۶ تا ۸۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محبت و دل سوزی

اصلاح و تربیت کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ محبت و پیار اور دل سوزی کا لب و لہجہ اپناتے۔ آپ ﷺ کے دل کی گہرائیوں سے نکلنے والی آواز مخاطب کے دل میں اُترتی چلی جاتی۔ آپ کا انداز اس قدر خیر خواہانہ اور اس قدر شیریں ہوتا کہ مخاطب مجال سرتابی نہ کر سکتا اور آپ کی بات کو نہایت خوش دلی سے عملی جامہ پہنانے کے لیے تیار ہو جاتا۔ ایک بار عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ کھانا تناول کر رہے تھے۔ ان کے کھانے کا انداز نہایت بے ڈھنگا تھا' کبھی ہاتھ پلیٹ کے کسی حصہ میں پڑتا اور کبھی کسی حصہ میں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ منظر دیکھا تو نہایت دل سوزی کے ساتھ فرمایا:

"پیارے بچے! جب تم کھانا کھاؤ تو پہلے بسم اللہ پڑھ لیا کرو' اپنے داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنی طرف سے کھایا کرو۔" ❶

جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے زیر تربیت بچہ کو بے ڈھنگے طریقے سے کھانا کھاتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ کی پیشانی پر کوئی بل نہیں آیا' آپ کی زبان سے کوئی سخت لفظ نہیں نکلا' آپ ﷺ نے کرخت لب و لہجہ اختیار نہیں فرمایا بلکہ کھانے کے آداب ایسے محبت بھرے انداز میں بتائے کہ اس کے بعد نہ صرف عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ نے ان کی پابندی فرمائی بلکہ آپ ﷺ کی پوری اُمت آج تک ان کی پابندی کرتی ہے۔

ایک بار ایک شخص خدمت رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر دستِ سوال دراز کرتا ہے تو نہ آپ ﷺ کے تیور بدلتے ہیں نہ نگاہوں میں بے التفاتی کی جھلک نظر آتی ہے' نہ

❶ بخاری ۔ کتاب الاطعمة : باب التسمیه علی الطعام والاکل بالیمین (ح ٥٣٧٦)۔ مسلم ۔ کتاب الاشربة : باب آداب الطعام والشراب (ح ٢٠٢٢).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لبوں پر حرفِ شکایت آتا ہے۔ آپ ﷺ چاہتے ہیں کہ دستِ سوال دراز کرنے کی عادتوں کو ختم کیا جائے مگر اس کے لیے خشک وعظ و نصیحت نہیں فرماتے بلکہ نہایت حکمت و دانائی کا طریقہ اختیار فرماتے ہیں۔

اس بات کی تفصیل حدیث مبارکہ میں یوں آتی ہے: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْأَلُهُ، فَقَالَ: ((أَمَا فِيْ بَيْتِكَ شَيْءٌ؟)) قَالَ: بَلٰى حِلْسٌ نَلْبَسُ بَعْضَهُ وَ نَبْسُطُ بَعْضَهُ، وَ قَعْبٌ نَشْرَبُ فِيهِ مِنَ الْمَاءِ. قَالَ: ((اِئْتِنِيْ بِهِمَا)). قَالَ: فَأَتَاهُ بِهِمَا. فَأَخَذَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهٖ وَ قَالَ: ((مَنْ يَشْتَرِي هٰذَيْنِ؟)) قَالَ رَجُلٌ: أَنَا آخُذُهُمَا بِدِرْهَمٍ، قَالَ: ((مَنْ يَزِيْدُ عَلٰى دِرْهَمٍ)) مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا. قَالَ رَجُلٌ: ((أَنَا آخُذُهُمَا بِدِرْهَمَيْنِ)) فَأَعْطَاهُمَا إِيَّاهُ وَ أَخَذَ الدِّرْهَمَيْنِ فَأَعْطَاهُمَا الْأَنْصَارِيَّ وَ قَالَ: ((اِشْتَرِ بِأَحَدِهِمَا طَعَامًا فَانْبِذْهُ إِلٰى أَهْلِكَ وَاشْتَرِ بِالْآخَرِ قَدُوْمًا فَأْتِنِيْ بِهٖ))، فَأَتَاهُ بِهٖ فَشَدَّ فِيهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عُوْدًا بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ لَهٗ: ((اذْهَبْ فَاحْتَطِبْ وَبِعْ وَ لَا أَرَيَنَّكَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا)). فَذَهَبَ الرَّجُلُ يَحْتَطِبُ وَ يَبِيْعُ فَجَاءَ وَ قَدْ أَصَابَ عَشْرَةَ دَرَاهِمَ فَاشْتَرٰى بِبَعْضِهَا ثَوْبًا وَ بِبَعْضِهَا طَعَامًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هٰذَا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ أَنْ تَجِيْءَ الْمَسْأَلَةُ نُكْتَةً فِيْ وَجْهِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَصْلُحُ إِلَّا لِثَلَاثَةٍ: لِذِيْ فَقْرٍ مُدْقِعٍ أَوْ لِذِيْ غُرْمٍ مُفْظِعٍ، أَوْ لِذِيْ دَمٍ مُوْجِعٍ.)) ❶

❶ ابوداؤد۔ کتاب الزکاۃ: باب ما تجوز فیہ المسألۃ (ح ١٦٤١). اسناد حسن.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''آپ ﷺ سائل سے پوچھتے ہیں کہ کیا تمھارے پاس کوئی چیز ہے؟ سائل عرض کرتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ! میرے پاس صرف ایک کٹورہ اور ایک چادر ہے۔ آپ ﷺ چادر اور کٹورہ منگاتے ہیں اور اسے دو درہموں میں فروخت کر دیتے ہیں۔ یہ دونوں درہم سائل کے ہاتھ پر رکھ کر فرماتے ہیں کہ جاؤ ایک درہم سے اپنے گھر والوں کے لیے کھانا خریدو اور ایک درہم سے کلہاڑی خرید کر لاؤ۔ آپ ﷺ اپنے مبارک ہاتھ سے کلہاڑی میں دستہ لگاتے ہیں اور اس کو سائل کے حوالہ کر کے فرماتے ہیں کہ جاؤ' اس کلہاڑی سے لکڑیاں کاٹا کرو اور ان کو فروخت کر کے اپنے گھر والوں کی ضروریات پوری کیا کرو۔ اب میں پندرہ دن تک تجھے نہ دیکھو(یعنی پندرہ دن لکڑیاں کاٹ کر بیچنے کا کام کرتا رہ' پھر میرے پاس آنا) وہ شخص آپ کے پاس سے چلا گیا اور لکڑیاں کاٹ کاٹ کر بیچنے لگا۔ ایک دن آپ کے پاس آیا کہ اس کے پاس دس درہم جمع ہو چکے تھے۔ کچھ پیسوں کے تو اس نے کپڑے خریدے اور کچھ کا کھانے پینے کا سامان۔ اس پر رسول رحمت ﷺ نے فرمایا: یہ تمہارے لیے اس سے بہتر ہے کہ تو قیامت کے دن اس حال میں آئے کہ تیرے چہرے پر مانگنے کی وجہ سے نکتہ (نشان) نظر آ رہا ہو۔ بے شک دستِ سوال دراز کرنا صرف تین آدمیوں کے لیے جائز ہے۔ ایک وہ جو تنگ دست ہے اور اپنے فقر و فاقہ کو ختم کرنا چاہتا ہے دوسرا وہ جس کو کوئی چٹی (جرمانہ) پڑ گئی تیسرا وہ جو خون کا بدلہ دینا چاہتا ہو۔''

رسول اللہ ﷺ خطاب کرتے ہوئے وعظ و نصیحت فرماتے ہوئے نہایت درد و سوز اور خلوص و ہمدردی کا لب و لہجہ اختیار فرماتے۔ ایک بار آپ ﷺ نے خاندانِ قریش کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''قافلے کا دیدبان کبھی بھی اچھے ساتھیوں سے جھوٹ نہیں بولتا۔ اللہ تعالیٰ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسم! اگر میں (بفرض محال) تمام لوگوں سے غلط بات کہنے پر آمادہ ہو بھی جاتا تب بھی تم سے غلط بات نہ کہتا۔ اگر میں (بفرض محال) تمام لوگوں کے ساتھ دھوکہ دہی کرتا بھی' تب بھی تمہارے ساتھ دھوکہ دہی نہ کرتا۔ اس رب کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں! میں تمام لوگوں کی جانب اور خاص طور پر تمہاری جانب اللہ کا رسول ہوں۔ اللہ کی قسم! تمہیں مرنا ہے جس طرح تم سو جاتے ہو اور مرنے کے بعد تم کو جی اٹھنا ہے جیسے کہ تم نیند سے بیدار ہوتے ہو۔ تم سے تمہارے کاموں کا حساب لیا جائے گا' تمہیں بھلائی کا بدلہ بھلائی اور برائی کا بدلہ برائی سے ضرور دیا جائے گا اور یہ بدلہ یا تو ہمیشہ کے لیے جنت کی شکل میں ہوگا یا ہمیشہ کے لیے جہنم کی شکل میں۔'' ❶

دیکھئے مربی اعظم ﷺ کی خیرخواہی ایک ایک جملہ سے ٹپک رہی ہے۔ پھر یہ خطبہ خلوص و یقین کی کیفیت سے معمور ہے۔ کتنے سادہ اندازِ بیان' محبت بھرے لب و لہجہ اور عقلی و جذباتی اپیل کے ساتھ آپ ﷺ نے توحید' رسالت اور آخرت کی حقیقتوں کو دل نشین کیا ہے۔

آپ ﷺ کی یہ محبت و ہمدردی محض زبان ہی تک محدود نہ تھی بلکہ آپ ﷺ سرتاپا محبت تھے' لوگوں کے دکھ درد میں بذاتِ خود شریک ہوتے' مصائب میں ان کی دلجوئی کرتے' خوشی کی تقریبات میں شرکت کر کے ان سے اپنی قربت کا اظہار فرماتے۔ ہمیشہ خندہ پیشانی سے ملتے' اظہارِ محبت کے لیے مصافحہ اور معانقہ بھی کرتے' بعض اوقات پیشانی چوم لیتے' محبت آمیز بے تکلفی میں کبھی کبھی احباب کو مختصر ناموں سے پکارتے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو کبھی ''عائش'' کہہ کر پکارتے۔ ❷ کبھی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو صرف ''اباہر'' کے نام سے

---

❶ لم اجده.

❷ بخاری ۔کتاب الادب : باب من دعا صاحبه فنقص من اسمه حرفاً (ح٦٢٠١)۔ مسلم ۔ كتاب فضائل الصحابة : باب فی فضائل عائشة ام المؤمنين رضی الله تعالى عنها (ح ٢٤٤٧).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پکارتے۔ ❶ محبت و ہمدردی پیدا کرنے والے الفاظ اور جملے استعمال کرتے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو پیار سے "یَا ذَاالْاُذُنَیْنِ" (دو کانوں والے) کہہ کر خطاب کرتے۔ ❷ ایک بار سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے بھائی ابوعمیر کی پالی ہوئی چڑیا مرگئی تو وہ اداس بیٹھے تھے۔ رسول اللہ ﷺ آئے تو محبت بھرے انداز میں کہا:

((یَا اَبَا عُمَیْر ! مَا فَعَلَ النُّغَیْر ؟)) ❸

''ابوعمیر! تمہاری چڑیا کو کیا ہو گیا ہے؟''

اگر کبھی کوئی ناخوشگوار بات سامنے آتی تب بھی اسے محبت و پیار کے الفاظ میں ڈھال کر اور مسکرا کر پیش فرماتے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ اچھے اخلاق کے مالک تھے۔ ایک روز آپ ﷺ نے مجھے کسی کام سے بھیجا تو میں نے (زبان سے یونہی) کہہ دیا اللہ کی قسم! میں نہیں جاؤں گا لیکن دل میں تھا کہ ضرور جاؤں گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے۔ پس میں نکل پڑا' میں بچوں کے پاس سے گزرا جو بازار میں کھیل رہے تھے (میں وہاں ٹھہر گیا) اچانک رسول اللہ ﷺ نے میری گدی پکڑ لی۔ میں نے آپ ﷺ کی جانب نظر اٹھائی تو آپ ﷺ مسکرا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا: ''اے انس! کیا تو وہاں گیا تھا جہاں جانے کا میں نے تجھے کہا تھا؟'' انس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''ہاں اے اللہ کے رسول! میں ابھی جاتا ہوں۔'' ❹

---

❶ بخاری ۔ کتاب الرقاق : باب کیف کان عیش النبی ﷺ و اصحابه (ح ٦٤٥٢).

❷ ابوداؤد ۔ کتاب الادب : باب ماجاء فی المزاح (ح ٥٠٠٢)۔ ترمذی ۔ کتاب البر والصلة : باب ماجاء فی المزاح (١٩٩٢).

❸ بخاری ۔ کتاب الادب : باب الکنیة للصبی (ح ٦٢٠٣)۔ مسلم ۔ کتاب الآداب : باب جواز تکنیة من لم یولد له (ح ٢١٥٠).

❹ مسلم ۔ کتاب الفضائل : باب جوده ﷺ (ح ٢٣١٠)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھیں آپ ﷺ نے اس کے کس قدر بے باکانہ انکار پر مبنی جواب کو نظر انداز کیا۔ اس پر غصہ کرنے یا سزا دینے کی بجائے صرف ایک خوشنما تبسم اور مسکراہٹ میں سارے معاملے کو رفع دفع کر دیا۔

محبت و مروت کی انتہا یہ تھی کہ مدینہ کی ایک عورت نے جس کی عقل میں کچھ فتور تھا ایک بار آپ سے کچھ کہنا چاہا۔ آپ نے جا کر اس کی بات سنی اور اس کا کام کر کے دیا۔ ❶

آپ ﷺ کا سلوک لوگوں کے ساتھ کس قدر محبت آمیز ہوتا تھا اس کا اندازہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے اس بیان سے لگایا جا سکتا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

> ''میں دس برس تک رسول رحمت ﷺ کی خدمت میں رہا مگر آپ نے کبھی ''اُف'' تک نہ کہی۔ جو کام میں نے جس طرح بھی کر دیا آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ کیوں کیا؟ اور اگر کوئی کام نہ کر سکا تو یہ نہیں فرمایا۔ ''یہ کیوں نہیں کیا؟'' ❷ یہی معاملہ آپ ﷺ کا کنیزوں اور خادموں کے ساتھ رہا۔ آپ نے ان میں سے کبھی کسی کو نہیں مارا۔'' ❸

مسلسل دس سال تک آپ ﷺ کی خدمت میں رہنے والا شخص آپ ﷺ کے سلوک محبت پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے۔ آپ ﷺ کا ایک لفظ بھی کبھی کسی کے لیے شکایت کا سبب نہ ہوتا۔ آپ ﷺ کی یہ محبت و ہمدردی نہ صرف اپنوں کے لیے تھی بلکہ دشمنوں کے ساتھ بھی محبت کا یہی سلوک تھا۔ نبی کریم ﷺ کے سینہ میں محبت کی دہکتی ہوئی بھٹی کا اگر ہم اندازہ کرنا چاہیں تو اس واقعہ سے کر سکتے ہیں کہ جب اہل مکہ جنھوں نے آپ کو اور آپ

---

❶ مسلم ـ كتاب الفضائل : باب قربة ﷺ من الناس و تبركهم به و تواضعه لهم (ح ٢٣٢٦)

❷ بخاری ـ كتاب الادب : باب حسن الخلق والسخاء (ح ٦٠٣٨)۔ مسلم ـ كتاب الفضائل : باب حسن خلقه ﷺ (ح ٢٣٠٩)

❸ مسلم ـ كتاب الفضائل : باب مباعدته ﷺ للاثام و اختياره من المباح اسهله (ح ٢٣٢٨) عن عائشه رضی اللہ عنہا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اصحاب کو اذیت دینے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی، حتیٰ کہ آپ ﷺ کو اپنا پیارا وطن بھی چھوڑنے پر مجبور کر دیا تھا اور جواب بھی اپنی ننگی تلواریں لیے کھڑے تھے۔ وہی اہل مکہ جب قحط کا شکار ہوتے ہیں تو آپ ان کے لیے غلہ کی رسد جاری کراتے ہیں اور انھیں میں سے غریب لوگوں کے لیے پانچ سو اشرفیاں نقد بھجوا دیتے ہیں۔ ❶ جس شہر کے باسیوں نے آپ ﷺ کا معاشی بائیکاٹ کیا تھا۔ آپ انہیں کے لیے وسائل معاش فراہم کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کے جذبات محبت کا اندازہ ہم بدر کے واقعہ سے بھی لگا سکتے ہیں جب بدر کے قیدیوں کی کراہیں آپ ﷺ کے گوشِ مبارک تک پہنچیں تو آپ ﷺ کی نیند اڑ گئی، اور آپ اس وقت تک نہ سو سکے جب تک ان قیدیوں کے بندھن ڈھیلے کر کے انہیں آرام نہ پہنچا دیا گیا۔ ❷

اسی طرح طائف میں آپؐ نے لہولہان ہو کر پتھر پھینکنے والوں کے حق میں کلماتِ خیر کہے اور جب فرشتہ نے آکر عرض کیا کہ اگر آپؐ اشارہ کریں تو ان پہاڑوں کو آپس میں ملا دیا جائے جن کے درمیان طائف واقع ہے اور طائف کی بستی پس کر رہ جائے۔ مگر رحمۃ اللعالمین ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لائے تو مجھے اُمید ہے ان کی نسلیں ضرور اللہ واحد پر ایمان لائیں گی۔'' ❸

مختصر یہ کہ رسول اللہ ﷺ سرتاپا رحمت اور سراپا محبت تھے۔ آپ ﷺ کا یہی سلوک لوگوں کو آپ کا گرویدہ بناتا اور وہ آپ ﷺ کے ہر حکم پر جان دینے کے لیے تیار رہتے، آپ ﷺ کے اشارہ کو پا کر اسے عملی جامہ پہنانا اپنی سعادت سمجھتے۔ تربیت و اصلاح کے سلسلہ میں محبت و دلسوزی کو بڑا دخل ہے۔ اللہ سے دعاء ہے کہ وہ ہمیں سختی و کرختگی کے بجائے محبت و پیار کی صفات سے متصف فرمائے تا کہ ہم اپنے فرائض کو بحسن و خوبی انجام دے سکیں۔

---

❶ لم اجده. ❷ طبقات ابن سعد (٤/ ١٣).

❸ بخاري - كتاب بدء الخلق: باب اذا قال احدكم آمين والملائكة في السماء (ح ٣٢٣١). مسلم - كتاب الجهاد: باب مالقي النبي ﷺ من اذى المشركين والمنافقين (ح ١٧٩٥).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزاج اور نفسیات کا خیال

آپ ﷺ گفتگو' برتاؤ اور ہر چیز میں لوگوں کے مراتب اور اُن کی نفسیات کا پورا خیال رکھتے۔ آپ کو مردم شناسی میں کمال حاصل تھا۔ ہر شخص کی خوبیوں اور اس کے کمزور پہلوؤں پر آپ ﷺ کی گہری نظر ہوتی۔ ہر شخص کے مزاج اور طبیعت کا گہرا مطالعہ کرتے۔ ہر معاملہ میں اُن کے مزاج اور ساخت کا خیال رکھتے۔ جن لوگوں کی تربیت آپ ﷺ کو مقصود ہوتی آپ ان کے حالات وکوائف' ان کی ذہنی و جسمانی طاقت' ان کی فطری صلاحیت اور ان کے مزاج وطبیعت کو ملحوظ رکھتے۔ احادیث کے مطالعہ کے دوران یہ واقعہ آپ نے ضرور پڑھا ہوگا کہ ایک شخص آتا ہے وہ سب سے افضل عمل کے بارے میں پوچھتا ہے تو آپ اُسے جواب دیتے ہیں کہ ''جہاد'' سب سے افضل عمل ہے۔ ❶ ایک دوسرا شخص آتا ہے اور یہی سوال کرتا ہے تو آپ اسے جواب دیتے ہیں کہ ''نماز'' سب سے افضل عمل ہے۔ ❷ تیسرے شخص کو آپ بتاتے ہیں کہ حسنِ اخلاق سب سے بہتر عمل ہے۔ ❸ بظاہر آپ کے ان اقوال میں تضاد محسوس ہوتا ہے۔ مگر حقیقت میں یہ جوابات مخاطب کے ذہن اور نفسیات کو سامنے رکھ کر دیئے گئے ہیں۔ ایک شخص جو کہ نماز روزہ کی بڑی پابندی کرتا ہے نوافل کا بھی اہتمام کرتا ہے مگر جہاد سے اس کی طبیعت اِبا کرتی ہے جب وہ افضل عمل کے بارے میں سوال کرتا ہے تو

---

❶ بخاری - کتاب العتق: باب ای الرقاب افضل؟ (ح ٢٥١٨)۔ مسلم - کتاب الایمان: باب بیان کون الایمان باللّٰہ تعالیٰ افضل الاعمال (ح ٨٤) نحو المعنیٰ۔

❷ بخاری- کتاب الجهاد : باب فضل الجهاد والسیر (ح ٢٧٨٢)۔ مسلم - کتاب الایمان: باب بیان کون الایمان باللّٰہ تعالیٰ افضل الاعمال (ح ٨٥).

❸ ابن ماجه - کتاب الطب : باب ما انزل اللّٰه داء الا انزل له شفاء (ح ٣٤٣٦) نحو المعنیٰ.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ اسے جہاد پر آمادہ کرنے کے لیے جہاد کو افضل عمل قرار دیتے ہیں۔ ایک دوسرا شخص آتا ہے جو بہت سی نیکیاں کرتا ہے مگر نماز سے جی چراتا ہے' آپ اس سے اچھی طرح واقف ہیں اس لیے اس کے لیے نماز کو سب سے بہتر عمل قرار دیتے ہیں۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے جہاد میں شرکت کی اجازت چاہی۔ آپ نے دریافت کیا کہ ''تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟'' اس نے کہا: ''ہاں! میری بوڑھی ماں زندہ ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ! اپنی ماں کی خدمت کرو' اس کے پاؤں کے نیچے جنت ہے۔''❶

غور کیجیے ایک شخص بوڑھی ماں کو چھوڑ کر جہاد میں شرکت کی اجازت طلب کر رہا ہے۔ جبکہ ماں سے فطری محبت کا تقاضہ یہ تھا کہ ماں کی خدمت کے لیے جہاد میں عدم شرکت کی اجازت طلب کی جاتی۔ رسول اللہ ﷺ کی نگاہِ دور رس سے یہ کمزوری کب چھپ سکتی تھی۔ آپ ﷺ نے صحابی کی دُکھتی رگ پر انگلی رکھی اور فرمایا: جاؤ! اپنی ماں کی خدمت کرو' تمہارے لیے یہی جہاد ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ جہاد بہترین عبادت اور افضل ترین عمل ہے مگر جب انسان ماں کے حقوق کی ادائیگی میں کماحقہ دلچسپی نہ لے تو پھر اس کے لیے ماں کی خدمت ہی جہاد کا درجہ رکھتی ہے۔

آیئے، اسی سلسلے میں ایک اور واقعہ پر غور کریں۔ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں بہت سے گناہوں کا ارتکاب کرتا ہوں مگر میں اپنے اندر ان کو چھوڑنے کی سکت نہیں پاتا۔ البتہ میں صرف کسی ایک گناہ کو چھوڑ سکتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ دریافت فرماتے ہیں کہ: ''کیا تم مجھ سے یہ عہد کرتے ہو کہ کبھی جھوٹ نہیں بولو گے؟'' وہ شخص کہتا ہے: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! میں وعدہ کرتا ہوں

---

❶ نسائی ۔ كتاب الجهاد : باب الرخصة فی التخلف لمن له والدة (ح ٣١٠٦)۔ ابن ماجه ۔ كتاب الجهاد : باب الرجل يغزو و له ابوان (ح ٢٧٨١).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ آئندہ کبھی جھوٹ نہیں بولوں گا۔'' اس کے بعد وہ شخص یہ کہتے ہوئے چلا جاتا ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کتنی آسان چیز کا مطالبہ کیا ہے۔'' جب رات کی تاریکی بڑھ جاتی ہے تو یہ شخص گناہ کے ارادہ سے گھر سے نکلتا ہے مگر معاً ذہن میں خیال آتا ہے کہ کل کو جب رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوگی اور وہ مجھ سے سوال کریں گے تو میں کیا جواب دوں گا۔ اگر سچ بولوں گا تو مجھ پر گناہ کی حد جاری کی جائے گی اور اب میں جھوٹ بھی نہیں بول سکتا۔ کیونکہ جھوٹ نہ بولنے کا عہد کر چکا ہوں۔ اس شخص کے قدم جیسا جب بھی کسی گناہ کے لیے آگے بڑھتے یہی خیال اُس کے لیے زنجیر پا بن جاتا۔ چند دن کے بعد جب رسول اللہ ﷺ سے ان کی ملاقات ہوئی۔ تو آپ نے حالات پوچھے تو بولے: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! جھوٹ نہ بولنے کے عہد نے تمام گناہ چھڑا دیئے۔'' ❶

اس واقعہ پر ذرا گہرائی سے غور کیجئے۔ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ کر بہت سے گناہوں کے ارتکاب کا اعتراف کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ان تمام گناہوں کو نہیں چھوڑ سکتا' صرف کسی ایک گناہ کو چھوڑ سکتا ہوں۔ اگر رسول اللہ ﷺ چاہتے تو شراب چھوڑنے کا وعدہ لے لیتے جو کہ اُم الخبائث یعنی تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ آپ ﷺ چوری کو ترک کرنے کا وعدہ لے لیتے' جو خود انسان کی آخرت بھی تباہ کرتی ہے اور دوسروں کو بھی نقصان پہنچاتی ہے۔ مگر آپ ﷺ اس شخص کی نفسیات اور مزاج کا مطالعہ کرتے ہیں اور اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ یہ شخص بہت سے گناہوں کے ارتکاب کی بات مجھ سے کہہ رہا ہے تو یہ بہت راست گو اور سچائی پسند ہے۔ یہ گناہوں میں ملوث ضرور ہے مگر حق بات کہنے کی جرأت وہمت رکھتا ہے۔ اس صورت حال میں جھوٹ ترک کر دینا مشکل بھی نہیں ہوگا۔ پھر آپ ﷺ کے ذہن میں مستقبل کا پورا خاکہ آ جاتا ہے۔ چنانچہ آپ اس سے جھوٹ نہ بولنے کا عہد لے لیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا اندازہ صحیح نکلتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ تو میرے لیے بہت آسان چیز ہے۔ پھر مستقبل کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ سوچا تھا وہ صحیح ثابت

❶ دیکھئے رسول اکرم ﷺ بطور ماہر نفسیات۔ (نوٹ) کسی معتبر کتاب میں اس کا حوالہ نہیں مل سکا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے۔

اگر اللہ کے رسول ﷺ نے نفسیات و مزاج کا لحاظ نہ کیا ہوتا اور کسی دوسرے بڑے گناہ کے ترک کا وعدہ لے لیا ہوتا تو شاید اس کی زندگی میں اتنی جلدی انقلاب نہ آتا۔ اِس طرح کے واقعات احادیث و سیر کی کتابوں میں بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ ہر مربی کو ان کی روشنی میں اپنے زیر تربیت افراد کی نفسیات اور مزاج کو سمجھنا' ان کے حالات و کوائف کا تجزیہ کرنا اور ان کے منازل و مراتب کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے۔ نفسیات کے مطالعہ کو تربیت کے سلسلہ میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جذبات واحساسات کا پاس ولحاظ

انسان کے جذبات واحساسات کو تعمیری رُخ دینے ہی کا دوسرا نام تربیت ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنے مخاطبین کے مزاج اور نفسیات کو ملحوظ رکھنے کے ساتھ ان کے جذبات کا بھی پورا پورا خیال رکھتے تھے۔ آپ جذبات کو کبھی غلط رُخ اختیار نہ کرنے دیتے۔ اگر جذبات میں سرد مہری ہوتی تو آپ ﷺ حکمت کے ساتھ ان میں حرارت پیدا کرتے۔ اگر آپ ﷺ جذبات میں اشتعال محسوس کرتے تو کوئی ایسی بات زبان سے نہ نکالتے اور نہ عملاً کوئی ایسی روش اختیار کرتے جس سے جذبات بے قابو ہو جائیں۔ جذبات واحساسات کی رعایت کر کے انہیں صحیح اور تعمیری رُخ دیتے۔ آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں ایسے کئی مواقع آئے کہ اگر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبات واحساسات کو نہ سمجھا ہوتا' ان کی رعایت نہ کی ہوتی' ان کو صحیح اور تعمیری رُخ نہ دیا ہوتا اور بروقت حکیمانہ اقدام کر کے ان پر قابو نہ پایا ہوتا تو تاریخ اسلامی میں کئی ناپسندیدہ ابواب کا اضافہ ہو گیا ہوتا۔ مگر آپ ﷺ نے جذبات کے اُمنڈتے سیلاب کو روکنے کے بجائے اس کا رُخ صحیح جانب پھیر دیا۔

غزوۂ حنین میں جو مال فئے ملا اس کو آپ ﷺ نے قبائل عرب میں تقسیم کر دیا تاکہ اسلام کے تئیں ان کی دل بستگی کا سامان ہو۔ اس موقع پر انصار کو کوئی عطیہ نہیں دیا اور تمام مال دوسرے قبائل میں تقسیم کر دیا۔ انصار نے جب یہ دیکھا تو بشری تقاضا کے تحت ان میں شکوک وشبہات پیدا ہوئے اور طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ انھوں نے کہا کہ مصیبت کے وقت تو ہم نے ساتھ دیا اور اب جب مال کی تقسیم کا وقت آیا تو آپ ﷺ نے ہمیں نظر انداز کر کے سارا مال اپنی قوم میں تقسیم کر دیا۔ انصار کے معزز ترین فرد سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے علم میں جب یہ بات آئی تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور عرض کی کہ: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! انصار کا قبیلہ مال فئے کی تقسیم کے سلسلہ میں اس وجہ سے روٹھا ہوا ہے کہ آپؐ نے پورا مال اپنی قوم میں تقسیم کر دیا۔ آپ ﷺ نے قبائل عرب کو بڑے بڑے عطیات عنایت کیے مگر انصار کے حصہ میں کچھ بھی نہیں آیا۔'' آپ ﷺ نے پوچھا: ''سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ! اس سلسلہ میں تمہاری کیا رائے ہے؟''

سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! میں بھی انصار کا ایک فرد ہوں۔''

آپ ﷺ نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ''اچھا تمام انصار کو اس احاطہ میں جمع کرو۔ میں ان سے گفتگو کروں گا۔'' جب تمام انصار جمع ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے' آپؐ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ مَا قَالَةٌ بَلَغَتْنِیْ عَنْكُمْ وَجِدَةَ وَ جَدتُمُوْهَا فِیْ اَنْفُسِكُمْ؟ اَلَمْ آتِكُمْ ضَلَالًا فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ؟ وَ عَالَةً فَاَغْنَاكُمُ اللّٰهُ؟ وَ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ اللّٰهُ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ؟))

''اے انصار کے لوگو! تم کیا چہ میگوئیاں کر رہے ہو؟ تمہیں کون سی بات ناگوار گذری ہے؟ جب میں تمہارے پاس آیا' کیا تم گمراہ نہیں تھے؟ اللہ نے میرے ذریعہ سے تمہیں ہدایت دی۔ کیا تم غریب نہیں تھے؟ اللہ نے میرے ذریعہ تمہیں مال داری عطا کی۔ کیا تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن نہیں تھے؟ اللہ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا۔''

انصار نے کہا:

((بَلِ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَمَنُّ وَ أَفْضَلُ .))

''اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا بے پناہ فضل و احسان ہے۔''

پھر آپ نے فرمایا:

((اَلَا تُجِيْبُوْنَنِیْ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ؟))

''اے انصار کے لوگو! خاموش کیوں ہو؟ میری باتوں کا جواب کیوں نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتے؟"

انصار نے کہا:

((وَ بِمَاذَا نُجِیْبُكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ وَ لِلّٰهِ وَ لِرَسُوْلِهٖ اَلْمَنُّ وَالْفَضْلُ.))

"اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم آپ کو کیا جواب دیں۔ حقیقت میں اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہی فضل واحسان ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَمَا وَاللّٰهِ لَوْ شِئْتُمْ لَقُلْتُمْ فَلَصَدَقْتُمْ وَ صَدَقْتُمْ ، أَتَیْتَنَا مُكَذَّبًا فَصَدَّقْنَاكَ ، وَ مَخْذُوْلًا فَنَصَرْنَاكَ ، وَ طَرِیْدًا فَآوَیْنَاكَ ، وَ عَائِلًا فَأَغْنَیْنَاكَ ، أَوْجدتم فِیْ أَنْفُسِكُمْ ،
یَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ فِیْ لِعَاعَةٍ مِنَ الدُّنْیَا تَأَلَّفْتُ بِهَا قَوْمًا لِیُسْلِمُوْا وَوَكَلْتُكُمْ إِلٰی إِسْلَامِكُمْ ،
أَفَلَا تَرْضَوْنَ یَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَنْ یَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ الْبَعِیرِ وَ تَرْجِعُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ رِحَالِكُمْ فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ ، وَ لَوْلَا الهجرَةُ لَكُنْتُ اَمراء ا مِنَ الْأَنْصَارِ، وَ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ شِعْبًا وَ سَلَكَتِ الْاَنْصَارُ شِعْبًا لَسَلَكْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْأَنْصَارَ ، أَبْنَاءَ الْأَنْصَارِ ، وَ أَبْنَاءَ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ.)) ❶

"اے انصار کے لوگو!...... اللہ کی قسم! تم اگر چاہو تو کہہ سکتے ہو اور تمہاری بات صحیح ہوگی، میں بھی تمہاری تصدیق کروں گا۔ تم کہہ سکتے ہو کہ اے محمد ﷺ! آپ اس حال میں ہمارے پاس آئے کہ تمہیں لوگ جھٹلا چکے تھے، ہم نے آپ ﷺ کی

❶ مسند احمد (۳/ ۷٦ ـ ۷۷) و سنده صحیح .

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصدیق کی۔ آپ بے یار و مددگار آئے ہم نے آپ کی مدد کی۔ آپ لوگوں کے دھتکارے ہوئے تھے ہم نے آپ کو پناہ دی۔ آپ نادار تھے ہم نے آپ ﷺ کی غم خواری کی۔

''اے انصار کے لوگو!..... کیا تم صرف دنیا کی ایک حقیر چیز کے بارے میں مجھ سے ناراض ہو گئے ہو جس کے ذریعہ میں نے کچھ لوگوں کی دلجوئی کی ہے تا کہ وہ اسلام لے آئیں اور تمہیں تمہارے اسلام کے حوالے کر دیا ہے۔

''اے انصار کے لوگو!...... کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے کر واپس جائیں اور تم اللہ کے رسول ﷺ کو لے کر اپنے گھر کو واپس جاؤ؟ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے!........ جو چیز تم لے کر واپس جاؤ گے وہ اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے جس کو لے کر یہ لوگ واپس جائیں گے........ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک آدمی ہوتا...... اگر لوگ ایک وادی اور گھاٹی میں چلیں اور انصار دوسری وادی اور گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی گھاٹی اور وادی میں چلوں گا۔

''انصار میرے قریب ترین ہیں اور دوسرے لوگ ان کے بعد...... اے اللہ! انصار پر رحم فرما...... ان کے بیٹوں اور بیٹوں کی اولاد پر رحم فرما۔'' (زاد المعاد)

راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ تقریر سن کر لوگ اس قدر روئے کہ ان کی داڑھیاں تر ہو گئیں اور انھوں نے کہا کہ ''ہم رسول اللہ ﷺ کی تقسیم سے خوش ہیں۔'' ❶

غور کیجیے! .... جذبات نزاکت کے کس رُخ پر بہہ رہے تھے۔ اگر اللہ کے رسول ﷺ نے جذبات کے علی الرغم تقریر کی ہوتی یا جذبات کو نہ سمجھا ہوتا تو اس کی یہ شدت کیسا رنگ اختیار کرتی۔ مگر اللہ کے رسول ﷺ نے جب سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی زبانی انصار

❶ اس کے بعض حصوں کے شاہد بخاری و مسلم میں بھی ہیں۔ دیکھیے: بخاری۔ غزوة الطائف ٤٣٣٠ (٤٩٠٦) و مابعدہ مسلم الزکاة (١٠٦١)۔ ٢٥٠٦

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے جذبات کو سنا تو آپ ﷺ کو غصہ نہیں آیا۔ آپ ﷺ نے زبان سے کوئی ایسی بات نہیں فرمائی جو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور انصار کے جذبات کو ناخوش گوار ردّعمل تک پہنچا سکتی تھی۔ آپ ﷺ نے پوری طرح سے انصار کے جذبات کی شدت کو محسوس کیا۔

آپ ﷺ جانتے تھے کہ بشری تقاضے کے تحت جذبات کی یہ ایک وقتی لہر ہے جس کو نہایت حکمت سے صحیح رُخ دینا ضروری ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے انصار کو سمجھانے کے لیے ان سے براہِ راست گفتگو کا فیصلہ کیا!

جب انصار جمع ہو گئے تو آپ ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے پہلے انصار کے جذبات کو نارمل کرنے کے لیے ان کا ماضی یاد دلایا' اور بتایا کہ اللہ اور رسول اللہ کے ذریعہ انہیں کتنی عظیم نعمتیں حاصل ہوئی ہیں۔ اس یاد دہانی سے انصار کے جذبات نارمل تو ہو گئے مگر سوالیہ نشان اپنی جگہ باقی رہا اور ابھی ایک رخ تشنہ تھا۔ آپ ﷺ کی تقریر کے جواب میں اگرچہ انصار خاموش ہو گئے تھے۔ مگر ان کے دل و دماغ کے کسی گوشہ میں یہ سوال اٹھ سکتا تھا کہ اگر رسول اللہ نے گمراہی سے نکالا ہے تو ہم نے بھی انہیں ایسے عالم میں پناہ دی ہے جب ان کو خود ان کی قوم اپنے وطن سے نکال چکی تھی۔ چنانچہ رسولِ رحمت ﷺ نے اس ابھرنے والے سوال کو خود پوری قوت گویائی کے ساتھ اس طرح بیان کیا کہ انصار کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے ان کے جذبات کو تحلیل کر دیا۔ پھر انصار سے اپنے گہرے تعلق کو پر زور الفاظ میں واضح فرمایا اور ان کے دل نہ صرف یہ کہ شکوک وشبہات سے پاک ہو گئے بلکہ آپؐ کے ساتھ ان کی محبت میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا۔

آپ جانتے ہیں کہ صلح حدیبیہ اشارہ ربانی کی بنیاد پر بظاہر نہایت دب کر کی گئی تھی۔ اس کا اندازہ آپ صلح نامہ کی اس شرط سے لگا سکتے ہیں کہ اگر مکہ کا کوئی شخص اسلام قبول کر کے مدینہ پہنچ جائے گا تو مدینے کے مسلمان اسے مکہ واپس کرنے کے پابند ہوں گے۔ لیکن اگر مدینہ کا کوئی مسلمان مکہ آ جائے گا تو اسے واپس نہیں کیا جائے گا۔ اس طرح کی بہت سی ناقابل فہم شرائط تھیں۔ ابھی شرائط اچھی طرح طے بھی نہ ہونے پائی تھیں اور عہد نامہ لکھا بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ گیا تھا کہ ابو جندل رضی اللہ عنہ بیڑیوں میں جکڑے ہوئے آئے اور اپنے آپ کو مسلمانوں کے درمیان ڈال دیا اور بتایا کہ میں نے اسلام قبول کرلیا تو مکہ والوں نے مجھ پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے۔ اب ان سے نجات پا کر بھاگا چلا آ رہا ہوں۔ قریش کے نمائندوں نے کہا کہ یہ صلح اسی وقت ہوسکتی ہے جب کہ ابو جندل رضی اللہ عنہ کو ہمارے حوالہ کر دیا جائے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ابھی تو معاہدہ لکھا بھی نہیں گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ ﷺ ان کو واپس نہیں کریں گے تو آئندہ آپ ﷺ سے کوئی معاہدہ نہیں کیا جائے گا۔ معاہدہ کی تکمیل کی خاطر (جس میں بہت سے مصالح پوشیدہ تھے) رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو جندل رضی اللہ عنہ کو ان کے حوالہ کر دیا۔ ابو جندل رضی اللہ عنہ بیڑیوں میں جکڑے ہوئے پکار پکار کر کہہ رہے تھے:

((اَیْ مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ اُرَدُّ اِلَی الْمُشْرِکِیْنَ وَقَدْ جِئْتُ مُسْلِمًا؟ اَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ لَقِیْتُ.))

”اے مسلمانو! میں تمہاری موجودگی میں مشرکین کی طرف واپس بھیجا جا رہا ہوں۔ کیا تم میری حالتِ زار نہیں دیکھ رہے ہو کہ مجھے اللہ کی راہ میں کتنا ستایا (تڑپایا) گیا ہے۔“

اس موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبات کیا رہے ہوں گے؟ خاص طور پر نوجوانوں کے جذبات۔ اس کا اندازہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی سرگرمیوں سے ہوتا ہے۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر عرض کرتے ہیں کہ یہ صلح اس قدر دب کر کیوں کی جا رہی ہے؟...... کیا محمد ﷺ رسولِ برحق نہیں ہیں؟...... کیا ہمارا دین حق نہیں ہے؟...... کیا کفار برسر باطل نہیں ہیں؟...... اس عالم میں رسول اللہ ﷺ اس معاہدہ کی تکمیل فرماتے ہیں۔ تکمیل سے فراغت کے بعد کھڑے ہوتے ہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے ارشاد فرماتے ہیں:

((قُوْمُوْا فَانْحَرُوْا ثُمَّ احْلِقُوْا.))

”اٹھو اور اپنے جانوروں کو یہیں قربان کردو۔ پھر اپنے سروں کو منڈا ڈالو۔“

انصار و مہاجرین سکتہ میں تھے۔ وہ مدینہ سے اس عزم اور تیاری سے چلے تھے کہ ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طویل وقفہ کے بعد خانہ کعبہ کی زیارت کریں گے۔ منیٰ میں جا کر قربانی کریں گے۔ انہیں کفار نے بغیر اسلحہ بھی مکہ میں جانے کی اجازت نہ دی اور دوسری طرف غیر مساویانہ شرائط پر معاہدہ تکمیل کو پہنچا۔ حالانکہ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم اب اپنے کو مجبور نہیں پاتے تھے۔ یہ بے سرو سامانی کے عالم میں غزوۂ بدر و احزاب میں کامیابی حاصل کیے ہوئے تھے مگر جب اللہ کے رسول ﷺ نے صلح نامہ پر دستخط کیے تو سب خاموش ہو گئے۔ لیکن جذبات کا یہ خاموش سمندر دلوں سے اُبلا چاہتا تھا۔ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم تفکر و تحیر کے سمندر میں غرق تھے۔ ان کی سمجھ میں کچھ نہ آ رہا تھا۔

جذبات کی شدت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اشارے پر جان دینے والے اصحاب اپنے رسول کا حکم پا کر خاموش بیٹھے رہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے وقفہ وقفہ سے تین بار حکم دیا کہ اٹھ کر اپنے جانوروں کو قربان کر دو' اور اپنے سر منڈا ڈالو۔ مگر کوئی بھی شخص نہ ہلا' گویا کہ سب کو سانپ سونگھ گیا ہو۔

اللہ کے رسول ﷺ کو جذبات کی شدت کا اندازہ ہے اس لیے خاموش ہو جاتے ہیں۔ آپ ﷺ جانتے ہیں کہ اس موقع پر اگر کوئی سخت بات کہی گئی تو کسی ناخوشگوار واقعہ پر منتج ہو سکتی ہے۔ ذہن میں کوئی حل نہیں آ رہا ہے۔ اپنے حرم میں داخل ہوتے ہیں۔ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کو پوری روداد سناتے ہیں۔ باہم مشورے سے ایک بات طے کرتے ہیں۔ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے واپس آتے ہیں۔ کسی سے کچھ نہیں کہتے۔ اپنے جانور کی قربانی کرتے ہیں۔ اپنے حجام کو بلاتے ہیں اور اپنا سر منڈاتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کو دیکھتے ہیں اور آپ کی پیروی واتباع میں اپنے جانوروں کو قربان کر دیتے ہیں۔ پھر ایک دوسرے کے سر مونڈنا شروع کر دیتے ہیں۔ غم و غصہ کا یہ عالم ہے کہ سر مونڈتے ہوئے ایک دوسرے کو زخمی کیے دیتے ہیں۔ [1] جذبات کے امڈتے ہوئے اس سیلاب پر آپ ﷺ نے کس طرح قابو پایا۔ یہ ہر معلم و مربی کے لیے قابل غور ہے اور قابل اتباع اور قابل نمونہ عمل بھی!

[1] بخاری ۔ كتاب الشروط : باب الشروط فی الجهاد والمصالحة مع اهل الحرب (ح ٢٧٣١، ٢٧٣٢).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مناسب مواقع تلاش کرنا اور اُن سے فائدہ اٹھانا

نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تربیت کے لیے بہتر مواقع کی تلاش میں رہتے۔ آپ کو جب بھی کوئی موقع ملتا' آپ ﷺ اس کو ضائع نہ ہونے دیتے بلکہ اس سے پورا فائدہ اٹھاتے۔

ایک بار رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے۔ قیدیوں میں ایک عورت بھی تھی جس کے پستانوں سے دودھ ٹپک رہا تھا۔ اُسے قیدیوں میں ایک بچہ نظر آیا۔ اس نے شدت جذبات اور فرطِ محبت میں اس بچہ کو گود میں اٹھا لیا۔ اُسے اپنے پیٹ سے چمٹا لیا اور اپنا دودھ پلایا۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس منظر کو دیکھ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے محسوس کیا کہ اس عورت کے جذبہ محبت سے صحابہ رضی اللہ عنہم بہت متاثر ہیں۔ آپ نے اس تاثراتی کیفیت سے فائدہ اٹھا کر صحابہ کرام کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا:

((اَتَرَوْنَ هٰذِهٖ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ؟ قُلْنَا لَا وَهِيَ تَقْدِرُ عَلٰى اَنْ لَّا تَطْرَحَهٗ فَقَالَ اَللّٰهُ اَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا.))

''اگر اس عورت کو اختیار دے دیا جائے تو کیا یہ اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا: ''اللہ کی قسم! یہ عورت ایسا نہیں کر سکتی۔'' اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ عورت اپنے بچے پر جتنی مہربان ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے کہیں زیادہ مہربان ہے۔'' [1]

دیکھا آپ نے؟ جب اللہ کے رسول ﷺ نے محبت سے فضا کو رقت آمیز دیکھا تو اللہ

[1] بخاری - کتاب الادب : باب رحمة الولد و تقبیله و معانقته (ح-٥٩٩٩)- مسلم - کتاب التوبة : باب فی سعة رحمة الله تعالیٰ (ح ٢٧٥٤).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی محبت' رحم و کرم کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذہنوں میں جاگزیں کرنے کے لیے آپ نے اس موقع سے کس طرح فائدہ اُٹھایا۔ اور سوال و جواب کے انداز میں اس حقیقت کو اس طرح ذہن نشین کیا کہ یہ منظر لوگ تا دم آخر نہ بھول پائے ہوں گے۔ بلکہ ہر ملاقاتی اور شناسا سے اس واقعہ کو بیان کر کے اللہ کے رحم و کرم کی بے پناہی کا تذکرہ کرتے رہے ہوں گے۔

آیئے، اس سلسلہ میں ایک دوسرے واقعہ پر غور کرتے چلیں۔

صحیح مسلم میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک گاؤں سے واپسی پر مدینہ کے بازار سے گزر رہے تھے۔ لوگوں نے آپ کو دونوں طرف سے گھیر رکھا تھا۔ دہاں چھوٹے کانوں والا ایک مردہ بکری کا بچہ پڑا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کے کان پکڑے اور فرمایا:

((اَیُّکُمْ یُحِبُّ اَنَّ هٰذَا لَهٗ بِدِرْهَمٍ؟ فَقَالُوْا مَا نُحِبُّ اَنَّهٗ لَنَا بِشَیْءٍ وَ مَا نَصْنَعُ بِهٖ؟ قَالَ اَتُحِبُّوْنَ اَنَّهٗ لَکُمْ؟ قَالُوْا وَاللّٰهِ لَوْکَانَ حَیًّا کَانَ عَیْبًا فِیْهِ لِاَنَّهٗ اَسَكُّ فَکَیْفَ وَ هُوَ مَیِّتٌ فَقَالَ فَوَاللّٰهِ لَلدُّنْیَا اَهْوَنُ عَلَی اللّٰهِ مِنْ هٰذَا عَلَیْکُمْ.)) [1]

''تم میں سے کون اس مردہ بچہ کو ایک درہم میں خریدنے کے لیے تیار ہے؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: ''ہم کسی بھی قیمت پر اس کو خریدنا نہیں چاہتے ہیں۔ یہ ہمارے کسی کام کا نہیں!'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم پسند کرتے ہو کہ یہ تم کو مل جائے۔'' صحابہ نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر یہ زندہ ہوتا تب بھی کان چھوٹے ہونے کا عیب اس میں تھا اور اب تو یہ مردہ ہے۔ اس لیے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اب اسے کوئی خریدے۔'' یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ ذوالجلال کی قسم! یہ بچہ تمہاری نظر میں جتنا بے وقعت ہے' دنیا اللہ کی نظر میں اس سے بھی زیادہ بے وقعت ہے۔''

[1] مسلم ۔ کتاب الزھد: باب الدنیا سجن المؤمن و جنة الکافر (ح۲۹۵۷).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے رسول ﷺ صحابہ کے ساتھ مدینہ میں داخل ہوتے ہیں۔ ایک بکری کا بچہ مرا ہوا پڑا ہے۔ ایسے مقام سے آدمی بہت تیزی سے گذر جاتا ہے۔ غالباً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس گھناؤنے منظر سے بہت تیزی سے گذرنا چاہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ان جذبات کو محسوس کر لیا۔ آپ نے اس کیفیت سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور دنیا کی بے وقعتی کو اس انداز سے صحابہ کے ذہنوں میں بٹھایا کہ پھر دنیا کی ظاہری جگمگاہٹ ان کی نظروں کو کبھی بھی اپنی طرف نہ پھیر سکی۔

ایک مربی کی یہ بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ کسی بھی مناسب موقع پر نہ چوکے۔ والدین اپنے بچوں، اساتذہ اپنے شاگردوں، امیر اپنے مامورین کی تربیت کے لیے موقع کی تلاش میں رہے۔ اگر کوئی بات ذہن نشین کرانے کے لیے ذرا بھی بہانہ مل جائے تو اس سے بھرپور فائدہ اٹھائے۔

بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ ایک بار ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کیا:

"مَتَى السَّاعَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟"

"اے اللہ کے رسول ﷺ! قیامت کب آئے گی؟"

بظاہر یہ ایک سادہ سا سوال ہے جو کسی کے ذہن میں بھی اٹھ سکتا ہے اور سادہ انداز میں آپ کو اس کا جواب دے کر بات کو ختم کر دینا چاہیے تھا۔ مثلاً: آپ قیامت کی کچھ علامتیں اور نشانیاں بتا کر پوچھنے والے کو خاموش کر دیتے، یا آپ ﷺ یہ کہہ کر خاموش ہو جاتے کہ مجھے اس کا علم نہیں، یا یہ جواب دے دیتے کہ اللہ ہی کو اس کا علم ہے وغیرہ مگر آپ ﷺ نے جب یہ دیکھا کہ ایک شخص پر قیامت کی فکر طاری ہے، اور اس کے وقوع کے وقت کے بارے میں سوال کر رہا ہے تو آپ ﷺ نے جواب دینے کے بجائے خود سوال کیا:

((مَاذَا أَعْدَدْتَ لَهَا ؟))

"تو نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سوال کے ذریعہ آپ ﷺ نے اس کی سوچ کے انداز کو ایک مثبت اور صحیح رخ دیا اور یہ بات اس کے ذہن نشین کرائی کہ اصل مسئلہ یہ نہیں ہے کہ قیامت کب آئے گی؟ اصل مسئلہ یہ ہے کہ قیامت کے لیے ہم نے کیا تیاری کی ہے؟ اگر قیامت دیر سے بھی آئے مگر کوئی تیاری نہ کی جائے تو بے کار ہے۔ اور اگر تیاری کی گئی ہے تو قیامت چاہے ابھی آ جائے! آپ ﷺ کے اس سوال نے پوچھنے والے کو احتسابی کیفیت میں مبتلا کر دیا۔ اس نے اپنی پوری زندگی کا جائزہ لیا۔ اس نے خوب سوچا اور جواب دیا:

((حُبُّ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ .))

''اس کے لیے میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔''

یعنی آخرت کے لیے میں نے جو زادِ راہ تیار کیا ہے وہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ سے محبت ہے۔ میں زندگی کے ہر معاملہ میں ان دونوں کو راضی رکھنا چاہتا ہوں۔ میری زندگی کا مقصد اور میری سرگرمیوں کا محور اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی رضا کا حصول ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہر وقت اپنے اللہ اور اپنے رسول ﷺ کو راضی رکھوں۔ آپ نے جواب میں یہ جملہ سنا تو فرحت وخوشی سے فرمایا:

((اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ)).

''تم نے جس سے محبت کی تم اسی کے ساتھ رہو گے۔'' ❶

اگر تم اللہ اور رسول ﷺ سے محبت کرتے ہو تو اللہ اور رسول کا قرب بھی تم کو حاصل ہوگا اور کل میدانِ حشر میں تم کو رسول اللہ ﷺ کی معیت حاصل ہوگی۔

اللہ کے پیارے پیغمبر جناب یوسف علیہ السلام جب کوئی مناسب موقع دیکھتے تو اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے رب کا پیغام راہ راست سے بھٹکے لوگوں کے سامنے پیش کرنا شروع کر دیتے۔ مناسب موقع سے فائدہ اٹھانے اور دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دینے کے

---

❶ بخاري - كتاب الادب : باب علامة الحب في الله (ح ٦١٧٣)۔: مسلم - كتاب البر والصلة : باب المرء مع من احب (ح ٢٦٣٩).

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعلق قرآن نے یوسف علیہ السلام کے اسوہ کا نقشہ خوب کھینچا ہے، کہ جب وہ عزیز مصر کے حکم کے تحت جیل میں قید تھے تو دو قیدی مزید ان کے ساتھ جیل میں ڈالے گئے (قید کیے گئے)۔ ان قیدیوں نے علیحدہ علیحدہ خواب دیکھے تو یوسف علیہ السلام سے ان کی تعبیر دریافت کی۔ یوسف علیہ السلام نے اس موقع سے فائدہ کیسے اٹھایا اور کیسے ان کو توحید کی دعوت دی اس کا نقشہ قرآن نے یوں کھینچا ہے:

﴿وَ دَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ؕ قَالَ اَحَدُهُمَاۤ اِنِّیۡۤ اَرٰىنِیۡۤ اَعۡصِرُ خَمۡرًا ۚ وَ قَالَ الۡاٰخَرُ اِنِّیۡۤ اَرٰىنِیۡۤ اَحۡمِلُ فَوۡقَ رَاۡسِیۡ خُبۡزًا تَاۡکُلُ الطَّیۡرُ مِنۡهُ ؕ نَبِّئۡنَا بِتَاۡوِیۡلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىکَ مِنَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ لَا یَاۡتِیۡکُمَا طَعَامٌ تُرۡزَقٰنِهٖۤ اِلَّا نَبَّاۡتُکُمَا بِتَاۡوِیۡلِهٖ قَبۡلَ اَنۡ یَّاۡتِیَکُمَا ؕ ذٰلِکُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیۡ رَبِّیۡ ؕ اِنِّیۡ تَرَکۡتُ مِلَّةَ قَوۡمٍ لَّا یُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَ هُمۡ بِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ کٰفِرُوۡنَ ﴿۳۷﴾ وَ اتَّبَعۡتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیۡۤ اِبۡرٰهِیۡمَ وَ اِسۡحٰقَ وَ یَعۡقُوۡبَ ؕ مَا کَانَ لَنَاۤ اَنۡ نُّشۡرِکَ بِاللّٰهِ مِنۡ شَیۡءٍ ؕ ذٰلِکَ مِنۡ فَضۡلِ اللّٰهِ عَلَیۡنَا وَ عَلَی النَّاسِ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَشۡکُرُوۡنَ ﴿۳۸﴾ یٰصَاحِبَیِ السِّجۡنِ ءَاَرۡبَابٌ مُّتَفَرِّقُوۡنَ خَیۡرٌ اَمِ اللّٰهُ الۡوَاحِدُ الۡقَهَّارُ ﴿ؕ۳۹﴾ مَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسۡمَآءً سَمَّیۡتُمُوۡهَاۤ اَنۡتُمۡ وَ اٰبَآؤُکُمۡ مَّاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنۡ سُلۡطٰنٍ ؕ اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ ؕ ذٰلِکَ الدِّیۡنُ الۡقَیِّمُ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴۰﴾ یٰصَاحِبَیِ السِّجۡنِ اَمَّاۤ اَحَدُکُمَا فَیَسۡقِیۡ رَبَّهٗ خَمۡرًا ۚ وَ اَمَّا الۡاٰخَرُ فَیُصۡلَبُ فَتَاۡکُلُ الطَّیۡرُ مِنۡ رَّاۡسِهٖ ؕ قُضِیَ الۡاَمۡرُ الَّذِیۡ فِیۡهِ تَسۡتَفۡتِیٰنِ ﴿ؕ۴۱﴾﴾

(یوسف: ١٢/ ٣٦ تا ٤١)

"(جب یوسف علیہ السلام کو قید خانہ (جیل) بھیج دیا گیا تو اس دوران) ان کے ساتھ دو نوجوان آدمی اور قید خانہ میں داخل ہوئے (ان دونوں نے خواب دیکھا تو یوسف علیہ السلام سے اپنے اپنے خواب کی تعبیر پوچھی) ان میں سے ایک نے کہا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں شراب (بنانے کے لیے انگور) نچوڑ رہا ہوں۔'' دوسرے نے کہا: ''میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے ہوں (اور) پرندے ان میں سے (آ آ کر) کھا رہے ہیں۔ آپ ہمارے خوابوں کی تعبیر بتا دیجئے' ہمیں آپ (بڑے ہی) نیک آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ یوسف علیہ السلام نے کہا: ''تمہیں جو کھانا (ابھی) ملنے والا ہے وہ نہیں آنے پائے گا کہ اس سے پہلے میں تمہیں (تمہارے) خواب کی تعبیر بتا دوں گا۔ میرے رب نے جن جن باتوں کی مجھے تعلیم دی ہے ان میں سے ایک خواب کی تعبیر بتانے کا علم بھی ہے۔ میں نے اس قوم کی ملت کو جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے (یعنی توحید پر اور شرک کرتے ہیں) اور آخرت کا انکار کرتے ہیں' ترک کر دیا ہے۔ میں تو اپنے آباء و اجداد ابراہیم اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) کی ملت کی پیروی کرتا ہوں۔ ہمیں یہ زیب نہیں دیتا کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کریں۔ یہ اللہ کا ہم پر اور (تمام) لوگوں پر بڑا فضل ہے (کہ وہ بار بار) صحیح راستے کی نشاندہی کرتا رہتا ہے لیکن اکثر لوگ اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔ اے قید خانے کے ساتھیو! .....(بتاؤ) کیا (مختلف قوموں اور قبیلوں کے یہ) علیحدہ علیحدہ رب بہتر ہیں یا صرف اللہ (بہتر ہے) جو واحد و یکتا اور غالب و زبردست ہے۔ (اے قید خانے کے ساتھیوں) جن جن ہستیوں کی تم اللہ کے علاوہ پرستش کرتے ہو یہ بس نام ہی نام ہیں (جن کی کچھ حقیقت نہیں) جو تم نے اور تمہارے آباء و اجداو نے رکھ لیے ہیں' اللہ نے تو ان کی کوئی سند نازل نہیں فرمائی (اور یہ بھی سن لو کہ پوری کائنات میں) حکم کسی کا نہیں چلتا سوائے اللہ (اکیلے) کے (تو پھر بغیر اس کے حکم کے ان ہستیوں کی عبادت کیسے ہو رہی ہے برخلاف اس کے) اس نے تو یہ حکم دیا ہے کہ کسی کی عبادت نہ کرد سوائے اس کے۔ یہی سیدھا دین (رستہ) ہے لیکن اکثر لوگ (اتنی واضح بات کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی) نہیں جانتے۔

اے میرے قید خانے کے ساتھیو!......(اب تم اپنے خوابوں کی تعبیر سنو) تم میں سے ایک تو (قید خانہ سے آزاد ہو کر حسبِ سابق) اپنے مالک کو شراب پلائے گا (یعنی اپنے سابقہ حکومتی عہدے پر بحال ہو جائے گا) اور دوسرے کو پھانسی دی جائے گی اور پرندے اس کے سر کو (نوچ نوچ کر) کھائیں گے (خوابوں کی) جس تعبیر کے سلسلہ میں تم مجھ سے سوال کر رہے تھے (اللہ کی طرف سے) اس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔''

مولانا مودودی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے دعوتِ دین کے لیے موقع شناسی کی اہمیت واضح کرتے ہوئے اسوۂ یوسفی کو یوں آشکار کرتے ہیں:

1 پھر یوسف علیہ السلام نے جس طرح اپنی تبلیغ کے لیے موقع نکالا اس میں ہم کو حکمتِ تبلیغ کا ایک اہم سبق ملتا ہے۔ دو آدمی اپنا خواب بیان کرتے ہیں اور اپنی عقیدت مندی کا اظہار کرتے ہوئے اس کی تعبیر پوچھتے ہیں۔ جواب میں آپ فرماتے ہیں کہ تعبیر تو میں تمہیں ضرور بتاؤں گا مگر پہلے یہ سن لو کہ اس علم کا ماخذ کیا ہے جس کی بنا پر میں تمہیں تعبیر دیتا ہوں۔ اس طرح ان کی بات میں سے اپنی بات کہنے کا موقع نکال کر آپ ان کے سامنے اپنا دین پیش کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ فی الواقع کسی شخص کے دل میں اگر تبلیغ حق کی دھن سمائی ہوئی ہو اور وہ حکمت بھی رکھتا ہو تو کیسی خوبصورتی کے ساتھ وہ گفتگو کا رخ اپنی دعوت کی طرف پھیر سکتا ہے۔ جسے دعوت کی دھن لگی ہوئی نہیں ہوتی اس کے سامنے تو مواقع پر مواقع آتے ہیں اور وہ کبھی محسوس نہیں کرتا کہ یہ موقع ہے اپنی بات کہنے کا۔ مگر وہ جسے دھن لگی ہوئی ہوتی ہے وہ موقع کی تاک میں لگا رہتا ہے اور اسے پاتے ہی اپنا کام شروع کر دیتا ہے۔ البتہ بہت فرق ہے حکیم کی موقع شناسی میں اور اُس نادان مبلغ کی بھونڈی تبلیغ میں جو موقع ومحل کا لحاظ کیے بغیر لوگوں کے کانوں میں زبردستی اپنی دعوت ٹھونسنے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوشش کرتا ہے اور پھر لیچڑپن اور جھگڑالو پن سے انہیں الٹا متنفر کر کے چھوڑتا ہے۔

۲ اس سے یہ بھی معلوم کیا جا سکتا ہے کہ لوگوں کے سامنے دعوتِ دین پیش کرنے کا صحیح ڈھنگ کیا ہے۔ یوسف علیہ السلام چھوٹتے ہی دین کے تفصیلی اصول اور ضوابط پیش کرنے شروع نہیں کر دیتے بلکہ ان کے سامنے دین کے اس نقطہ آغاز کو پیش کرتے ہیں جہاں سے اہل حق کا راستہ اہل باطل کے راستے سے جدا ہوتا ہے' یعنی توحید اور شرک کا فرق پھر اس فرق کو وہ ایسے معقول طریقے سے واضح کرتے ہیں کہ عقل عام رکھنے والا کوئی شخص اسے محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ خصوصیت کے ساتھ جو لوگ اس وقت ان کے مخاطب تھے ان کے دل و دماغ میں تو تیر کی طرح یہ بات اتر گئی ہو گی' کیونکہ وہ نوکر پیشہ غلام تھے اور اپنے دل کی گہرائیوں میں اس بات کو خوب محسوس کر سکتے تھے کہ ایک آقا کا غلام ہونا بہتر ہے یا بہت سے آقاؤں کا' اور سارے جہان کے آقا کی بندگی بہتر ہے یا بندوں کی بندگی۔ پھر وہ یہ بھی نہیں کہتے کہ اپنا دین چھوڑو اور میرے دین میں آ جاؤ' بلکہ ایک عجیب انداز میں ان سے کہتے ہیں کہ دیکھو' اللہ کا یہ کتنا بڑا فضل ہے کہ اس نے اپنے سوا ہم کو کسی کا بندہ نہیں بنایا مگر لوگ اس کا شکر ادا نہیں کرتے اور خواہ مخواہ خود گھڑ گھڑ کر اپنے رب بناتے اور ان کی بندگی کرتے ہیں۔ پھر وہ اپنے مخاطبوں کے دین پر تنقید بھی کرتے ہیں' مگر نہایت معقولیت کے ساتھ اور دل آزاری کے ہر شائبے کے بغیر۔ بس اتنا کہنے پر اکتفا کرتے ہیں کہ یہ معبود جن میں سے کسی کو تم ان داتا' کسی کو خداوندِ نعمت' کسی کو مالکِ زمین اور کسی کو ربِّ دولت یا مختارِ صحت و مرض وغیرہ کہتے ہو' یہ سب خالی خولی نام ہی ہیں' ان ناموں کے پیچھے کوئی حقیقی ان داتائی و خداوندی اور مالکیت و ربوبیت موجود نہیں ہے۔ اصل مالک اللہ تعالیٰ ہے جسے تم بھی کائنات کا خالق و رب تسلیم کرتے ہو' اور اس نے ان میں سے کسی کے لیے بھی خداوندی اور معبودیت کی کوئی سند نہیں اتاری ہے۔ اس نے تو فرمان روائی کے سارے حقوق اور اختیارات اپنے ہی لیے مخصوص

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھے ہیں اور اس کا حکم ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو۔

۳ اس سے یہ بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے قید خانے کی زندگی کے یہ آٹھ دس سال کس طرح گزارے ہوں گے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ قرآن میں چونکہ ان کے ایک ہی وعظ کا ذکر ہے اس لیے انہوں نے صرف ایک ہی دفعہ دعوت دین کے لیے زبان کھولی تھی۔ مگر اول تو ایک پیغمبر کے متعلق یہ گمان کرنا ہی سخت بدگمانی ہے کہ وہ اپنے اصل کام سے غافل ہوگا۔ پھر جس شخص کی تبلیغی دھن کا یہ حال تھا کہ دو آدمی تعبیر خواب پوچھتے ہیں اور وہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر دین کی تبلیغ شروع کر دیتا ہے اُس کے متعلق یہ کیسے گمان کیا جا سکتا ہے کہ اس نے قید خانے کے یہ چند سال خاموش ہی گزار دیئے ہوں گے۔ ❶

ذخیرۂ قرآن و احادیث میں سے صرف یہ چند مثالیں پیش کی گئی ہیں تاکہ اندازہ لگایا جا سکے کہ اللہ کے رسول ﷺ ہر موقع سے کس طرح فائدہ اٹھا کر اپنے اصحاب کے ذہن و فکر کی تعمیر کرتے تھے اور ان کی صلاحیتوں کو پروان چڑھاتے تھے۔

❶ تفہیم القرآن: ص ۴۰۲ تا ۴۰۴.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زجر وتوبیخ

جب ہم نبی کریم ﷺ کے طریق تربیت کا مطالعہ کرتے ہیں تو سیرت پاک میں ایسی بہت سی مثالیں سامنے آتی ہیں کہ آپ ﷺ نے وقتِ ضرورت تیور بدل کر بھی بات کی اور زجر وتوبیخ سے بھی کام لیا۔ اصلاح وتربیت کی خاطر آپ ﷺ نے ترکِ تعلق بھی کیا اور اس کا حکم بھی دیا اور اس سلسلہ میں یہ اصول متعین فرما دیا:

((اَوْثَقُ عُرَی الْاِیْمَانِ اَلْمُوَالَاۃُ فِی اللّٰہِ وَالْمُعَادَاۃُ فِی اللّٰہِ وَ الْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ .))❶

''ایمان کا مضبوط ترین رستہ یہ ہے کہ اللہ کے لیے دوستی کی جائے' اللہ ہی کے لیے دشمنی کی جائے' اللہ ہی کی خاطر محبت ہو' اور اللہ ہی کی خاطر ناراضگی ہو۔''

اگر ضرورت متقاضی ہو تو اصلاح وتربیت کے لیے زجر وتوبیخ اور ترکِ تعلق بھی ایمان کی علامت اور اسلام کا منشا ہے۔

نبی کریم ﷺ حتی الامکان ملاطفت ونرمی' محبت ودل سوزی' پیار وہمدردی کے جذبات سے سرشار ہو کر نصیحت فرماتے۔ مگر جب حالات سختی اختیار کرنے کا تقاضا کرتے تو آپ سختی سے بھی کام لیتے۔ کبھی چہرے کے تیور بدل لیتے' کبھی آواز کو بلند فرما لیتے' کبھی سخت لب ولہجہ اختیار فرماتے' کبھی ترکِ کلام اور ترکِ تعلق اختیار کر لیتے' اور جب معاملہ حدود وتعزیرات کا آتا تو بلا کسی رو رعایت کے اسلامی حدود وتعزیرات بھی نافذ فرماتے۔ چنانچہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے کوئی انتقام نہیں لیا'

❶ طبرانی فی الکبیر (۱۱/ ۲۱۵) ۔ مستدرك حاکم (۲/ ۴۸۰) ۔ (حسنه' الالبانی فی الصحیحة (۱۷۲۸).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاں! مگر حدود اللہ کی پامالی پر.....اگر اللہ تعالیٰ کی حدود کو پامال کیا جاتا تو آپ ﷺ سب سے زیادہ غضب ناک ہو جاتے۔

ایک بار ایک حد کے نفاذ کے سلسلہ میں کچھ لوگ آپؐ کے پاس آئے اور (ایک فریق کی سفارش کرتے ہوئے) یہ خواہش ظاہر کی کہ اس حد کو نافذ نہ کیا جائے۔ جب آپ ﷺ نے یہ سنا تو آپ پر غصہ کے آثار طاری ہو گئے اور آپ ﷺ نے نہایت زوردار لہجہ میں فرمایا:

((اِنَّمَا اَهْلَكَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَ اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَ اَيْمَ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا .)) ❶

''تم سے پہلے لوگ اس لیے ہلاک کر دیئے گئے کہ جب ان میں سے کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تو وہ اس کو چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد جاری کرتے۔ اللہ ذوالجلال کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔''

یہ صحیح ہے کہ غصہ عام حالات میں ایک مذموم فعل ہے۔ خود قرآن و حدیث میں غصہ کی مذمت کی گئی ہے اور غصہ پی جانے کو نیکی قرار دیا گیا ہے مگر بعض حالات میں مربی و معلم کے لیے اظہار غصہ و ناراضگی ناگزیر ہو جاتا ہے اور ایک دانا و حکیم شخص کا اصل امتحان اسی میں ہے کہ وہ صبر و تحمل کی جگہ غصہ نہ کرے اور جہاں اظہار ناراضگی ضروری ہو وہاں غصہ کو نظر انداز نہ کرے۔

ترمذی نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ ایک بار ہم تقدیر کے مسئلہ پر جھگڑ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ جھگڑے کو سن کر باہر تشریف لائے۔ آپ ﷺ ہم پر اتنا ناراض ہوئے کہ آپ ﷺ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے انار کے دانے

❶ بخاري - كتاب احاديث الانبياء : باب ٥٤ (ح ٣٤٧٥)- مسلم - كتاب الحدود : باب قطع السارق الشريف وغيره (ح ١٦٨٨)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کے رخساروں پر نچوڑ دیئے گئے ہوں۔ پھر آپؐ نے فرمایا:

"کیا تم کو اسی کا حکم دیا گیا ہے؟ کیا میں اسی کی خاطر بھیجا گیا ہوں؟ تم سے پہلے لوگ بھی جب اس معاملہ میں لڑے تو ہلاکت سے نہ بچ سکے۔" ❶

آپ ﷺ نے بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں بھی مارنے کا حکم دیا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ وقت ضرورت آپ ﷺ سخت تنبیہ کو بھی ضروری سمجھتے تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مُرُوْا اَوْلَادَکُمْ بِالصَّلٰوةِ وَ هُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِیْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَیْهَا وَ هُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِیْنَ وَفَرِّقُوْا بَیْنَهُمْ فِی الْمَضَاجِعِ .)) ❷

"اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو جب کہ وہ سات سال کے ہو جائیں اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں اور نماز نہ پڑھیں تو انہیں مارو۔ اور ان کے بستر الگ کر دو۔"

مگر یہ بات ہمیشہ ملحوظ رہنی چاہیئے کہ شدت وسختی اور زجر و توبیخ اسی وقت اختیار کی جائے جب کہ محبت و پیار سے سمجھانے بجھانے کے تمام طریقے اختیار کیے جا چکے ہوں ورنہ غلط اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔

وقتِ ضرورت رسول اللہ ﷺ زجر و توبیخ سے بھی کام لیتے۔ ایک بار سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو اس کی ماں کے بارے میں طعنہ دے دیا۔ آپ ﷺ نے سخت لب و لہجہ میں ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا:

((یَا اَبَا ذَرٍّ أَعَیَّرْتَهٗ بِاُمِّهٖ اِنَّكَ امْرُؤٌ فِیْكَ جَاهِلِیَّةٌ اِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَیْدِیْكُمْ فَمَنْ كَانَ اَخُوْهُ تَحْتَ یَدِهٖ فَلْیُطْعِمْهُ مِمَّا یَأْكُلُ وَ لْیُلْبِسْهُ مِمَّا یَلْبَسُ وَ لَا تُكَلِّفُوْهُمْ

❶ ترمذی ۔ کتاب القدر : باب ماجاء من التشدید فی الخوض فی القدر (ح ۲۱۳۳) یہ حدیث اپنے شواہد کے ساتھ حسن ہے' مثلاً عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث (ابن ماجہ ح ۸۵)

❷ ابو داؤد ۔ کتاب الصلاۃ : باب متی یؤمر الغلام بالصلاۃ (ح ۴۹۵).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَایَغْلِبُهُمْ وَ اِنْ کَلَّفْتُمُوْهُمْ فَاَعِیْنُوْهُمْ .)) ❶

''کیا تو نے اس شخص کو ماں کے بارے میں عار (طعنہ) دے دیا ہے؟ (اے ابوذر) تمہارے اندر ابھی جاہلیت باقی ہے۔ یہ تمہارے بھائی ہیں جن کا اللہ نے تمہیں مالک بنایا ہے۔ جس کا بھائی اس کے دست نگر ہو اس کو چاہیے کہ اپنے کھانے میں سے اس کو کھلائے اور جو پہنے وہی اس کو پہنائے۔ ان پر ایسے کام کا بار نہ ڈالو جس کو وہ کر نہ سکتے ہوں' اور اگر تم ان پر کوئی ایسا بار ڈالو تو ان کی مدد کرو۔''

ایک بار بعض ازواجِ مطہرات نے نان و نفقہ کے سلسلہ میں دل خراش روش اپنائی تو آپ ﷺ نے ان کی اصلاح کے لیے تقریباً ایک مہینہ تک ان سے ترکِ تعلق اختیار فرمایا۔ وحی نازل ہونے کے بعد آپ ﷺ نے انہیں اختیار دیا کہ اگر وہ اس حالت میں نکاح میں رہنا پسند کریں تو ٹھیک ہے ورنہ بہتر طور پر رخصت ہو جائیں۔ اس وقت چار ازواج آپ کے نکاح میں تھیں' سب نے بخوشی آپ ﷺ کے نکاح میں رہنا پسند فرمایا۔ ❷

رسول اللہ ﷺ نے عورت کی اصلاح و تربیت کے سلسلہ میں جہاں مارنے کی اجازت دی ہے وہیں پر یہ ہدایت بھی فرمائی کہ اگر عورت تنبیہ کرنے سے بھی باز نہ آئے تو ان سے اپنے بستر الگ کر لو۔ ❸

---

❶ بخاری ۔ کتاب الایمان : باب المعاصی من امر الجاهلیة (ح ۳۰)۔ مسلم ۔ کتاب الایمان : باب اطعام المملوك مما یاکل (ح ۱٦٦۱) بخاری اور مسلم میں یہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مختصراً مروی ہے۔

❷ مسلم ۔ کتاب الطلاق : باب بیان ان تخییره امراته لایکون طلاقا الابالنیة (ح ۱٤۷۸ ' ۱٤۷۵) بقول عکرمہ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں نو بیویاں تھیں (تفسیر ابن کثیر ص ۱۰٦۰) واللہ اعلم

❸ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں کے ساتھ اچھی طرح خیر خواہی کرو۔ وہ تمہارے پاس قیدیوں کی طرح ہیں۔ اور تمہیں ان پر صحبت وغیرہ ہی کا اختیار ہے۔ اگر وہ کچھ بے حیائی کا ارتکاب کریں تو ان کے بستر الگ کر دو اور ان کو ایسا مار سکتے ہو کہ کوئی ہڈی وغیرہ نہ ٹوٹے۔ اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو انہیں مارنے اور تکلیف دینے کے بہانے نہ ڈھونڈتے رہو۔ (ترمذی۔ کتاب الرضاع : باب ماجاء فی حق المرأة علی زوجها (ح ۱۱٦۳) ۔ ابن ماجه۔ کتاب النکاح : باب حق المرأة علی الزوج (ح ۱۸۵۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تربیتی امور میں غلطیوں کی اصلاح کے چند اسلوب :

علامہ محمد صالح المنجد غلطیوں کی اصلاح کے لئے اختیار کیے جانے والے بعض مفید امور کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بعض اوقات ایک شخص کی ایسی سختی برداشت کر لی جاتی ہے جو اگر دوسروں کی طرف سے ہوتو برداشت نہیں کی جاتی' کیونکہ اس کو وہ مقام حاصل ہوتا ہے جو دوسروں کو نہیں ہوتا' یا اس کو وہ اختیار حاصل ہوتا ہے جو دوسروں کو حاصل نہیں ہوتا۔ مثلاً: باپ کو بیٹے پر' استاد کو شاگرد پر' محتسب کو عام آدمی پر وہ اختیار حاصل ہے جو دوسروں کو نہیں ہے۔ اپنے سے بڑی عمر والے سے اس انداز سے بات نہیں کی جاتی جس طرح ہم عمر سے یا چھوٹے سے کی جاتی ہے۔ رشتہ دار اور اجنبی برابر نہیں۔ صاحب اختیار کی حالت وہ نہیں ہے جو اختیار نہ رکھنے والے کی ہے۔ اس فرق کو پیش نظر رکھ کر اصلاح کرنے والا ہر چیز کو اس کے مقام پر رکھ سکتا ہے اور معاملات کو صحیح طور پر پرکھ سکتا ہے' تاکہ غلطی سے منع کرنے یا اصلاح کرنے کی کوشش میں اس سے بڑی غلطی پیدا نہ ہو جائے۔ تنبیہ کس درجہ کی ہو اور اس میں سختی یا نرمی کا کیا معیار رکھا جائے' اس کا دارومدار اس بات پر ہے کہ غلطی کتنی بڑی ہے اور غلطی کرنے والے کے دل میں منع کرنے والے کا کیا مقام اور کس درجہ کا رعب ودبدبہ ہے۔''

مذکورہ بالا تفصیل سے دو امور مستنبط ہوتے ہیں:

اوّل:...... جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے کوئی مقام ومرتبہ اور اقتدار واختیار عطا فرمایا ہے اس کا فرض ہے کہ اس سے فائدہ اٹھا کر امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور لوگوں کی تربیت کا کام انجام دے اور اس بات کا احساس کرے کہ اس کی ذمہ داری بہت بڑی ہے' اور لوگ دوسروں کی نسبت اس کی بات زیادہ مان سکتے ہیں' اور وہ جو کچھ کر سکتا ہے دوسرے لوگ نہیں کر سکتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوم:...... امر ونہی کا فریضہ انجام دینے والے کو چاہئے کہ اپنے مقام کا غلط اندازہ نہ لگائے' اور خود کو اپنے حقیقی مقام سے بلند تر مقام پر رکھ کر اس انداز سے کام نہ کرے جو اس کے لئے مناسب نہیں' کیونکہ اس طرح لوگ اس سے دور ہٹیں گے اور اصل مقصد کے حصول میں رکاوٹ پیدا ہوگی۔

جناب رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جس عظیم مقام سے سرفراز فرمایا تھا اور عام لوگوں کے دلوں میں آپ کی جو ہیبت عطا فرمائی تھی رسول اللہ ﷺ تنبیہ اور تربیت میں اس سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ اور بعض اوقات آپ کا طرزِ عمل ایسا ہوتا تھا کہ اگر کوئی اور شخص وہ انداز اختیار کرے تو اس سے صحیح فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس کی ایک مثال پیش خدمت ہے:

سیدنا یعیش بن طہفہ غفاری نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' انہوں فرمایا: جو نادار حضرات نبی اکرم ﷺ کے مہمان ہوا کرتے تھے (ایک بار) ان میں (شامل ہو کر) میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ہاں مہمان ہوا۔ نبی کریم ﷺ رات کو اپنے مہمانوں کی دیکھ بھال کی غرض سے تشریف لائے تو مجھے پیٹ کے بل لیٹے دیکھا۔ رسول رحمت ﷺ نے مجھے قدم مبارک سے ٹھوکا دیا اور فرمایا:

''اس انداز سے نہ لیٹو۔ اللہ تعالیٰ اس انداز سے لیٹنے کو ناپسند فرماتے ہیں۔''

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ قدم مبارک سے ٹھوکا دے کر جگایا اور فرمایا:

''یہ اہل جہنم کا لیٹنے کا انداز ہے۔'' ❶

نبی اکرم ﷺ کے مقام ومرتبہ کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ کے لئے تو اس انداز سے تنبیہ کرنا بالکل مناسب تھا' لیکن عام آدمی کے لئے اسے اختیار کرنا قطعاً مناسب نہیں۔ یعنی

---

❶ سنن الترمذی ۔ کتاب الادب : باب ماجاء فی کراھیة الاضطجاع علی البطن ح ۲۷٦۸۔ و سنن ابی داؤد ۔ کتاب الادب : ابتداء میں' ح ۵۰٤۰۔ و مسند احمد ۲/ ۲۸۷ والفتح الربانی ١٤/ ۲٤٤۔۲٤۵ .

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر کوئی شخص اپنے بھائی کو پیٹ کے بل سوئے ہوئے دیکھتا ہے تو یہ درست نہیں کہ اسے پاؤں کی ٹھوکر مار کر جگا دے اور پھر یہ امید رکھے کہ وہ اس کی بات مان لے گا اور شکریہ بھی ادا کرے گا۔ ❶

❶ اس سے ملتی جلتی مثال غلطی کرنے والے کو پیٹنا یا اسے کنکری مارنا ہے۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ نے ایسا کیا ہے۔ ان سب کا دارومدار تنبیہ کرنے والے کے مقام و مرتبہ پر ہے۔ یہاں چند مثالیں ذکر کی جاتی ہیں:

سیدنا سلیمان بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مدینہ میں ایک آدمی آیا۔ اس کا نام صبیغ تھا۔ وہ قرآن مجید کی متشابہ آیات کے بارے میں سوالات کرنے لگا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کھجور کی چھڑیاں منگوائیں اور اس شخص کو طلب فرما لیا۔ آپ نے فرمایا: تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں اللہ کا بندہ صبیغ ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک چھڑی لے کر اسے پیٹا اور فرمایا: میں اللہ کا بندہ عمر ہوں۔ آپ نے اسے اتنا پیٹا کہ اس کے سر سے خون نکل آیا۔ تب اس نے کہا: امیرالمومنین ! بس کریں، میرے سر کی بیماری دُور ہو گئی ہے۔ (سنن دارمی، تحقیق عبداللہ بن ھاشم یمانی ١/ ٥١۔ حدیث ١٤٦)۔

سیدنا ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ مدائن میں تھے۔ آپ نے پانی طلب فرمایا۔ ایک کسان چاندی کے برتن میں پانی لے آیا۔ آپ نے پیالہ اس کے منہ پر دے مارا۔ پھر فرمایا: میں نے اسے اس لیے دے مارا کہ میں نے اسے اس سے منع کیا تھا مگر یہ باز نہیں آیا، جبکہ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں باریک اور موٹا ریشم پہننے سے اور سونے چاندی کے برتنوں میں پینے سے منع کیا تھا اور فرمایا تھا کہ "یہ دنیا میں ان (کافروں) کے لیے ہیں اور آخرت میں ہمارے لیے۔" (صحیح البخاری کتاب الاشربة باب الشرب فی آنیة الفضة (ح ٥٦٣٢)

مسند احمد کی روایت میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا یہ واقعہ ان الفاظ میں آیا ہے: میں سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کہیں باہر نکلا تو آپ نے پانی طلب فرمایا۔ ایک کسان چاندی کے برتن میں پانی لے آیا۔ آپ نے برتن اس کے منہ پر دے مارا۔ ابن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں: ہم نے ایک دوسرے سے کہا: خاموش رہو۔ اگر سوال کیا تو آپ ہمیں بات نہیں بتائیں گے۔ کچھ دیر کے بعد آپ نے فرمایا: جانتے ہو میں نے پیالہ اس کے منہ پر کیوں دے مارا تھا؟ ہم نے کہا: جی نہیں۔ فرمایا: میں نے اسے منع کیا تھا (لیکن اس نے پھر یہی حرکت کی)۔ اور فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے "سونے کے برتنوں میں نہ پیا کرو۔" سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث ان الفاظ میں مروی ہے: "سونے یا چاندی کے برتن میں نہ پیو، نہ باریک یا موٹا ریشم پہنو، یہ چیزیں دنیا میں ان (کافروں) کے لئے ہیں اور آخرت میں تمہارے لئے۔" (مسند احمد ٥/ ٣٩٦) ⇦⇦

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم دیکھتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اپنے خاص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کسی اعرابی یا اجنبی کی نسبت زیادہ سختی سے تنبیہہ فرماتے تھے۔ اور یہ سب کچھ حکمت میں شامل ہے' اور تنبیہہ کرتے وقت حالات کا صحیح اندازہ کرنے کی مثال ہے۔

⇦⇦ امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ سیدنا سیرین رحمہ اللہ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مکاتبت کی درخواست کی۔ سیدنا انسؓ صاحب ثروت تھے' تاہم انہوں نے یہ درخواست قبول نہ کی۔ سیرینؒ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو جا بتایا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا انس سے فرمایا: اس سے مکاتبت کرلو۔ انس رضی اللہ عنہ نے انکار کیا' تو عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کوڑا مارا' اور یہ آیت پڑھی: ﴿فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا﴾ ''اگر تمہیں ان غلاموں میں خیر نظر آئے تو ان سے مکاتبت کرلیا کرو۔'' چنانچہ انس رضی اللہ عنہ نے مکاتبت کرلی۔

(فتح الباری ٥/ ١٨٤)

امام نسائی رحمہ اللہ نے روایت کی ہے کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے' اچانک مروان رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا ان کے سامنے سے گزرنے لگا۔ انہوں نے (اشارے سے) روکا' وہ نہ رکا' انہوں نے اسے مارا۔ بچہ رونے لگا اور مروان رضی اللہ عنہ کو جا کر بتایا۔ مروانؒ نے ابوسعیدؓ سے کہا: آپ نے اپنے بھتیجے کو کیوں مارا؟ انہوں نے فرمایا: میں نے اسے نہیں مارا' میں نے شیطان کو مارا ہے۔ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''جب کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور اس کے سامنے سے کوئی انسان گزرنا چاہے تو جہاں تک ہو سکے اسے روکے' اگر نہ رکے تو اس سے لڑے' وہ شیطان ہے۔'' (سنن النسائی' کتاب القسامة باب ٤٧ ح ٤٨٧٧) علامہ البانی نے حدیث کو صحیح کہا ہے' ملاحظہ ہو صحیح سنن النسائی ح ٤٥١٨۔

ابوالنضر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ٹانگ میں تکلیف تھی۔ وہ ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر لیٹ گئے۔ ان کے بھائی تشریف لائے' (انہیں اس طرح لیٹے دیکھا تو) ان کی دکھتی ٹانگ پر ہاتھ مارا جس سے انہیں تکلیف ہوئی۔ انہوں نے کہا: ''آپ نے میری ٹانگ کو تکلیف پہنچائی ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں تھا کہ یہ دکھتی ہے؟'' فرمایا: ''ہاں'' (معلوم تھا)۔ انہوں نے کہا: ''پھر آپ نے ایسا کیوں کیا؟'' انہوں نے فرمایا: ''کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس (طرح لیٹنے) سے منع فرمایا ہے۔'' (مسند احمد ٣/ ٤٢)

ابوزبیر مکی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے سے اس کی بہن کا رشتہ مانگا۔ لڑکی کے بھائی نے (بات چیت کے دوران) ذکر کر دیا کہ لڑکی سے ناجائز تعلق کی غلطی سرزد ہو چکی ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو انہوں نے اس شخص (لڑکی کے بھائی) کو پیٹا' یا سختی سے سرزنش کی اور فرمایا: تو نے یہ بات کیوں بتائی؟ (موطا امام مالک' حدیث ١٥٥٣' روایت ابومصعب زهری) ⇦⇦

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاہل کو تعلیم دینے کی ضرورت ہوتی ہے' جسے کوئی شبہ یا غلط فہمی ہو اسے مسئلہ کی وضاحت کی ضرورت ہوتی ہے' غافل کو یاد دہانی چاہیے' اور غلطی پر اصرار کرنے والے کو نصیحت کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ کسی طرح بھی درست قرار نہیں دیا جا سکتا کہ مسئلہ سے واقف اور ناواقف کو ایک ہی انداز سے تنبیہہ کی جائے۔ بلکہ جاہل پر سختی کرنے سے عام طور پر اس کے دل میں نفرت اور انکار کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن اگر پہلے حکمت کے ساتھ نرمی سے سمجھایا جائے تو ایسا نہیں ہوتا۔ مسئلہ سے ناواقف شخص اپنے آپ کو غلطی پر تصور نہیں کر رہا ہوتا' لہٰذا جب اس پر تنقید کی جاتی ہے تو وہ گویا زبانِ حال سے کہہ رہا ہوتا ہے: بھائی! مجھ پر حملہ کرنے سے پہلے آپ نے مجھے مسئلہ تو بتایا ہوتا۔

بعض اوقات غلطی کرنے والا غیر شعوری طور پر درست راہ سے ہٹ گیا ہوتا ہے۔ بلکہ

⇦ ابو اسحاق رحمہ اللہ نے فرمایا: میں بڑی مسجد میں سیدنا اسود بن یزید کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ ہمارے ساتھ امام شعبی رحمہ اللہ بھی تھے۔ شعبی نے سیدہ فاطمہ بنت قیس (رضی اللہ عنہا) والی حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے رہائش اور خرچ نہیں دلوایا تھا۔ سیدنا اسود نے کچھ کنکریاں پکڑ کر شعبی کو ماریں اور فرمایا: تم یہ حدیث بیان کرتے ہو حالانکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: ہم ایک عورت کی وجہ سے اللہ کی کتاب اور اپنے نبی کی سنت نہیں چھوڑ سکتے۔ معلوم نہیں' اس خاتون کو واقعہ یاد بھی رہا ہے یا نہیں۔ بلکہ (تین طلاق والی) عورت کو (عدت کے دوران) رہائش اور خرچ ملے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ ﴿لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ مُّبَيِّنَةٍ ..... ﴾ ''عورتوں کو ان کے گھروں سے مت نکالو' نہ وہ خود نکلیں' الا یہ کہ وہ واضح بے حیائی کی مرتکب ہوں۔''

(صحیح مسلم ۔ کتاب الطلاق : باب المطلقة ثلاثًا لا نفقة لها' (ح ۱٤٨٠)

امام ابوداؤد نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ دو آدمی کندہ کے دروازوں کی طرف سے آئے۔ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ ایک حلقہ میں تشریف فرما تھے۔ ان دونوں آدمیوں نے کہا: ہے کوئی شخص جو ہمارے درمیان فیصلہ کرے؟ حلقہ میں موجود ایک شخص بولا: ''میں کرتا ہوں۔'' سیدنا ابو مسعودؓ نے ہاتھ میں کنکریاں پکڑ کر اسے دے ماریں اور فرمایا: ''رُک جاؤ! صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس طرح جلدی سے منصف بن جانا پسند نہیں کرتے تھے۔'' (سنن ابوداؤد ۔ کتاب الاقضیه : باب فی طلب القضاء والتسرع الیه (ح ۳۵۷۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض اوقات وہ خود کو صحیح راستے پر تصور کر رہا ہوتا ہے۔ لہٰذا اس چیز کا لحاظ رکھا جانا چاہیے۔

مسند احمد میں سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے کھانا تناول فرمایا۔ پھر نماز کی اقامت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپؐ نے اس سے پہلے وضوء کیا ہوا تھا' لیکن میں (دوبارہ) وضو کے لئے پانی لے آیا۔ نبی کریم ﷺ نے مجھے جھڑک دیا۔ فرمایا: ''پیچھے رہو۔'' مجھے اس سے بہت تکلیف ہوئی۔ نماز کے بعد میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات بتائی۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! مغیرہ رضی اللہ عنہ آپ کی سرزنش کی وجہ سے بہت دلگیر ہیں۔ وہ ڈر رہے ہیں کہ آپ کے دل میں ان سے ناراضگی تو نہیں۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''میرے دل میں تو اس کے لئے اچھے جذبات ہی ہیں' لیکن وہ میرے پاس وضوء کے لئے پانی لے آیا تھا' حالانکہ میں نے صرف کھانا کھایا تھا۔ اگر میں وضوء کرتا تو میری اتباع میں سب لوگ (کھانا کھا کر) وضوء کیا کرتے (جس سے اُمت کے لئے مشقت ہوتی)۔''❶

یہاں یہ امر ملحوظ رہنا چاہئے کہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس عظیم مقام پر فائز تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے انہیں غلطی پر متنبہ کرنے سے ان کے دلوں میں کوئی ناپسندیدگی یا ذہنی بُعد جیسے منفی اثرات پیدا ہونے کا کوئی خدشہ نہیں ہوتا تھا بلکہ اس کا ان پر مثبت اثر ہوتا تھا۔ چنانچہ اگر رسول اللہ ﷺ ان میں سے کسی سے عدم التفات کا اظہار فرماتے تھے تو وہ اپنے آپ کو قصور وار تصور کرتا اور ڈرا سہا رہتا تھا۔ وہ اُس وقت تک بہت پریشان رہتا تھا جب تک اسے یقین نہ ہو جاتا کہ نبی کریم ﷺ کی ناراضگی دُور ہو چکی ہے۔

اس واقعہ میں یہ بات بھی توجہ کے قابل ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جب مغیرہ رضی اللہ عنہ پر عتاب فرمایا تو اس کی وجہ سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت سے ناراضگی نہیں' بلکہ رسول اللہ ﷺ کی عام مسلمانوں پر شفقت اور مسئلہ کی وضاحت تھی' تاکہ وہ غیر واجب کو واجب سمجھ کر مشکل میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

---

❶ مسند احمد ٤/ ٢٥٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاگرد اور پیروکار کے دل میں استاد اور قائد کا مقام بہت بلند ہوتا ہے' لہٰذا جب وہ کسی شاگرد یا پیروکار کو تنبیہ کرتا ہے یا اس کے کسی کام کو غلط قرار دیتا ہے تو اس کے دل میں اس کا بہت اثر ہوتا ہے۔ بعض اوقات تربیت کا فریضہ انجام دینے والا شخص عام لوگوں کے فائدہ کے پیش نظر اپنے کسی ساتھی کو تنبیہ کرتا ہے اور مقصود دوسرے لوگوں سے متعلق کوئی مصلحت ہوتی ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کے دل میں منفی اثر باقی رہنے دیا جائے بلکہ دوسرے طریقوں سے اس کا تدارک ہونا چاہیے' تاکہ وہ اثر ختم ہو جائے۔ مثلاً: پیروکار کسی مناسب طریقے سے اپنے جذبات کا اظہار کر سکتا ہے اگرچہ کسی کے واسطہ سے ہی ہو۔ جیسے سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ اپنے جذبات نبی کریم ﷺ تک پہنچائے۔ اس کے جواب میں قائد کی طرف سے مؤقف کی وضاحت کر کے یہ واضح کیا جانا چاہیے کہ وہ اس سے حسن ظن رکھتا ہے اور اس کے دل میں اس کا ایک مقام ہے۔ [1]

سیدنا کعب بن مالک' ہلال بن امیہ' مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہم جب کسی عذر شرعی کے بغیر غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہو سکے تو رسول اللہ ﷺ نے جس طرح سخت نوٹس لیا وہ تاریخ اسلام کا ایک اہم واقعہ ہے اور اصلاح و تربیت کرنے والوں کے لیے ایک نمونہ عمل! اس واقعہ کو کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی زبانی سنیے اور غور کیجئے کہ نبی کریم ﷺ اصلاح و تربیت کی خاطر کبھی کبھی کتنا سخت نوٹس لیتے تھے۔

سیدنا کعب رضی اللہ عنہ بن مالک فرماتے ہیں:

''غزوۂ تبوک کی تیاری کے زمانے میں نبی ﷺ جب کبھی مسلمانوں سے شرکت جنگ کی اپیل کرتے تھے' میں اپنے دل میں ارادہ کر لیتا تھا کہ چلنے کی تیاری کروں گا مگر پھر واپس آ کر سستی کر جاتا تھا اور کہتا تھا کہ ابھی کیا ہے جب چلنے کا وقت آئے گا تو تیار ہوتے کیا دیر لگتی ہے۔ اس طرح بات ٹلتی رہی۔ یہاں تک کہ لشکر کی روانگی کا وقت آ گیا اور میں تیار نہ تھا۔ میں نے دل میں کہا کہ لشکر کو چلنے دو' میں ایک دو روز بعد راستہ ہی میں اس سے جا ملوں

---

[1] غلطیوں کی اصلاح کا نبوی طریق کار: ص۴۲' ۴۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گا' مگر پھر وہی سستی مانع ہوئی' حتیٰ کہ وقت نکل گیا۔

اس زمانہ میں جبکہ میں مدینہ میں رہا' میرا دل یہ دیکھ دیکھ کر بے حد کڑھتا تھا کہ میں جن لوگوں کے ساتھ پیچھے رہ گیا ہوں وہ یا تو منافق ہیں یا وہ ضعیف اور مجبور لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے معذور رکھا ہے۔

جب نبی کریم ﷺ تبوک سے واپس تشریف لائے تو حسب معمول آپ نے پہلے مسجد میں آ کر دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر لوگوں سے ملاقات کے لیے بیٹھے۔ اس مجلس میں منافقین نے آ آ کر اپنے عذرات لمبی چوڑی قسموں کے ساتھ پیش کرنے شروع کیے۔ یہ ۸۰ سے زیادہ آدمی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے ایک ایک کی بناوٹی باتیں سنیں۔ ان کے ظاہری عذرات کو قبول کر لیا اور ان کے باطن کو اللہ پر چھوڑ کر فرمایا: ''اللہ تمہیں معاف کرے۔'' پھر میری باری آئی۔ میں نے بڑھ کر سلام کیا۔ آپ میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: ''تشریف لائیے! آپ کو کس چیز نے روکا تھا؟'' میں نے عرض کیا: ''اللہ کی قسم! اگر میں اہل دنیا میں سے کسی کے سامنے حاضر ہوا ہوتا تو ضرور کوئی نہ کوئی بات (عذر یا بہانہ) بنا کر اس کو راضی کرنے کی کوشش کرتا۔ باتیں بنانی تو مجھے بھی آتی ہیں۔ مگر میں آپ ﷺ کے متعلق یقین رکھتا ہوں کہ اگر اس وقت کوئی جھوٹا عذر پیش کر کے میں نے آپ ﷺ کو راضی کر بھی لیا تو اللہ ضرور آپ کو مجھ سے پھر ناراض کر دے گا۔ البتہ اگر سچ کہوں تو چاہے آپ ﷺ ناراض ہی کیوں نہ ہوں' مجھے امید ہے کہ اللہ میرے لیے معافی کی کوئی صورت پیدا فرما دے گا۔ واقعہ یہ ہے کہ میرے پاس کوئی عذر نہیں ہے جسے پیش کر سکوں' میں جانے پر پوری طرح قادر تھا۔'' اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ شخص ہے جس نے سچی بات کہی۔ اچھا' اُٹھ جاؤ اور انتظار کرو' یہاں تک کہ اللہ تمہارے معاملہ میں کوئی فیصلہ کرے۔''

میں اُٹھا اور اپنے قبیلہ کے لوگوں میں جا بیٹھا۔ یہاں سب کے سب میرے پیچھے پڑ گئے اور مجھے بہت ملامت کی کہ تو نے کوئی عذر کیوں نہ پیش کر دیا۔ یہ باتیں سن کر میرا نفس بھی کچھ آمادہ ہونے لگا کہ پھر حاضر ہو کر کوئی بات بنا دوں۔ مگر جب مجھے معلوم ہوا کہ دو اور صالح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمیوں (مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہما) نے بھی وہی سچی بات کہی جو میں نے کہی ہے' تو مجھے تسکین ہوگئی اور میں اپنی سچائی پر جما رہا۔

اس کے بعد نبی ﷺ نے عام حکم دے دیا کہ ہم تینوں آدمیوں سے کوئی بات نہ کرے۔ وہ دونوں تو گھر بیٹھ گئے مگر میں گھر سے نکلتا تھا' جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا تھا' بازاروں میں چلتا پھرتا تھا اور کوئی مجھ سے بات نہ کرتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سرزمین بالکل بدل گئی ہے۔ میں یہاں اجنبی ہوں اور اس بستی میں کوئی بھی میرا واقف کار نہیں (کہ جس سے میں کوئی بات کرسکوں اور دلی دکھ درد کی بات کہہ سکوں)۔ مسجد میں نماز کے لیے جاتا تو حسبِ معمول نبی ﷺ کو سلام کرتا مگر بس انتظار ہی کرتا رہ جاتا کہ جواب کے لیے آپ کے ہونٹ مبارک جنبش کریں۔ نماز میں نظریں چرا کر رسولِ رحمت ﷺ کو دیکھتا تھا کہ آپ کی نگاہیں مجھ پر کیسی پڑتی ہیں۔ مگر وہاں حال یہ تھا کہ جب تک میں نماز پڑھتا آپ ﷺ میری طرف دیکھتے رہتے اور جونہی میں سلام پھیرتا آپ میری طرف سے نظر ہٹا لیتے۔

ایک روز میں گھبرا کر اپنے چچازاد بھائی اور بچپن کے یار ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان کے باغ کی دیوار پر چڑھ کر انہیں سلام کیا مگر اس اللہ کے بندے نے سلام کا جواب تک نہ دیا۔ میں نے کہا: ''ابوقتادہ رضی اللہ عنہ! میں تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت نہیں رکھتا؟'' وہ خاموش رہے۔ میں نے پھر پوچھا۔ وہ پھر خاموش رہے۔ تیسری مرتبہ جب میں نے قسم دے کر یہی سوال کیا تو انھوں نے بس اتنا کہا کہ ''اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتا ہے۔'' اس پر میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور میں دیوار سے اتر آیا۔ انہی دنوں ایک دفعہ میں بازار سے گذر رہا تھا کہ شام کے قبطیوں میں سے ایک شخص مجھے ملا اور اس نے غسان کے بادشاہ کا خط ریشم میں لپٹا ہوا مجھے دیا۔ میں نے کھول کر پڑھا تو اس میں لکھا تھا کہ:

''ہم نے سنا ہے تمہارے صاحب (محمد ﷺ) نے تم پر ستم توڑ رکھا ہے' تم کوئی ذلیل آدمی نہیں ہو' نہ اس لائق ہو کہ تمہیں ضائع کیا جائے۔ ہمارے پاس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ جاؤ۔ ہم تمہاری قدر کریں گے۔"

میں نے کہا: یہ ایک اور بلا نازل ہوئی اور اسی وقت اس خط کو (نفرت و حقارت سے) چولہے میں جھونک دیا۔ چالیس دن اس حالت میں گزر چکے تھے کہ نبی ﷺ کا قاصد حکم لے کر آیا کہ اپنی بیوی سے بھی علیحدہ ہو جاؤ۔ میں نے پوچھا "کیا طلاق دے دوں؟" جواب ملا۔ "نہیں۔ بس الگ رہو۔" چنانچہ میں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ تم اپنے میکے چلی جاؤ اور انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ اس معاملہ کا فیصلہ کر دے۔"

پچاسویں دن صبح کی نماز کے بعد میں اپنے مکان کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا اور اپنی جان سے بیزار ہو رہا تھا کہ یکا یک کسی شخص نے پکار کر کہا: "مبارک ہو کعب بن مالک رضی اللہ عنہ مبارک ہو!" میں یہ سنتے ہی سجدہ میں گر گیا اور میں نے جان لیا کہ میری معافی کا حکم ہو گیا ہے۔ پھر فوج در فوج لوگ بھاگے چلے آ رہے تھے اور ہر ایک دوسرے سے پہلے پہنچ کر مجھ کو مبارک باد دے رہا تھا۔ کہ تیری توبہ قبول ہو گئی۔ میں اٹھا اور سیدھا مسجد نبوی کی طرف چلا۔ دیکھا کہ نبی ﷺ کا چہرہ خوشی سے دمک رہا ہے۔ میں نے سلام کیا تو فرمایا: "تجھے مبارک ہو، یہ دن تیری زندگی میں سب سے بہتر دن ہے۔" میں نے پوچھا: "یہ معافی آپ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے"؟ فرمایا: "اللہ کی طرف سے۔" میں نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسول ﷺ! میری توبہ میں یہ بھی شامل ہے کہ میں اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں صدقہ کر دوں۔" فرمایا: "کچھ رہنے دو کہ یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔" میں نے اس ارشاد کے مطابق اپنا خیبر کا حصہ رکھ لیا۔ باقی سب صدقہ کر دیا۔ پھر میں نے اللہ سے عہد کیا کہ جس راست گفتاری کے صلے میں اللہ نے مجھے معافی دی ہے اس پر تمام عمر قائم رہوں گا۔ چنانچہ آج تک میں نے کوئی بات جان بوجھ کر خلافِ واقعہ نہیں کہی۔ اور اللہ سے اُمید رکھتا ہوں کہ آئندہ بھی اس سے بچائے گا۔" ❶

---

❶ بخاري - كتاب المغازي : باب حديث كعب بن مالك رضي الله عنه (ح ٤٤١٨)۔ مسلم - كتاب التوبة : باب حديث كعب بن مالك و صاحبه رضي الله عنهم (ح ٢٧٦٩).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحسین و ہمت افزائی

نبی کریم ﷺ فضائلِ اخلاق کی تعمیر، رزائل کی بیخ کنی اور مختلف تعمیری صلاحیتوں کو نشوونما دینے کے لیے جہاں اوصافِ حمیدہ اختیار کرنے اور رزائل سے اجتناب کرنے کی تلقین فرماتے وہیں آپ پسندیدہ کاموں پر صحابہ رضی اللہ عنہم کی ہمت افزائی بھی فرماتے۔ اُن کو داد و تحسین سے نوازتے۔ جس کی وجہ سے اچھے کاموں پر انہیں استحکام حاصل ہوتا۔ راہِ حق میں پیش آنے والی تلخیوں میں چاشنی محسوس ہوتی۔

دورِ ابتلاء و آزمائش میں آپ کا گزر سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور ان کے گھر والوں کے پاس سے ہوا۔ وہ کفار کی اذیتوں کا نشانہ بنے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس کربناک عالم میں دیکھا تو ان کی دلجوئی اور ہمت افزائی کرتے ہوئے فرمایا:

((اَبْشِرُوْا آلَ یَاسِر فَاِنَّ مَوْعِدَکُمُ الْجَنَّةُ .)) ❶

''اے یاسر کے خاندان والو! تمہیں خوشخبری ہو، تمہارے لیے جنت کا وعدہ ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کے یہ الفاظ خاندانِ یاسر رضی اللہ عنہ کے زخموں کے لیے مرہم ثابت ہوئے ہوں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی زبان سے اپنے بارے میں کلماتِ خیر سننے کے بعد یقیناً کفار کی ایذا رسانیوں میں بھی انہوں نے ایک خاص قسم کی لذت محسوس کی ہوگی۔

غزوۂ تبوک جن سخت حالات میں پیش آیا اس کا اندازہ آپ کو اچھی طرح ہے۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے انفاق و ایثار کی اپیل کی تو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار دینار پیش کیے۔ اللہ کے رسول ﷺ ان دیناروں کو اچھالتے جاتے اور فرماتے جاتے:

---

❶ حاکم (۳/ ۳۸۸-۳۸۹) - مجمع الزوائد (۹/ ۲۹۳) بحوالہ طبرانی.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ .)) ❶

''آج کے بعد عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو کوئی گناہ نقصان نہیں پہنچائے گا۔''

اس موقع پر سب سے زیادہ ایثار اس غریب محنت کش انصاری نے کیا جس نے دن بھر پانی کھینچ کھینچ کر چار سیر چھوہارے کمائے اور دو سیر چھوہارے اہل و عیال کے لیے رکھ کر دو سیر آپ ﷺ کی خدمت میں لا حاضر کیے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے جذبہ ایثار کی قدر کرتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی کی اور فرمایا:

((اِنْثِرُوْهُ فِي الصَّدَقَاتِ .)) ❷

''ان چھوہاروں کو قیمتی مالوں کے ڈھیر پر بکھیر دو۔''

رسول رحمت ﷺ نے عبدالقیس کے اشج کی تحسین ہمت افزائی اور تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

((اِنَّ فِيْكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ الْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ .)) ❸

''تجھ میں دو خصلتیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے ایک تو عقلمندی دوسری سہولت اور اطمینان' جلدی نہ کرنا۔''

کسی کے اندر کوئی خوبی ہو تو اس کو نمایاں کرنا اور اس کا اظہار کرنا حقیقت سے قریب رہتے ہوئے۔ تا کہ وہ ان خوبیوں اور خصائل پر قائم رہے اور ان کی حفاظت کرے۔ لیکن یہ خیال بھی رہے کہ اس سلسلے میں مبالغہ آرائی اور رنگ آمیزی سے بچا جائے۔ کیونکہ اس سے ریا کاری اور تکبر پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

❶ ترمذی ۔ کتاب المناقب : باب فی عد عثمان تسمیته شهیدا و تجهیزه جیش العسرة (ح ۳۷۰۰' ۳۷۰۱)۔ تفسیر ابن کثیر (ص ۶۲۳)۔ تفسیر طبری (۱۴/ ۳۸۴) ۔ مسند احمد ۵/ ۶۳) صحیح حسن .

❷ طبرانی فی الکبیر (۴/ ۵۲)۔ مجمع الزوائد (۷/ ۳۳)۔ اس کی سند راوی کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے۔ لیکن صحیح بخاری کی حدیث (۴۶۶۸) اس کی شاہد ہے۔ واللہ اعلم

❸ صحیح مسلم ۔ کتاب الایمان: باب الامر بالایمان باللہ تعالی و رسوله ﷺ (ح ۱۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں دوسرے شخص کی تعریف کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری بربادی ہو، تو نے اپنے بھائی کی گردن توڑ دی۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کسی نے کسی کی تعریف کرنی ہی ہے تو یہ کہو کہ میں یہ سمجھتا ہوں اور اللہ کافی ہے (یعنی اس معاملہ کو بہتر اور ٹھیک تو اللہ ہی جانتا ہے) اور میں یہ نہیں کہتا کہ وہ اللہ کے نزدیک بھی ایسا ہی ہے۔ اگر وہ واقعی اس کے بارے میں جانتا ہے۔'' ❶

❶ بخاری ـ کتاب الشهادات : باب اذا زكى رجل......... (ح ٢٦٦٢)۔ مسلم ـ كتاب الزهد : باب النهى عن المدح (ح ٣٠٠٠).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشارات وغیرہ سے اپنی باتوں کو واضح کرنا

مخاطب کو اچھی طرح سمجھانے اور اپنی بات کو واضح کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ بسا اوقات ہاتھ کے اشاروں سے مدد لیتے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے کچھ خطوط کھینچتے اور ان کے ذریعہ اپنی بات کو واضح کرتے۔ اس طرح سے حاضرین کے ذہن آسانی سے ان تصورات کو قبول کر لیتے جو آپ ﷺ ان کو ذہن نشین کرانا چاہتے تھے۔ دیکھا گیا ہے کہ جب کوئی سمجھانے والا ہاتھ کے اشارہ سے یا خطوط کی مدد سے اپنی بات سمجھاتا ہے تو وہ حاضرین کے ذہن میں نقش ہو جاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنے طریقہ تعلیم و تربیت میں اس بات کو خاص طور پر ملحوظ رکھتے تھے کہ اگر کوئی اہم بات ہوتی یا صرف زبانی سمجھانا مشکل ہوتا تو آپ ﷺ مختلف طریقوں سے اس کی وضاحت فرماتے۔ کبھی آپ ﷺ ہاتھ کے اشارے سے اپنی بات کو اس طرح مخاطب کے ذہن میں اتارتے کہ بات کا مالہ و ماعلیہ اس پر پوری طرح واضح ہو جاتا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے سہل رضی اللہ عنہ بن الساعدی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَنَا وَ کَافِلُ الْیَتِیْمِ فِی الْجَنَّۃِ کَھَاتَیْنِ. وَ اَشَارَ بِاالسَّبَّابَۃِ وَ الْوُسْطٰی.)) ❶

”میں اور یتیم کی کفالت کرنے والے جنت میں ان دونوں انگلیوں کی طرح ہوں گے۔“ یہ کہتے ہوئے آپ ﷺ نے درمیانی اور شہادت والی انگلی سے اشارہ فرمایا۔“

❶ بخاری ۔ کتاب الطلاق : باب اللعان (ح ٥٣٠٤)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غور کیجیے! جب اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی شہادت اور بیچ کی انگلی اٹھا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ فرمایا ہوگا کہ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں ان دونوں انگلیوں کی طرح ہوں گے۔ یعنی ایک دوسرے سے بالکل قریب ہوں گے۔ دونوں کے درمیان کوئی حائل نہ ہوگا' تو وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جو حصولِ جنت کے لیے اپنی دنیا تک داؤ پر لگائے ہوئے تھے' اور رسول اللہ ﷺ کا قرب ان کے لیے ہر نعمت سے زیادہ قیمتی تھا تو کیا اس ارشاد اور اشارے کے بعد ہر صحابی کے دل میں یہ عزم پیدا نہیں ہوا ہوگا کہ مجھے یتیم کی کفالت کر کے اس نعمت کو ضرور حاصل کرنا چاہیے۔

ایک بار سیدنا سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ نے اللہ کے رسول ﷺ سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ ارشاد فرمایئے کہ آپ ﷺ کی نظر میں میرے لیے کون سی چیز زیادہ خطرناک ہے؟ تو نبی کریم ﷺ نے اپنی زبان کو پکڑ کر فرمایا: ''یہ۔'' ❶

آپ ﷺ نے سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ کو زبان کی خطرناکی کی جانب مؤثر انداز میں متوجہ کیا۔ اگر زبان پر آدمی قابو نہ رکھ سکے' اس کو بے احتیاطی سے نہ بچا سکے تو یہ انسان کے لیے سب سے زیادہ بربادی و ہلاکت کا سبب بن جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے زبان کو پکڑ کر جہاں اس بات کی وضاحت کر دی کہ مجھے زبان کی بے احتیاطی کے استعمال سے سب سے زیادہ خطرہ محسوس ہوتا ہے وہیں آپ ﷺ نے زبان کو پکڑ کر مخاطب کے ذہن میں یہ بات بھی بٹھا دی کہ زبان پر گرفت ہونا ضروری ہے اور اس پر تمہیں پوری طرح قابو رکھنا چاہیے۔

بخاری و مسلم نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَا الْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ

---

❶ ترمذی۔ کتاب الزهد: باب ماجاء فی حفظ اللسان (ح ٢٤١٠)۔ ابن ماجه۔ کتاب الفتن: باب کف اللسان فی الفتنة (ح ٣٩٧٢)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَعْضًا وَ شَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ .)) ❶

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤمن مؤمن کے لیے عمارت کی مانند ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو پیوست (مضبوط) کیے ہوئے ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر جال بنا کر دکھایا۔''

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اہلِ ایمان کے باہمی تعلق کی کس خوبصورت و دلنشین انداز میں وضاحت فرمائی۔ سننے اور دیکھنے والا جب انگلیوں کے جال کو دیکھے گا تو مسلمانوں کے باہمی گہرے تعلق کی صحیح تصویر اس کے سامنے واضح ہو جائے گی۔

ایک بار رسول اللہ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے زمین پر ایک سیدھا خط کھینچا اور فرمایا: ''یہ اللہ کا راستہ ہے۔'' پھر اس سیدھے راستے کی دائیں جانب دو خط کھینچے اور دو خط بائیں جانب اور فرمایا کہ ''یہ خطوط شیطان کے راستے ہیں۔''

اس کے بعد آپ ﷺ نے سیدھے خط پر ہاتھ رکھا اور یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝﴾

(الانعام: ٦/ ١٥٣)

''یہ میرا سیدھا راستہ ہے تم اسی کو اختیار کرو اور دوسرے راستوں کو اختیار نہ کرو کہ وہ تم کو اس کے راستے سے ہٹا کر پراگندہ (گم راہ) کر دیں گے۔ اسی کی اللہ تعالیٰ نے تمہیں وصیت کی ہے تا کہ تم تقویٰ حاصل کر سکو۔'' ❷

❶ بخاری ۔ کتاب الادب : باب تعاون المؤمنين بعضهم بعضا (ح ٦٠٢٦)۔ مسلم ۔ کتاب البر والصلة : باب تراحم المؤمنين و تعاطفهم و تعاضدهم (ح ٢٥٨٥)

❷ ابن ماجه ۔ المقدمة : باب اتباع سنة رسول الله ﷺ (ح ١١).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت کی تشریح آپ ﷺ نے خطوط کھینچ کر نہایت عام فہم انداز میں فرمائی اور ذہنوں میں یہ بات جاگزیں کر دی کہ عزت و سر بلندی اور جنت تک پہنچانے والا صرف یہی راستہ ہے اور اس کے علاوہ باقی تمام راستے خواہ وہ باطل ادیان ہوں یا دوسرے افکار و نظریات' سب شیطانی راستے ہیں جو ہلاکت و بربادی اور جہنم تک پہنچانے والے ہیں۔

صحیح بخاری میں منقول ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں سمجھانے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے ایک مربع نما شکل بنائی۔ اس شکل کے باہر ایک خط کھینچا اور اُس کے درمیان میں چھوٹے چھوٹے خطوط کھینچے۔ پھر مربع کے درمیان میں انگلی رکھ کر فرمایا: ''یہ انسان ہے' اور مربع بنانے والے خطوط اس کی موت ہیں اور یہ چھوٹے چھوٹے خطوط حوادث و مصائب ہیں جو انسان پر حملہ کرتے رہتے ہیں۔ اگر ان کا نشانہ چوک جاتا ہے تو بڑھاپا آ لیتا ہے اور مربع سے باہر جو خط ہے وہ انسان کی آرزو اور تمنا ہے۔ انسان کی موت کا وقت آ پہنچتا ہے لیکن اس کی آرزوئیں اور امیدیں ختم نہیں ہوتیں۔ (یعنی آدمی اس خط (آرزوؤں) تک ابھی پہنچ نہیں پاتا کہ اس سے قبل ہی اس کی موت اس کو دبوچ لیتی ہے اور اس کی آرزوئیں اور خواہشیں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں)۔ ❶

اس خاکہ کی مدد سے رسول اللہ ﷺ نے یہ بات واضح فرما دی کہ انسان اور اس کی آرزوؤں کے درمیان حادثات و مصائب حائل ہیں اور پھر موت چاروں طرف سے انسان کو گھیرے ہوئے ہے جس سے کوئی راہِ فرار نہیں ہے (جس سے کسی صورت میں بچا نہیں جاسکتا)۔ انسان کو کتنی بھی طویل زندگی کیوں نہ ملے اس کی آرزوئیں ادھوری رہ جاتی ہیں اور کوئی بھی انسان زندگی میں اپنی تمناؤں کی تکمیل نہیں کر پاتا۔

اشارے کنائے سے کام لیں لمبی تفصیلات میں نہ جائیں:

غلطی کی اصلاح اور تربیت کے لیے ایک مربی کو اشاروں سے کام چلانا چاہیے اور جس کی تربیت کرنی مقصود ہے اس کے احترام اور عزت نفس کو مجروح ہونے سے بچانے کے

❶ بخاري - كتاب الرقاق : باب في الامل و طوله (ح ٦٤١٧).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے کچھ غلطی کی طرف اشارہ کر کے باقی لمبی تفصیلات میں جانے سے گریز کرنا چاہیے۔ یہی اُسوہ رسول ﷺ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هَٰذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ ﴿٣﴾﴾ (التحریم: ٦٦/ ٣)

''اور جب نبیؐ نے اپنی ایک بیوی سے ایک راز کی بات کہی۔ پھر جب اُس نے اس کو افشاء کر دیا اور اللہ نے نبی کو اس سے آگاہ کر دیا' تو نبیؐ نے اس پر کسی حد تک (اُس بیوی کو) خبردار کیا اور کسی حد تک اس سے درگزر کیا۔ پھر جب نبیؐ نے اُسے (افشائے راز کی) یہ بات بتائی تو اس نے پوچھا: ''آپ کو اس کی کس نے خبر دی؟'' نبیؐ نے کہا: ''مجھے اس نے خبر دی جو سب کچھ جاننے والا اور خوب باخبر ہے۔''

قاسمی رحمہ اللہ نے تفسیر ''محاسن التاویل'' میں فرمایا:

''اور جب نبی ﷺ نے'' یعنی محمد رسول اللہ ﷺ نے ''اپنی ایک بیوی سے'' حفصہ رضی اللہ عنہا سے ''راز کی بات کہی'' یعنی لونڈی کو' یا اللہ کی حلال کردہ کسی اور چیز کو' اپنی ذات پر حرام کرنے کی بات بتائی۔ ''جب اس نے اس کو افشا کر دیا'' یعنی اس نے وہ راز کی بات اپنی ساتھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتا دی ''تو اللہ نے پیغمبر کو اس سے آگاہ کر دیا'' یعنی آپ کو اطلاع دے دی کہ اس نے اسے بات بتا دی ہے ''تو پیغمبرؐ نے اس بیوی کو وہ بات کچھ تو بتائی'' یعنی انہوں نے جو راز افشاء کیا تھا' ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے وہ کچھ بات بتائی ''اور کچھ نہ بتائی'' یعنی احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے کچھ بات نہ بتائی۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاکلیل میں ہے:

''اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے کسی آشنا یعنی بیوی یا دوست وغیرہ کو راز کے طور پر کوئی بات بتانے میں کوئی حرج نہیں، اور اس (ہم راز) کے لیے ضروری ہے کہ اس راز کو محفوظ رکھے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بیویوں سے حسن سلوک کرنا چاہیے اور ڈانٹ ڈپٹ میں بھی نرمی کو ملحوظ رکھنا چاہیے اور (غلطی کرنے والے کو جتانے کے لیے) غلطی کی پوری تفصیل ذکر کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے (بلکہ اشارہ کنایہ سے مختصر سے انداز میں بات سمجھا دینی چاہیے)۔'' [1]

سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ہے:

''شریف آدمی کبھی تفصیل میں نہیں جاتا۔''

سفیان رحمہ اللہ نے فرمایا:

''شریف لوگ ہمیشہ تغافل سے کام لیتے ہیں۔''

[1] محاسن التاویل ١٦/ ٢٢٢ .

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باہمی گفتگو اور سوال و جواب

رسول اللہ ﷺ اپنی بات بہتر طور پر ذہن نشین کرانے کے لیے کبھی تبادلہ خیال کے طرز کو اختیار فرماتے' کبھی سوال و جواب کے انداز پر گفتگو کرتے۔ اس سے کئی فائدے حاصل ہوتے۔ تمام موجود صحابہ رضی اللہ عنہم پوری طرح متوجہ رہتے۔ وہ گفتگو میں دلچسپی لیتے۔ انہیں غور و فکر کرنے کا موقع ملتا۔ جس کی وجہ سے ان کی صلاحیت نکھرتی۔ اس طرح سوال و جواب کے ذریعہ حقائق کو بہت ہلکے پھلکے انداز میں ذہنوں میں بٹھا دیا جاتا۔ رسول اللہ ﷺ سوال و جواب کے انداز میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فکر و عمل کو کس طرح جلا بخشتے' اس کی چند مثالیں یہاں پر درج کی جا رہی ہیں:

(۱) رسول اللہ ﷺ: اَتَدْرُوْنَ مَنِ الْمُسْلِمُ؟ تم جانتے ہو مسلمان کون ہے؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم: اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ! اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔

رسول اللہ ﷺ: اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَ يَدِهٖ.

''مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

رسول اللہ ﷺ: اَتَدْرُوْنَ مَنِ الْمُؤْمِنُ؟ کیا تم جانتے ہو مومن کون ہے؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم: اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ! اللہ اور اس کے رسول بہتر طور پر جانتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ: اَلْمُؤْمِنُ مَنْ أَمِنَهُ الْمُؤْمِنُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ؟ ❶

''مومن وہ ہے جس سے اہل ایمان اپنی جانوں اور مالوں کے سلسلہ میں محفوظ رہیں؟

(۲) ایک بار رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا کہ ''اگر تم میں کسی کے

❶ یہ مکالمہ صرف احیاء علوم الدین (۲/ ۱۹۲) میں موجود ہے۔ البتہ مکالمہ کی صورت کے بغیر یہ روایت مسند احمد (۶/ ۲۱' ۲۲) میں ہے۔ واللہ اعلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دروازہ کے سامنے نہر بہہ رہی ہو اور کوئی شخص روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا اس پر میل باقی رہ سکتا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اس پر ذرا بھی میل باقی نہیں رہے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہی حال پانچوں نمازوں کا ہے کہ اللہ ان کے ذریعہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے!'' ❶

(۳) رسول رحمت ﷺ: کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم: ہم مفلس اس کو سمجھتے ہیں جس کے پاس نہ کوئی سامان ہو اور نہ درہم و دینار۔

رسول اللہ ﷺ: میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت میں نماز' روزے اور زکوٰۃ لے کر حاضر ہوگا لیکن اس نے کسی کو گالی دی ہوگی' کسی پر تہمت لگائی ہوگی کسی کا مال کھایا ہوگا' کسی کا خون بہایا ہوگا' کسی کو زدوکوب کیا ہوگا۔ چنانچہ اس کے خلاف ان مدعیوں کو اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی۔ جب اس کے پاس نیکیاں ختم ہو جائیں گی اور مدعی باقی رہیں گے تو ان کے گناہ اس پر لاد دیئے جائیں گے۔ یہاں تک کہ ان گناہوں کی پاداش میں اسے جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔'' ❷

جس طرح آپ ﷺ سوال کر کے مخاطبین کی توجہ اپنی طرف مبذول کراتے اور پھر کوئی حقیقت ان کے ذہن نشین کر دیتے اسی طرح آپ ﷺ اپنے مخاطبین' احباب و رفقاء کو بھی سوالات کرنے کا موقع دیتے تاکہ ان کے ذہنوں میں ابھرنے والے شکوک و شبہات بھی دور کیے جائیں اور اگر وہ کسی مسئلہ میں رہنمائی چاہیں وہ بھی دی جا سکے۔ آپ ﷺ کبھی سوال کرنے کی اجازت دیتے۔ کبھی سوال کرنے پر آمادہ کرتے' کبھی سوال کرنے والے کی ہمت افزائی فرماتے۔ اس طرح گفتگو کرنے والے کو پوری طرح مطمئن کر

---

❶ بخاري - كتاب مواقيت الصلاة : باب الصلوات الخمس كفارة (ح ٥٢٨)۔ مسلم - كتاب المساجد : باب المشي الى الصلاة تمحى به الخطايا (ح ٦٦٧).

❷ مسلم - كتاب البر والصلة : باب تحريم الظلم (ح ٢٥٨١).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتے۔ عام طور سے دیکھا گیا ہے کہ کسی منصب و ذمہ داری پر فائز لوگ ایسے مواقع پر کنارہ کشی کی کوشش کرتے ہیں جہاں انہیں جواب دہی سے دو چار ہونا پڑے، مگر اللہ کے رسول ﷺ اپنے عظیم انقلاب کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے اپنے احباب و رفقاء کے ذہنوں میں اٹھنے والے سوالات کا تشفی بخش جواب دینا اور پیدا ہونے والے شکوک کو رفع کرنا ضروری سمجھتے تھے۔ احادیث کی کتابوں میں اس طرح کی بہت سی مثالیں ہیں کہ آپ ﷺ نے مجلس میں سوالات کرنے کا ماحول بنایا اور پھر آپ ﷺ نے نہایت اطمینان سے تسلی بخش جوابات دیئے مگر آپ ﷺ کے یہ جوابات نہایت مختصر اور جامع ہوتے تھے۔ آپ سوال کرنے کا کس قدر موقع دیتے اس کا اندازہ اس باہمی گفتگو سے ہوتا ہے جو عمرو بن عبسہ نے آپ سے کی تھی۔

س: ......شروع میں کون لوگ (دعوت کے کام میں) آپ ﷺ کے ساتھ تھے؟

ج: ......ایک مرد آزاد اور ایک غلام (یعنی سیدنا ابوبکر اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہما)

س: ......اسلام کیا ہے؟ (یعنی اس کی اخلاقی حیثیت)

ج: ...... پاکیزہ گفتار اور بھوکوں کو کھانا کھلانا۔

س: ......ایمان کیا ہے؟ (یعنی ایمان کا جوہر)

ج: ......صبر اور سخاوت۔

س: ......کون سا اسلام افضل (معیاری) ہے؟

ج: ......اس شخص کا جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔

س: ......کون سا ایمان افضل (معیاری) ہے؟

ج: ......جس ایمان کے ساتھ پسندیدہ اخلاق پائے جائیں۔

س: ......کس قسم کی نماز افضل (معیاری ہے؟)

ج: ......جس نماز میں دیر تک قیام کیا جائے۔

س: ......کیسی ہجرت افضل (معیاری) ہے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ج: ...... یہ کہ تم ان چیزوں سے بچو جو تمہارے رب کو ناپسند ہیں۔

س: ...... کس قسم کا جہاد افضل (معیاری) ہے؟

ج: ...... جس کا گھوڑا بھی میدان میں مارا جائے اور خود بھی شہادت پائے۔

س: ...... کون سا وقت (نفل عبادت کے لیے) سب سے بہتر ہے؟

ج: ...... رات کا پچھلا پہر! ❶

ترمذی نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! انسانوں کو دوزخ میں پہنچانے کے زیادہ تر موجبات کیا ہیں؟ (یعنی جہنم میں لازمی طور پر لے جانے والی چیزیں کون سی ہیں) آپ نے فرمایا:

((اَلْفَمُ وَالْفَرْجُ))

''مونہہ اور شرمگاہ'' ❷

''اَلْفَمُ'' سے اشارہ ہے گفتگو اور کھانے پینے کی طرف اور ''اَلْفَرْجُ'' سے اشارہ ہے جنسی خواہشات کی طرف۔

یاد رہے جہاں تربیتی امور میں سوال و جواب کا سلسلہ دوسروں کے لیے فائدہ کا باعث بنتا ہے۔ وہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہئے کہ یہ ایک حد تک ہے۔ اور شریعت مطہرہ میں رسول اللہ ﷺ نے فضول اور کثرت سے سوالات کرنے سے منع فرما دیا ہے۔ (جو بعض اوقات فائدہ کی بجائے نقصان کا باعث بن جاتے ہیں)

---

❶ مسند احمد (٤/ ٣٨٥).

❷ ترمذی ـ کتاب البر والصلة : باب ماجاء فی حسن الخلق (ح ٢٠٠٤)۔ ابن ماجه ـ کتاب الزهد : باب ذکر الذنوب (ح ٤٢٤٦).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشبیہات وتمثیلات

نبی کریم ﷺ وعظ ونصیحت کرنے اور اپنی بات کو ذہن نشین کرانے اور مؤثر بنانے کے لیے بسا اوقات ایسی چیزوں سے تشبیہ دیتے اور مثالوں میں ایسی چیز کو پیش کرتے جو لوگوں کے مشاہدہ میں رہتیں تاکہ آپ ﷺ کی بات واضح ہو جائے۔ آپ نے فرمایا:

((اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ .)) ❶

"مؤمن مؤمن کا آئینہ ہے۔"

یہاں آپ ﷺ نے ایک مؤمن کو دوسرے مؤمن کے لیے آئینہ سے تشبیہ دی ہے اور اس تشبیہ کے ذریعہ آپ نے سننے والے کے ذہن میں مؤثر انداز میں یہ بات ذہن نشین کرادی کہ ایک مؤمن کے لیے دوسرا مؤمن آئینہ کی طرح ہے۔ آئینہ صرف اسی وقت آدمی کے عیب کو ظاہر کرتا ہے جب آدمی آئینے کے سامنے ہو۔ اگر آدمی سامنے نہ ہو تو آئینہ میں کچھ ظاہر نہیں ہوتا۔ اسی طرح سے ایک مؤمن دوسرے مؤمن کی کمی کی طرف متوجہ کرتا ہے تو اس کی کمی کو بلا کم وکاست جوں کا توں بیان کر دیتا ہے۔ اگر دیکھنے والا آئینہ میں اپنے چہرہ کے داغ دھبے دیکھتا ہے تو وہ دیکھ کر آئینہ کو برا بھلا نہیں کہتا' اس کو پٹخ نہیں دیتا بلکہ اپنے داغ دھبوں کی فکر کرتا ہے اور آئینہ کو احتیاط سے اٹھا کر رکھ دیتا ہے تاکہ وقفہ کے بعد پھر دیکھے اور یہ جانکاری حاصل کرے کہ اب اس کے داغ دھبوں کا کیا حال ہے۔ اسی طرح سے ایک مؤمن کے سامنے اس کا بھائی اس کی کوئی کمی بیان کرتا ہے تو وہ ناراض نہیں ہوتا۔ اس کو برا بھلا نہیں کہتا ہے بلکہ اس کا شکریہ ادا کر کے اس سے یہ خواہش کرتا ہے کہ اگر آئندہ کوئی غلطی ہو تو اس پر بھی اس کو متنبہ کر دیا جائے (یوں اس عمل سے نفرتیں ختم ہو کر محبتیں پیدا ہوتی ہیں)۔

❶ ابو داؤد ۔ کتاب الادب : باب فی النصیحۃ والحیاطۃ (ح ٤٩١٨).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک مؤمن دوسرے مؤمن کا آئینہ ہوتا ہے' اس تشبیہ سے اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ایک مؤمن کی خوشی یا غم کو دوسرے مؤمن کے چہرے پر پڑھا جانا چاہیے۔ اگر ایک مسلمان بھائی کے چہرہ پر غم وافسردگی کے آثار ہیں تو دوسرا بھائی بھی اس غم میں شریک نظر آنا چاہیے اور اگر ایک مسلمان بھائی کے چہرہ سے مسرت وشادمانی ٹپک رہی ہے تو دوسرے مسلمان بھائی کے چہرے پر بھی مسرت وشادمانی کی چمک ہونی چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس مختصر سی تشبیہ کے ذریعہ مخاطب اور سننے والے کو کتنا کچھ دیا ہے اور مسلمانوں کے باہمی تعلق کی کتنے اچھے انداز میں وضاحت فرمائی ہے۔

ابوداؤد نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی سند سے درج ذیل روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْاُتْرُجَّةِ رِیْحُهَا طَیِّبٌ وَ طَعْمُهَا طَیِّبٌ وَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ لَا یَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَیِّبٌ وَ لَا رِیْحَ لَهَا. وَ مَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّیْحَانَةِ رِیْحُهَا طَیِّبٌ وَ طَعْمُهَا مُرٌّ وَ مَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِیْ لَا یَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَ لَارِیْحَ لَهَا وَ مَثَلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْكِ اِنْ لَّمْ یُصِبْكَ مِنْهُ شَیْءٌ أَصَابَكَ مِنْ رِیْحِهٖ.)) ❶

''اس مؤمن کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے' اترجہ ❷ کی مانند ہے جس کی بو بھی اچھی ہوتی ہے اور ذائقہ بھی۔ اس مؤمن کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا کھجور کی طرح ہے جس کا ذائقہ اچھا ہو اور اس میں کوئی بو نہ ہو۔ اس فاجر کی مثال جو

❶ ابو داؤد ۔ کتاب الادب : باب من یؤمر ان یجالس (ح ٤٨٢٩).

❷ اترجہ: سنترہ کی مانند ایک خوش ذائقہ اور خوشبودار پھل۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن پڑھتا ہے ریحانہ ❶ کی مانند ہے جس کی بو اچھی ہوتی ہے' اور ذائقہ کڑوا اور اس فاجر کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا اندرائن کی مانند ہے جس کا ذائقہ کڑوا ہوتا ہے اور اس میں کوئی بُو نہیں ہوتی۔ اچھے ساتھی کی مثال عطر والے کی سی ہے اگر تمھیں وہاں سے عطر نہ ملے تو کم از کم خوشبو تو آتی ہی رہے گی۔"

رسول اللہ ﷺ نے مؤمن اور فاجر اور ان کے قرآن پڑھنے نہ پڑھنے کے عمل کے اثرات کو کس طرح محسوس چیزوں سے تشبیہ دے کر نہ صرف قابل فہم بنایا بلکہ اثر انگیز بھی! اسی طرح بری صحبت سے بچنے کے لیے کس قدر مؤثر مثال دی۔ اگر کوئی شخص لوہار کا دوست ہو۔ لوہار کے پاس اٹھے بیٹھے تو کوئلہ کی سیاہی اور چنگاریوں سے اپنے کو بچا بھی لے تو بھٹی کا دھواں بہر حال اس کو لگے گا۔ اسی طرح سے کوئی شخص برے انسانوں کی صحبت اختیار کرے تو اس کے غلط افکار ونظریات اور بری عادتوں کا اثر اس کی زندگی پر ضرور پڑے گا اگر وہ یہ اثر شعوری طور پر قبول نہ کرے تو یہ چیزیں غیر شعوری طور پر اثر انداز ہوں گی۔

کتب احادیث میں ایسی بہت سی حدیثیں موجود ہیں جن میں آپ ﷺ نے کسی تشبیہ یا تمثیل کے ذریعہ اپنی بات کو اس طرح واضح کیا کہ سننے والے کے ذہن میں وہ ہر پہلو سے جاگزیں ہوگئیں۔

((مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادِّهِمْ وَ تَعَاطُفِهِمْ وَ تَرَاحُمِهِمْ كَالْجَسَدِ الْوَاحِدِ إِذَا شْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى.)) ❷

"مسلمانوں کی مثال آپس میں محبت کرنے' پیار کرنے اور رحم کرنے کے سلسلہ میں ایک جسم کی طرح ہے' اگر جسم کا کوئی حصہ بیمار ہوتا ہے تو باقی حصے تکلیف اور

❶ ریحانہ: ایک خوشبودار پھول۔

❷ بخاري ۔ كتاب الادب : باب رحمة الناس والبهائم (ح ٦٠١١)۔ مسلم ۔ كتاب البر والصلة : باب تراحم المؤمنين و تعاطفهم و تعاضدهم (ح ٢٥٨٦).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاگنے میں اس کے شریک ہوتے ہیں۔"

اس حدیث میں آپ ﷺ نے مسلمانوں کے باہمی تعلق اور ربط ومحبت کو ایک مثال کے ذریعہ واضح کیا ہے کہ مسلم سماج اور معاشرہ جسد واحد کی طرح ہے۔ اگر ایک عضو میں بھی تکلیف ہوتی ہے تو پورا جسم تکلیف میں شریک ہوتا ہے۔ اگر پیر کی چھوٹی انگلی میں درد ہو تو آنکھیں سو نہیں پاتی ہیں۔ دل و دماغ کو چین نہیں پڑتا۔ زبان کراہتی ہے اور چہرہ تکلیف کے احساس کی عکاسی کرتا ہے۔ اس طرح اگر ایک مسلمان بھی کسی تکلیف یا مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے تو تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ اس کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھیں۔ ایک مسلمان کی خوشی تمام مسلمانوں کی خوشی ہوتی ہے۔ اور ایک مسلمان کا غم تمام مسلمانوں کا غم! کاش مسلمان اس حقیقت کو سمجھتے اور اس پر عمل پیرا ہوتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قصص وواقعات

ذہن سازی میں قصوں کو بڑا دخل ہے۔ انسان کہانی کی زبان میں جو کچھ سنتا ہے اس سے اثر لیتا ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ انسان کہانیاں پڑھتے پڑھتے رونے لگتا ہے تو کبھی ہنسنے لگتا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ قصہ کہانی اپنا ایک اثر رکھتی ہے۔ پھر اگر قصہ سچا ہو' کہنے والا بھی صادق اور امین ہو اور سننے والے بھی سچ کے شیدائی ہوں تو قصہ کی اثر انگیزی بہت بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ قصص و واقعات کے ذریعہ بہت سی باتوں کو ذہن نشین کراتے تھے۔ آپ محض تفریح طبع کے لیے قصے بیان نہیں کرتے تھے بلکہ بعض اہم پہلوؤں کو ذہن نشین کرنے کے لیے قصہ کا سہارا لیتے۔ جب آدمی کسی فکر کو دلائل سے ثابت کرتا ہے تو سننے والا نظریاتی طور پر اس کی پیش کردہ فکر کو تسلیم کر لیتا ہے اور عقلی طور پر اس سے مطمئن بھی ہو جاتا ہے مگر جب یہی فکر ایک واقعہ کی کڑیوں میں پیش کی جاتی ہے تو انسان اس کو قابل عمل سمجھتا ہے اور واقعہ کی روح جذبہ عمل کو بیدار کر کے سننے والے کو عمل پر آمادہ کرتی ہے۔ چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ بھی قصص و واقعات بیان کر کے روحِ عمل کو اجاگر کرتے رہتے تھے۔ احادیث کی کتابوں میں بے شمار واقعات ملتے ہیں جن کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ نے جذبِ دروں کو جگایا ہے۔ یہاں صرف چند واقعات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

(۱) ......تم سے پہلے تین آدمی تھے۔ وہ ایک سفر کے لیے نکلے۔ رات گذارنے کے لیے انہیں ایک غار میں پناہ لینا پڑی۔ جب وہ غار میں داخل ہو گئے تو پہاڑ کے اوپر سے ایک چٹان لڑھکی اور دروازہ پر آ کر رُک گئی جس کی وجہ سے دروازہ بند ہو گیا۔ انہوں نے پریشان ہو کر کافی غور وفکر کے بعد کہا کہ اپنے نیک اعمال کے توسط سے اپنے لیے نجات کی دعاء کرنا چاہئے کیوں کہ ہماری نجات کا اب صرف یہی ایک راستہ ہے۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اَللّٰهُمَّ! اِنَّهٗ كَانَ لِیْ وَالِدَانِ شَیْخَانِ كَبِیْرَانِ، وَ امْرَأَتِیْ، وَلِیْ صِبْيَةٌ صِغَارٌ اَرْعٰی عَلَيْهِمْ، فَاِذَا اَرَحْتُ عَلَيْهِمْ، حَلَبْتُ، فَبَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ فَسَقَيْتُهُمَا قَبْلَ بَنِيَّ، وَ اَنَّهٗ نَاٰی بِیْ ذَاتَ يَوْمٍ الشَّجَرُ، فَلَمْ آتِ حَتّٰی أَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا، فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ اَحْلِبُ، فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُ وسِهِمَا، اَكْرَهُ أَنْ أُوْقِظَهُمَا مِنْ نَوْمِهِمَا، وَ أَكْرَهُ اَنْ اَسْقِیَ الصِّبْيَةَ قَبْلَهُمَا، وَ الصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ، فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ دَأْبِیْ وَ دَأْبُهُمْ حَتّٰی طَلَعَ الْفَجْرُ، فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّیْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ، فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فُرْجَةً، نَرٰی مِنْهَا السَّمَاءَ، فَفَرَجَ اللّٰهُ مِنْهَا فُرْجَةً، فَرَأَوْا مِنْهَا السَّمَاءَ.))

''اے اللہ تعالیٰ! میرے والدین بہت بوڑھے تھے اور میرا یہ معمول تھا کہ میں اپنی بکریوں کا دودھ ان سے پہلے کسی کو نہیں پلاتا تھا' نہ اپنے بال بچوں کو اور نہ ہی غلام باندی کو۔ ایک روز جب میں بکریوں کو چرانے لے گیا تو چارہ کی تلاش میں بہت دور نکل گیا جس کی وجہ سے واپسی میں مجھے دیر ہوگئی۔ چنانچہ جب گھر واپس آیا تو والدین سو چکے تھے۔ میں نے دودھ دوہا' مگر یہ پسند نہ کیا کہ والدین سے پہلے کسی کو پلاؤں اس لیے میں ہاتھ میں پیالہ لیے وہیں کھڑا رہا تاکہ ان کے بیدار ہونے پر دودھ ان کو پیش کر دوں۔ میرے بچے میرے پیروں کے پاس بھوک کی شدت سے رو رو کر بے حال ہو رہے تھے مگر میں نے یہ فیصلہ کر رکھا تھا کہ ان کی بیداری سے پہلے کسی کو دودھ نہیں پلاؤں گا۔ میں ان کے بیدار ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ جب وہ بیدار ہو گئے تو میں نے ان کو دودھ پیش کیا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ کام صرف تیری رضا کے لیے کیا ہو تو اس چٹان کی وجہ سے جو مصیبت ہمارے اوپر آئی ہے اس کو دُور فرما دے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد غار کے منہ پر سے چٹان تھوڑی سی کھسک گئی مگر وہ اس سے نکل نہیں سکتے تھے۔ اب دوسرے نے یوں دعاء کی:

((اَللّٰھُمَّ! اِنَّهُ کَانَتْ لِیْ اِبْنَةُ عَمٍّ اَحْبَبْتُھَا کَاَشَدِّ مَا یُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ، وَ طَلَبْتُ اِلَیْھَا نَفْسَھَا، فَاَبَتْ حَتّٰی آتِیَھَا بِمِائَةِ دِیْنَارٍ، فَبَغَیْتُ حَتّٰی جَمَعْتُ مِائَةَ دِیْنَارٍ، فَجِئْتُھَا بِھَا، فَلَمَّا وَقَعْتُ بَیْنَ رِجْلَیْھَا قَالَتْ: یَا عَبْدَاللّٰهِ! اِتَّقِ اللّٰهَ، وَ لَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ اِلَّا بِحَقِّھَا، فَقُمْتُ عَنْھَا، فَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّیْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْھِكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْھَا فُرْجَةً، فَفَرَجَ لَھُمْ.))

”اے اللہ میری ایک چچا زاد بہن تھی جو مجھے بہت محبوب تھی۔ ایک مرد عورت سے جتنی زیادہ محبت کر سکتا ہے اتنی ہی محبت مجھے اس سے تھی۔ چنانچہ میں نے اس سے لطف اندوز ہونے کا ارادہ کر لیا۔ مگر اس نے انکار کر دیا۔ ایک بار ایسا ہوا کہ وہ خشک سالی کا شکار ہو گئی۔ وہ دستِ سوال دراز کرتے ہوئے میرے پاس آئی۔ میں نے اس شرط کے ساتھ اس کو ۱۲۰ دینار دینے کا وعدہ کر لیا کہ وہ اپنے آپ کو میری خواہش نفس کی تکمیل کے لیے میرے حوالہ کر دے۔ اس شرط پر اس نے رضامندی ظاہر کر دی۔ میں نے ۱۲۰ دینار اس کو دے دیئے۔ اور اس نے اپنے وجود کو میرے حوالہ کر دیا۔ اس کے بعد میں پوری طرح تیار ہو گیا۔ جب میں اس کی ٹانگوں کے درمیان بیٹھا تو اس نے کہا کہ ”اللہ سے ڈرو اور پردہ بکارت بغیر استحقاق کے نہ زائل کرو۔“ ان الفاظ کے سنتے ہی میں اس سے الگ ہو گیا۔ حالانکہ وہ مجھے سب سے زیادہ پیاری تھی اور میں پوری طرح اس پر قادر تھا اے اللہ! اگر میں نے یہ کام صرف تیری رضا کے لیے کیا ہے تو ہم جس مصیبت میں گرفتار ہو گئے ہیں اس سے نجات دلا دے۔“

چنانچہ چٹان تھوڑی سی اور کھسک گئی لیکن وہ اب بھی اس سے نکل نہیں سکتے تھے۔ اب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرے شخص نے اپنی دعاء اس طرح شروع کی:

((اَللّٰهُمَّ! اِنِّیْ كُنْتُ اسْتَاْجَرْتُ اَجِيْرًا بِفَرَقِ اَرُزٍّ، فَلَمَّا قَضٰى عَمَلَهٗ قَالَ: اَعْطِنِیْ حَقِّیْ، فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ فَرَقَهٗ فَرَغِبَ عَنْهُ، فَلَمْ اَزَلْ اَزْرَعُهٗ حَتّٰى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرِعَاءَ هَا، فَجَآءَ نِیْ فَقَالَ: اِتَّقِ اللّٰهَ وَ لَا تَظْلِمْنِیْ حَقِّیْ، قُلْتُ: اِذْهَبْ اِلٰى تِلْكَ الْبَقَرِ وَ رِعَائِهَا فَخُذْهَا، فَقَالَ: اِتَّقِ اللّٰهَ وَ لَا تَسْتَهْزِئْ بِیْ، فَقُلْتُ: اِنِّیْ لَا اَسْتَهْزِئُ بِكَ، خُذْ ذٰلِكَ الْبَقَرَ وَ رِعَاءَ هَا، فَاَخَذَهٗ فَذَهَبَ بِهٖ، فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّیْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ، فَافْرُجْ لَنَا مَا بَقِیَ.))

’’اے اللہ! ایک بار میں نے کچھ مزدوروں کو اُجرت پر رکھا۔ جب کام ختم ہو گیا تو میں نے ان کی مزدوری ان کے حوالہ کر دی۔ البتہ ایک مزدور مزدوری لیے بغیر چلا گیا۔ میں نے اس کی مزدوری کو کاروبار میں لگا دیا۔ کاروبار بہت فائدہ بخش ثابت ہوا۔ اور یہ معمولی سی مزدوری بڑھتے بڑھتے بہت بڑے سرمائے میں تبدیل ہو گئی۔ ایک مدت کے بعد وہ میرے پاس آیا اور اس نے اپنی مزدوری طلب کی۔ میں نے اس سے کہا: ’’تم جو یہ بکریاں' گائیں اور غلام دیکھ رہے ہو' سب تمہاری مزدوری ہے۔ جاؤ! یہ سب کچھ لے جاؤ۔‘‘ اس کو یقین نہ آیا۔ اس نے سمجھا کہ میں مذاق کر رہا ہوں چنانچہ وہ بولا ’’آپ مجھ سے مذاق نہ کریں۔ مجھے آپ صرف میری مزدوری دے دیں' میں اس وقت سخت ضرورت مند ہوں۔‘‘ میں نے اس سے کہا کہ میں تم سے مذاق نہیں کر رہا ہوں۔ چنانچہ اس نے وہ سب مال و متاع لے لیا۔ اور کچھ نہیں چھوڑا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ کام تیری رضا کے لیے کیا ہے تو اس مصیبت سے ہم کو نجات دے۔‘‘

چنانچہ وہ چٹان مزید کھسکی اور غار کا منہ کھل گیا۔ یہ تینوں مسافر باہر نکل آئے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چلتے بنے۔ ❶

(۲)...... بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے۔ ان میں ایک کوڑھی تھا' دوسرا گنجا اور تیسرا اندھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک بار ان کا امتحان لینا چاہا۔ اس کے لیے اس نے ایک فرشتہ کو انسانی شکل میں بھیجا۔ وہ فرشتہ سب سے پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور اس سے پوچھا: ''تمہیں کیا چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟''

کوڑھی نے کہا: ''میری تمنا ہے کہ میرا کوڑھ پن دور ہو جائے۔ لوگ مجھ سے گھن کرتے ہیں اور اس کے بجائے عمدہ رنگت اور خوب صورت کھال مل جائے۔'' فرشتہ نے اس کے پورے جسم پر ایک مرتبہ ہاتھ پھیرا اور اسے اس کی طلب کردہ چیزیں مل گئیں۔ یعنی خوب صورت رنگت' خوب صورت جلد' اور کوڑھ پن بھی دور ہو گیا۔ پھر اس فرشتہ نے پوچھا: ''تمہیں کون سا مال سب سے زیادہ پسند ہے؟''

تو اس نے کہا: ''اونٹنی۔'' چنانچہ اس فرشتہ نے اسے ایک دس مہینے کی حاملہ اونٹنی دے دی۔ اور کہا اللہ تعالیٰ تمہارے اس مال میں برکت دے۔

پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور اس سے بھی وہی سوال کیا جو وہ کوڑھی سے کر چکا تھا۔ گنجے نے یوں جواب دیا: ''میری سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ میرا گنجا پن دور ہو جائے اور مجھے خوبصورت بال نصیب ہو جائیں تا کہ لوگ مجھ سے نفرت کرنے کے بجائے مجھ سے محبت کریں۔'' چنانچہ فرشتہ نے اس کے سر کے اوپر ہاتھ پھیرا' اور اس کا گنجا پن اسی وقت دور ہو گیا' اور اس کے بال خوب صورت ہو گئے' اس کے بعد فرشتہ نے پوچھا: ''تمہیں کون سا مال سب سے زیادہ پسند ہے؟''

اُس نے جواب دیا: ''گائے۔'' چنانچہ فرشتہ نے اسے ایک گابھن گائے دے دی۔ اور خیر و برکت کی دعاء دیتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔

---

❶ بخاري - كتاب احاديث الانبياء : باب حديث الغار (ح ٣٤٦٥)- مسلم - كتاب الذكر و الدعاء : باب قصة اصحاب الغار الثلاثة (ح ٢٧٤٣)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخر میں وہ اندھے کے پاس پہنچا اور اس سے وہی سوال کیا جو اس نے کوڑھی' اور گنجے سے کیا تھا۔ اندھے کو کیا چاہئے' دو آنکھیں۔ اس نے کہا: ''میری دلی تمنا ہے کہ مجھے بینائی عطا کر دی جائے تا کہ میں دنیا کی رعنائیاں دیکھ سکوں۔'' فرشتہ نے ایک مرتبہ اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا اور اس کی بینائی لوٹ آئی۔ پھر اس فرشتہ نے سوال کیا: ''تمہیں کون سا مال سب سے زیادہ پسند ہے؟''

اس نے جواب دیا: ''بکری۔'' چنانچہ فرشتہ نے اُسے ایک عمدہ بکری دے دی۔ اور اسے دعائیں دینے کے بعد واپس چلا گیا۔ تینوں ساتھی خوش و خرم زندگی گزارنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے مال میں خوب برکت دی یہاں تک کہ تینوں کے پاس اپنے اپنے جانوروں کے ریوڑ ہو گئے۔ تینوں کے یہاں مال و دولت کی فراوانی ہو گئی۔

چند سال بعد حکم الٰہی سے وہی فرشتہ اپنی پہلی شکل و صورت میں آیا۔ وہ سب سے پہلے کوڑھی کے پاس پہنچا اور اس سے کہا: ''میں ایک مسافر ہوں۔ میرا زادِ راہ ختم ہو گیا ہے اس لیے اللہ کے واسطے مجھے ایک اونٹ دے دو' جس نے تمہیں یہ حسین رنگ' یہ خوبصورت جلد اور بے پناہ دولت دی ہے تا کہ میں اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ سکوں۔'' مگر اس نے مسافر کو دھتکار دیا اور کہا کہ یہ سب کچھ تو مجھے ورثہ میں ملا ہے۔ میرے دست و بازو کی کمائی ہے۔ مسافر فرشتہ نے کہا:

> ''کیا تم کوڑھی اور بدرنگ نہ تھے کہ لوگ تم سے نفرت کرتے تھے؟ کیا تم فقیر نہ تھے اور اللہ نے تم کو اپنی نعمتوں سے نوازا؟ اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تمہیں پہلی سی حالت میں لوٹا دے۔''

چنانچہ اللہ نے اس کو پھر ویسا ہی کر دیا جیسا وہ پہلے تھا۔ پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس پہنچا اور اس سے بھی وہی کہا جو اس نے کوڑھی سے کہا تھا۔ گنجے نے بھی اس کو وہی جواب دیا جو کوڑھی نے دیا تھا اور نتیجہ میں اللہ نے اس سے بھی نعمتیں چھین لیں اور وہ بھی سابق حالت میں آ گیا۔ پھر وہ فرشتہ مسافر اندھے کے پاس پہنچا اور اس سے بھی وہی سوال کیا۔ جواباً

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندھے نے کہا:

''شکر ہے اس رب کا جس نے مجھے میری بینائی لوٹا دی اور مجھے دولت عطاء فرمائی۔ تم جتنا چاہو لے لو' سب کچھ اپنا ہی سمجھو' اگر میں اپنے بھائی ہی کے کام نہ آؤں گا تو کس کے کام آؤں گا۔ ان شاء اللہ! اللہ مجھے اور دے گا۔''

اس پر اس مسافر نے کہا:

''مجھے کچھ نہیں چاہئے میں تو صرف تم تینوں کا امتحان لینے آیا تھا؟ تم اس میں کامیاب رہے اور تمہارے دونوں ساتھیوں کو اللہ نے پھر اسی حالت میں پہنچا دیا۔ جس میں وہ پہلے تھے۔ اس لیے کہ انہوں نے بجائے اللہ کا شکر ادا کرنے کے احسان فراموشی کی' اور اسے بھول گئے' جس نے انہیں اتنی نعمتیں عطا کیں۔ اللہ تم سے خوش رہے اور تمہارے مال میں برکت عطا کرے۔ اور پھر وہ دعائیں دیتا ہوا وہاں سے چلا گیا اور وہ شخص اپنے رب کے حضور سجدے میں گر گیا اور اس کا شکر ادا کیا۔'' ❶

(۳)...... بنی اسرائیل کے ایک آدمی نے بنی اسرائیل ہی کے ایک دوسرے آدمی سے ایک ہزار دینار کا قرض طلب کیا:

قرض دینے والا...... گواہ لے کر آؤ جنہیں میں گواہ بنا سکوں۔

قرض طلب کرنے والا: كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا. (گواہی کے لیے اللہ کافی ہے)

قرض دینے والا...... کسی ضامن کو لے آؤ۔

قرض طلب کرنے والا: كَفٰى بِاللّٰهِ كَفِيْلًا. (ضمانت کے لیے اللہ کافی ہے)

قرض دینے والا...... تم نے سچ کہا۔

یہ کہہ کر اس نے ایک مقررہ مدت کے لیے اس کو قرض دے دیا۔ وہ شخص قرض لے کر

❶ بخاری ۔ کتاب احادیث الانبیاء : باب حدیث ابرص و اعمی و اقرع فی بنی اسرائیل (ح ٣٤٦٤)۔ مسلم ۔ کتاب الزهد: باب الدنیا سجن المؤمن وجنة الکافر (ح ٢٩٦٤).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمندر پار پہنچ گیا اور اپنی ضرورت پوری کر لی۔ جب ادائیگی کا وقت قریب آیا تو اس نے قرض خواہ تک پہنچنے کے لیے کشتی تلاش کی، مگر اسے کوئی کشتی وغیرہ نہ ملی۔ اب اس نے ایک لکڑی لی اور سوراخ کر کے اس میں ایک ہزار دینار رکھ دیئے۔ اور اپنے قرض خواہ کے نام ایک خط بھی۔ پھر سوراخ بند کر کے اس لکڑی کو لے کر سمندر کے پاس آیا اور بولا:

"اے اللہ! تُو جانتا ہے کہ میں نے فلاں شخص سے ایک ہزار دینار لیے تھے۔ اس نے مجھ سے ضمانتی طلب کیا تھا تو میں نے کہہ دیا تھا کہ ضمانت کے لیے اللہ کافی ہے۔ چنانچہ وہ تیری ضمانت پر راضی ہو گیا۔ اس نے جب مجھ سے گواہ مانگا تو میں نے کہا کہ اللہ گواہی کے لیے کافی ہے تو وہ تیری گواہی پر راضی ہو گیا۔ میں نے بھرپور کوشش کی کہ مجھے کوئی کشتی وغیرہ مل جائے تا کہ میں اس تک اس کا حق پہنچا دوں لیکن میں ایسا نہ کر سکا۔ اب میں اس کی یہ رقم تیری امانت میں دیتا ہوں۔"

یہ کہہ کر اس نے وہ لکڑی سمندر میں ڈال دی۔ جب لکڑی سمندر میں داخل ہو گئی تو وہ لوٹ آیا اور پھر کشتی کی تلاش شروع کر دی تا کہ قرض خواہ کے پاس پہنچ سکے۔ دوسری طرف قرض خواہ یہ دیکھنے کے لیے سمندر کی طرف نکل آیا کہ شاید کشتی سے اس کی رقم آ رہی ہو (کیونکہ قرض کی ادائیگی کا یہی دن طے ہوا تھا) یکایک اس کی نظر اس لکڑی پر گئی، جس میں رقم رکھی ہوئی تھی۔ اس نے اس لکڑی کو اٹھا لیا تا کہ گھر میں ایندھن کا کام دے (اور اسے جلا کر کھانا پکایا جا سکے) چنانچہ جب اس نے لکڑی کو چیرا تو اس میں رقم اور خط موجود تھا۔ کچھ وقفہ کے بعد مقروض بھی ایک ہزار روپے لے کر آ گیا اور کہنے لگا:

مقروض: اللہ کی قسم! میں کشتی کی تلاش میں سرگرداں رہا کہ میں آپ تک آپ کی رقم پہنچا دوں مگر جس کشتی سے میں آیا ہوں اس سے پہلے مجھے کوئی کشتی نہ مل سکی۔

قرض خواہ: کیا تم نے مجھے کوئی چیز بھیجی تھی؟

مقروض: میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ جس کشتی سے میں آیا ہوں اس سے پہلے مجھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کشتی نہ مل سکی۔

قرض خواہ: اللہ آپ کی جانب سے وہ رقم پہنچا چکا ہے جو آپ نے لکڑی کے ذریعہ بھیجی تھی۔اس لیے اب آپ ایک ہزار کی رقم لے کر واپس چلے جائیں۔ ❶

قصہ کے ذریعہ آدمی جو بات کہنا چاہتا ہے اُسے سننے والا زیادہ دلچسپی سے سنتا ہے اور اس سے زیادہ اثر لیتا ہے۔اس لیے حسب موقع اچھے واقعات اور مؤثر کہانیوں سے بھر پور فائدہ اٹھانا چاہیے۔ خاص طور پر بچوں اور کم عمر طالب علموں کی تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں قصوں سے بڑی مدد حاصل کی جا سکتی ہے اور اخلاقی اقدار کی اہمیت واضح کی جا سکتی ہیں۔

---

❶ بخاری ـ کتاب الکفالة: باب الکفالة فی القرض و الدیون بالابدان وغیرها (ح ۲۲۹۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شگفتہ مزاجی

اگر آدمی ہر وقت منہ پھلائے رہے۔ لوگ کبھی اس کے لبوں پر تبسم' ہونٹوں پر ہنسی نہ دیکھیں تو اس کی شخصیت غیر دلچسپ ہو کر رہ جاتی ہے۔ اس کے مصنوعی رکھ رکھاؤ سے لوگوں کو نفرت ہونے لگتی ہے۔ دنیا کا سب سے عظیم مربی نفسیات کے اس پہلو کو بھی ملحوظ رکھتا ہے۔ اگر تاریخ آپ ﷺ جیسا رکھ رکھاؤ اور سنجیدگی و متانت کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے تو شگفتہ مزاجی' حسن ذوق' تبسم و مزاح میں بھی آپ کا کوئی ثانی نہیں پیش کر سکتی۔ مگر حد درجہ توازن اور بے نظیر اعتدال ہے۔ آپ کی سنجیدگی اور مزاح میں' آپ ﷺ کے تکلم اور تبسم میں۔ آپ کا تبسم عام لوگوں کی طرح محض دانتوں کو ظاہر کر دینا ہی نہیں تھا بلکہ آپ ﷺ کے ایک تبسم سے درجنوں دل کھل اٹھتے تھے' سینکڑوں زخموں پر مرہم لگ جاتا تھا۔ آپ ﷺ کے حسن ذوق اور لطافت و مزاح میں کوشش کے باوجود ابتذال کی جھلک بھی نہیں دیکھی جا سکتی۔

آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی محفلوں کو اگر اپنے خطبوں سے گرمایا' اپنی تقریروں سے بزم کو رقت آمیز کر دیا' اپنی پر سوز نصیحتوں سے آنسوؤں اور سسکیوں کا سماں باندھ دیا تو آپ ﷺ نے اپنی خوش مزاجی و خوش طبعی سے مجلسوں کو گل گلزار بنا دیا۔ اس طرح زندگی کے نشیب و فراز میں جینے کا سہارا بھی دیا اور ہر مزاح کے ذریعہ کوئی نہ کوئی حقیقت بھی ذہن نشین فرما دی۔

ترمذی نے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے صدقہ کا ایک اونٹ طلب کیا تاکہ اس پر سامان لاد کر گھر لے جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''ٹھیک ہے' میں تمہیں اونٹنی کا بچہ دیئے دیتا ہوں۔''

اس آدمی نے کہا کہ: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اونٹنی کا بچہ لے کر کیا کروں گا؟''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اونٹ بھی تو اونٹنی ہی کا بچہ ہوتا ہے۔'' ❶

اس مزاح کو جن لوگوں نے سنا ہوگا یقیناً وہ مسکرائے بلکہ ہنسے بغیر نہ رہ سکے ہوں گے۔ مگر اللہ کے رسول ﷺ کا مقصد محض ہنسنا ہنسانا نہیں تھا بلکہ اس آدمی کی ذہنی تربیت کرنا مقصود تھی۔ اس کے ذہن کو سوچنے اور غور وفکر کرنے کے لیے آمادہ کرنا تھا۔ نتیجہ اخذ کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا تھا۔ یہ بات واضح کر کے اونٹ خواہ کتنا ہی بڑا ہو جائے' کتنے ہی بوجھوں کو لادے پھرے۔ وہ پھر بھی اونٹنی کا بچہ ہی رہتا ہے۔ دراصل ایک کم ذہین آدمی کے لیے ذہانت کی صلاحیت پیدا کرنا تھی۔

ایسا بھی ہوتا کہ آپ ﷺ صرف مزاح فرماتے کوئی مقصد پیش نظر نہ ہوتا مگر توازن و اعتدال کو ہمیشہ ملحوظ رکھتے۔ مزاح کا رنگ آٹے میں نمک کی طرح ہلکا رہتا۔ پھر آپ ﷺ کے مزاح میں نہ تو کسی کی دلآزاری ہوتی' نہ کوئی بات خلافِ حق ہوتی۔ ایک بار سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تعجب سے کہا: ''کیا آپ ﷺ بھی ہم سے مزاح فرماتے ہیں؟''

آپ نے فرمایا: ''ہاں! مگر میں خلافِ حق کوئی بات نہیں کہتا۔'' ❷

دراصل مذہب کے بارے میں ہمیشہ لوگوں کا تصور یہ رہا ہے کہ اس کو ماننے والوں کی صورتیں ہر وقت روہانسی ہوں اور طبیعتیں خشک ہوں۔ مگر انقلابی کارناموں کو انجام دینے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ تبسم و مزاح سے فرائض حیات کے بوجھ کو ہلکا کر دے' مجلس میں شگفتگی کی فضا پیدا کر کے اپنے احباب کے غموں کا بوجھ ہلکا کر دے اور ان کے دلوں میں گھر کر لے۔

زاہر (یا زہیر) ایک بدوی صحابی تھے۔ ان سے آپ ﷺ کی بہت بے تکلفی تھی۔ آپ شہر سے متعلق کاموں میں ان کی مدد کرتے اور وہ گاؤں سے متعلق کاموں میں تعاون

❶ ابو داؤد۔ کتاب الادب: باب ماجاء فی المزاح (ح ٤٩٩٨)۔ ترمذی۔ کتاب البر والصلة: باب ماجاء فی المزاح (ح ١٩٩١)

❷ ترمذی' حوالہ سابق (ح ١٩٩٠).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے۔ چنانچہ آپ ﷺ فرماتے کہ:

((اِنَّ زَاهِرًا بَادِيَتُنَا وَ نَحْنُ حَاضِرُوْهُ.))

''زاہر دیہات میں ہمارا کارندہ ہے اور شہر میں ہم اس کے کارندے ہیں۔''

ایک دن ایسا ہوا کہ زاہر بازار میں اپنا کوئی سامان بیچ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے پیچھے سے جا کر چپکے سے ان کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ اور پوچھا بتاؤ میں کون ہوں؟ زاہر پہلے تو سمجھ نہ سکے۔ جب سمجھ گئے تو فرط محبت میں اپنے کندھے کو رسول اللہ ﷺ کے سینے سے ملتے رہے۔ پھر آپ ﷺ نے مزاحاً کہا: ''اس غلام کو کون خریدتا ہے؟'' زاہر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھ جیسے ناکارہ غلام کو خرید کر کون گھاٹا کمائے گا؟'' آپ نے فرمایا: ''تم اللہ کی نگاہ میں ناکارہ نہیں ہو!''[1]

رسول رحمت ﷺ کے اس پاکیزہ مزاح کو دیکھئے اور غور کیجئے کہ ہمہ گیر انقلاب کی عظیم ذمہ داریوں کے ہوتے ہوئے آپ ﷺ نے مسکراہٹوں کے لیے نقشہء زندگی میں کیسے جگہ پیدا کی ہوگی۔

ایک بار مجلس میں کھجوریں کھائی جا رہی تھیں۔ آپ ﷺ مزاح کے طور پر اپنی کھجوروں کی گٹھلیاں نکال کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سامنے ڈالتے رہے۔ آخر میں گٹھلیوں کی طرف اشارہ کر کے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے علی! تم تو بہت کھجوریں کھا گئے! سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مزاح کا جواب مزاح میں دیا۔ جی ہاں، مگر میں نے گٹھلیوں سمیت نہیں کھائی ہیں۔''[2]

رسول اللہ ﷺ کا یہ مزاح کتنی کلفتوں کے لیے تریاق ثابت ہوا ہوگا۔ کتنے غم اس میں تحلیل ہو کر رہ گئے ہوں گے۔ آپ ﷺ اپنے رفقاء سے ایسے انداز میں مزاح فرماتے کہ رفقاء کے دل میں اپنی محبت کے بیج بو دیتے۔

---

[1] مسند احمد (۳/ ۱۶۱)۔ ترمذی فی الشمائل (ح ۲۴۰).

[2] لم اجده.

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شدت کے بجائے نرمی

ہم رسول اللہ ﷺ کے طریق تربیت پر جب غور کرتے ہیں تو احادیث سے یہ بات واضح ہو کر ہمارے سامنے آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تعلیم وتربیت اور اصلاح وتزکیہ کے سلسلہ میں نہ شدت کی روش اختیار فرماتے تھے اور نہ ہی دوسروں کو اس کی اجازت دیتے تھے۔ آپ کی شخصیت لوگوں کے لیے نہایت دلکش اور محبوب تھی کیونکہ آپ ﷺ کبھی بھی طاقت سے زیادہ ان پر بار نہیں ڈالتے تھے۔ آپ ﷺ نے واضح الفاظ میں فرمایا:

((خُذُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُوْنَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا.)) ❶

"اپنے آپ کو اتنے ہی عمل کا مکلف بناؤ جس کی طاقت اور سکت تمہارے اندر موجود ہو۔ اس لیے کہ اللہ نہیں اکتاتا مگر تم اکتا جاؤ گے۔"

رسول اللہ ﷺ نے ایک بار نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

((إِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ وَ لَنْ يُّشَادَّ الدِّيْنَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهٗ فَسَدِّدُوْا وَ قَارِبُوْا وَ أَبْشِرُوْا.)) ❷

"دین آسان ہے جو شدت کا رویہ اپنائے گا وہ مغلوب ہو جائے گا۔ اس لیے سیدھی اور میانہ روی کی راہ اپناؤ اور بشارت حاصل کرو۔"

تعلیم وتربیت کے سلسلہ میں نرمی وآسانی کو اختیار کرنا اور سختی سے اجتناب کرنا کتنا ضروری ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے سیدنا

---

❶ بخاری ۔ کتاب الصوم : باب صوم شعبان (ح ۱۹۷۰)۔ مسلم ۔ کتاب صلاة المسافرین : باب فضيلة العمل الدائم من قيام (ح ۷۸۲).

❷ بخاری ۔ کتاب الایمان : باب الدین یسر (ح ۳۹).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاذ رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو یمن کی جانب روانہ فرمایا تو انہیں نصیحت فرمائی:

((يَسِّرَا وَ لَا تُعَسِّرَا وَ بَشِّرَا وَ لَا تُنَفِّرَا وَ تَطَاوَعَا وَ لَا تَخْتَلِفَا)) ❶

''نرمی کرنا سختی نہ کرنا۔ خوش خبری سنانا متنفر نہ کرنا' مل جل کر رہنا' باہمی اختلاف سے بچنا۔''

نبی کریم ﷺ اس بات کا اہتمام فرماتے کہ اسلامی تعلیمات کو آسان سے آسان تر بنا کر پیش کیا جائے تا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہایت خندہ پیشانی سے ان تعلیمات کو اپنا سکیں اور اپنی زندگی میں انہیں عملی جامہ پہنا سکیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُحِبُّ أَنْ تُؤْتٰى رُخْصَتُهُ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ تُؤْتٰى مَعْصِيَتُهُ.)) ❷

''جس طرح اللہ تعالیٰ کو یہ بات ناپسند ہے کہ اس کی نافرمانی کی جائے اسی طرح یہ اس کے نزدیک پسندیدہ امر ہے کہ اس کی دی ہوئی رخصت سے فائدہ اٹھایا جائے۔''

نبی کریم ﷺ ذاتی طور پر بہت لمبی نماز پڑھتے۔ یہاں تک کہ جب رات کو تہجد کی نماز پڑھتے تو اتنا طویل قیام فرماتے کہ آپ کے پاؤں پر ورم آ جاتا ❸ لیکن جب آپ امام ہوتے تو لوگوں کی سہولت اور آسانی کے پیش نظر ہلکی نماز پڑھاتے۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَ

❶ بخاری ۔ كتاب الجهاد : باب مايكره من التنازع والاختلاف فى الحرب (ح ٣٠٣٨)۔ مسلم ۔ كتاب الجهاد : باب فى الامر بالتيسير و ترك التنفير (ح ١٧٣٣).

❷ مسند احمد (٢/ ١٠٨).

❸ بخاری ۔ كتاب التهجد : باب قيام النبى ﷺ بالليل (ح ١١٣٠)۔ مسلم ۔ كتاب صفات المنافقين : باب اكثار الاعمال والاجتهاد فى العبادة (ح ٢٨١٩).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السَّقِيمَ وَالْكَبِيرَ وَ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا يَشَاءُ .)) ❶

"جب تم میں سے کوئی امام ہو تو اسے ہلکی نماز پڑھانا چاہیے کیوں کہ مقتدیوں میں کمزور، بیمار اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور جب تم میں سے کوئی تنہا نماز پڑھے تو حسب خواہش اپنی نماز کو طویل کر سکتا ہے۔"

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنِّي لَأَدْخُلُ فِي الصَّلٰوةِ وَ أَنَا أُرِيدُ إِطَالَتَهَا فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ فِي صَلٰوتِي مِمَّا أَعْلَمُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ أُمِّهِ مِنْ بُكَائِهِ .)) ❷

"میں نماز شروع کرتا ہوں اور اسے لمبی کرنا چاہتا ہوں، اتنے میں بچہ کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو اپنی نماز مختصر کر دیتا ہوں۔ کیوں کہ بچہ کے رونے کی وجہ سے اس کی ماں کے اندر جو بیقراری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اس کو میں جانتا ہوں۔"

اپنے رفقاء کے ساتھ نرمی اور آسانی کا رویہ اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ آپ ﷺ کی یہی وہ روش تھی جس کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ پر فریفتہ تھے۔ آپ پر جان چھڑکنا وہ اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ آپ کی زبان سے نکلنے والے الفاظ کو ادا ہونے سے پہلے ہی عملی جامہ پہنانے کے لیے تیار رہتے تھے۔ اگر رسول اللہ ﷺ نرمی و آسانی کے بجائے شدت وسختی کا رویہ اپناتے یا اپنی بات قوت وزور سے منوانے کی کوشش کرتے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کا جھرمٹ وسیع سے وسیع تر ہونے کے بجائے دن بدن گھٹتا چلا جاتا اور آپ ﷺ یکہ وتنہا رہ جاتے۔ خود قرآن پاک اس کی گواہی ان الفاظ میں دیتا ہے:

---

❶ بخاري ـ كتاب الاذان : باب اذا صلى لنفسه فليطول ماشاء (ح ٧٠٣)۔ مسلم ـ كتاب الصلاة : باب امر الائمة بتخفيف الصلاة فى تمام (ح ٤٦٧).

❷ بخاري ـ كتاب الاذان : باب من اخف الصلاة عند بكاء الصبى (ح ٧٠٩)۔ مسلم ـ كتاب الصلاة : باب امر الائمة بتخفيف الصلاة فى تمام (ح ٤٧٠)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ﴾ (آل عمران: ۳/ ۱۵۹)

''(اے پیغمبر) یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ تم ان کے لیے نرم مزاج واقع ہوئے ورنہ اگر تم تند مزاج اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے گرد و پیش سے چھٹ جاتے۔''

رسول اللہ ﷺ کی پوری زندگی اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ آپ ﷺ نے صرف دو موقعوں پر سختی کو اختیار کیا ہے۔ جنگ کے موقع پر یا مجرموں پر شرعی حدود نافذ کرتے وقت ورنہ اصلاح و تربیت' دعوت و تبلیغ کے سلسلہ میں آپ ہمیشہ نرمی و آسانی اور محبت و رأفت کو اختیار فرماتے اور اس بات کی کوشش کرتے کہ اسلام پر عمل کرنا تمام لوگوں کے لیے آسان ہو جائے۔ آپ ﷺ نے کبھی بھی کسی ایسے کام کی ہدایت نہیں کی جو لوگوں کے لیے ناقابل عمل ہو یا جس کے کرنے کی ان میں سکت نہ ہو۔ آپ ﷺ کا اسلوب اور طریقہ ہمیشہ آسانی اور نرمی کا ہوتا۔ اگر کبھی زجر و ترہیب کی ضرورت پڑتی تو اس میں بھی مخاطبین محبت و شفقت کی جھلک محسوس کرتے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

((اِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُوْنُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا زَانَهٗ وَ لَا يَنْزِعُ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا شَانَهٗ.)) ❶

''بے شک نرمی جس چیز میں ہوتی ہے اس کو زینت اور خوبصورتی بخشتی ہے اور سختی اس کو عیب دار (بدصورت) بنا دیتی ہے۔''

اور دوسری روایت میں ہے:

((اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ وَ يُعْطِيْ عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِيْ عَلَى الْعُنْفِ وَ مَا لَا يُعْطِيْ عَلٰى مَا سِوَاهُ.)) ❷

❶ مسلم۔ کتاب البر والصلة: باب فضل الرفق (ح ٢٥٩٤)

❷ مسلم حوالہ سابق (ح ٢٥٩٣)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’بے شک اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور نرمی کرنے کو محبوب جانتا ہے اور نرمی کرنے پر جو عطیہ دیتا ہے سختی کرنے پر وہ نہیں دیتا بلکہ اس کے علاوہ پر بھی نہیں دیتا۔‘‘

ایک بار ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا۔ لوگ اس کو روکنے کے لیے اس کی طرف بڑھنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

’’اسے چھوڑ دو اور ایک ڈول پانی لا کر بہا دو۔ تمہیں آسانی پیدا کرنے کے لیے بپا کیا گیا ہے، سختی کے لیے نہیں۔‘‘ ❶

سیدنا معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ رسول رحمت کی نرم خوئی اور نرم و شگفتہ مزاجی کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

((بَیْنَا اَنَا اُصَلِّیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ ، فَقُلْتُ : یَرْحَمُكَ اللّٰهُ. فَرَمَانِی الْقَوْمُ بِاَبْصَارِهِمْ. فَقُلْتُ: وَاثُكْلَ اُمِّیَاهُ! مَا شَأْنُكُمْ تَنْظُرُوْنَ اِلَیَّ؟ فَجَعَلُوْا یَضْرِبُوْنَ بِاَیْدِیْهِمْ عَلٰی اَفْخَاذِهِمْ، فَلَمَّا رَاَیْتُهُمْ یُصَمِّتُوْنَنِیْ، لٰكِنِّیْ سَكَتُّ، فَلَمَّا صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ فَبِاَبِیْ هُوَ وَ اُمِّیْ۔ مَا رَاَیْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهٗ وَ لَا بَعْدَهٗ اَحْسَنَ تَعْلِیْمًا مِّنْهُ، فَوَاللّٰهِ! مَا كَهَرَنِیْ، وَ لَا ضَرَبَنِیْ، وَ لَا شَتَمَنِیْ، قَالَ: ((اِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ لَا یَصْلُحُ فِیْهَا شَیْءٌ مِّنْ كَلَامِ النَّاسِ، اِنَّمَا هِیَ التَّسْبِیْحُ، وَالتَّكْبِیْرُ، وَ قِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ)) ❷

’’میں رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کر رہا تھا کہ مقتدیوں میں سے ایک شخص نے چھینک ماری۔ میں نے (نماز میں ہی) کہہ دیا ’یَرْحَمُكَ اللّٰهُ

❶ بخاری ۔ کتاب الوضوء : باب صب الماء علی البول فی الصلاۃ (ح ۲۲۰).

❷ مسلم ۔ کتاب المساجد : باب تحریم الکلام فی الصلوۃ (ح ۵۳۷).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اللہ تجھ پر رحم کرے) اس پر (نماز میں شریک) لوگوں نے مجھے گھور گھور کر دیکھنا شروع کر دیا۔ میں نے کہا' ہائے! میری ماں مجھے گم پائے، کیا بات ہے؟ تم مجھے (غضب آلود نگاہوں سے) دیکھ رہے ہو۔ اس پر انہوں نے اپنے ہاتھوں کو اپنی رانوں پر مارنا شروع کر دیا۔ جب میں نے محسوس کیا کہ وہ مجھے خاموش کرانا چاہتے ہیں (مجھے غصہ تو آیا) البتہ میں خاموش ہو گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے' میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں، میں نے آپ ﷺ سے پہلے اور نہ ہی آپ کے بعد کسی معلم کو دیکھا جو تعلیم (دینے) میں آپ سے بہتر ہو۔ اللہ کی قسم! آپ ﷺ نے مجھے ڈانٹ پلائی' نہ پیٹا اور نہ تند و تیز گفتگو کی۔ آپ نے فرمایا: ''یہ نماز ہے' اس میں لوگوں سے باتیں کرنا درست نہیں ہے نماز تو سبحان اللہ' اللہ اکبر' اور قرآن پاک پڑھنے کا نام ہے۔''

ہر جگہ اور ہر شخص کے ساتھ سختی سے پیش نہیں آیا جاتا۔ سختی کرنے کے لیے مربی کو کئی باتوں کو ذہن میں رکھنا پڑتا ہے۔ خاص طور پر اس بات کا بھی خیال رکھنا کہ جس پر سختی کرنے لگا ہوں وہ برداشت کرے گا اگر نہیں تو پھر مربی اصلاح و تربیت کا کوئی دوسرا اسلوب اختیار کرتا ہے۔ اور کبھی کبھی تو غلط انداز سے سختی کرنے سے معاملہ سلجھنے کی بجائے بگڑ جاتا ہے۔ اس لیے حتی الوسع غلطی کرنے والے سے جذباتی رویہ اختیار کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔ اس نکتہ کو سمجھنے کے لیے حدیث مبارکہ میں آنے والے اس واقعہ پر غور و فکر کریں جس میں ایک بدو آ کر سب کے سامنے کھڑا ہو کر مسجد میں پیشاب کر دیتا ہے تو تمام صحابہ دم بخود رہ جاتے ہیں اور قریب تھا کہ جذبات میں آ کر اس کو مارنے یا سختی کرنے کے لیے دوڑتے لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس کی اس غلطی پر کس قسم کے ردعمل کا اظہار فرمایا؟

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں: ہم مسجد میں نبی اکرم ﷺ کی مجلس میں حاضر تھے کہ ایک اعرابی آیا اور مسجد میں (ایک طرف) کھڑا ہو کر پیشاب کرنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: ''رک جاؤ' رک جاؤ۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کا پیشاب نہ روکو' اسے فارغ ہو لینے دو۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے چھوڑ دیا حتیٰ کہ اس نے پیشاب کرلیا۔ اس کے بعد جناب رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا اور فرمایا: ''ان مسجدوں میں پیشاب کرنا یا گندگی پھیلانا درست نہیں' یہ تو اللہ کے ذکر کے لیے' نماز کے لیے اور تلاوتِ قرآن مجید کے لیے ہوتی ہیں۔'' اس کے بعد آپ ﷺ نے ایک آدمی کو حکم دیا تو اس نے پانی کا ایک ڈول لاکر اس جگہ پر بہادیا۔'' ❶

اعرابی کی اس غلطی کے سلسلہ میں رسول مکرم ﷺ نے جس قاعدہ پر عمل کیا وہ ہے ''آسانی کرنا' مشکل میں نہ ڈالنا۔'' صحیح بخاری میں یہ واقعہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کیا گیا ہے: ''ایک اعرابی نے مسجد میں پیشاب کر دیا' لوگ غصہ میں آ کر اس کو پکڑنے کے لیے بڑھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو' اور اس کے پیشاب پر پانی کا ایک ڈول بہادو۔ تم آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو' مشکل میں ڈالنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے۔ ❷

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مسجد کو پاک رکھنے کے لئے اور برائی سے منع کرنے کے لئے جوش و جذبہ کا مظاہرہ کیا تھا' جیسے کہ اس حدیث کی مختلف روایات کے الفاظ سے ظاہر ہے' جن میں کچھ الفاظ یہ ہیں: فَصَاحَ بِهِ النَّاسُ ''لوگوں نے اسے بلند آواز سے روکا۔'' فَثَارَ اِلَیْهِ النَّاسُ ''لوگ غصے سے اس کی طرف بڑھے۔'' فَزَجَرَهُ النَّاسُ ''لوگوں نے اسے ڈانٹا۔'' فَاَسْرَعَ اِلَیْهِ النَّاسُ ''لوگ تیزی سے اس کی طرف بڑھے۔'' فَقَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَهْ مَهْ'' ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: رک جاؤ' رک جاؤ'' ❸ لیکن نبی

❶ صحيح مسلم - كتاب الطهارة : باب وجوب غسل البول (ح ٢٨٥).

❷ صحيح البخاری - كتاب الادب : باب ٨٠ (ح ٦١٢٨).

❸ صحيح البخاری - كتاب الوضوء و كتاب الادب و صحيح مسلم كتاب الطهارة و سنن ابی داؤد كتاب الطهارة و سنن الترمذی كتاب الطهارة و سنن النسائی كتاب الطهارة کے متعلقہ ابواب میں یہ الفاظ موجود ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکرم ﷺ کی نظر نتیجہ پر تھی۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ اس معاملہ میں دو صورتیں ممکن ہیں' یا اس شخص کو پیشاب کرنے سے منع کیا جائے' یا چھوڑ دیا جائے۔ اگر اسے منع کیا گیا تو اس صورت میں یا تو وہ شخص عملاً پیشاب کرنے سے رک جائے گا' اس طرح پیشاب روکنے سے اسے نقصان پہنچے گا' یا یہ صورت ہوگی کہ اس کا پیشاب ابھی جاری ہوگا کہ وہ لوگوں کے خوف سے بھاگ کھڑا ہوگا' اس طرح نجاست مسجد میں پھیل جائے گی اور اس شخص کا بدن اور کپڑے بھی ناپاک ہو جائیں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ محسوس فرما لیا کہ اسے پیشاب کر لینے دیا جائے تو کم خرابی لازم آئے گی اور یہ چھوٹی برائی ہوگی۔ خاص طور پر اس لئے بھی کہ آدمی غلطی کا ارتکاب شروع کر چکا ہے اور نجاست کا ازالہ پانی کے ذریعے ممکن ہے۔ اس لئے آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو' اسے مت روکو۔'' اس کی وجہ یہی تھی کہ اس طرح مصلحت اور فائدے کو ترجیح حاصل ہو رہی تھی۔ یعنی چھوٹی خرابی کو برداشت کر کے بڑی خرابی کو روکا جا رہا تھا اور چھوٹے فائدہ کو چھوڑنے کے نتیجے میں بڑا فائدہ حاصل ہو رہا تھا۔

ایک روایت میں یہ بھی ذکر ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس شخص سے دریافت کیا تھا کہ اس نے یہ کام کیوں کیا؟ طبرانی نے معجم کبیر میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک اعرابی حاضر ہوا اور مسجد میں آپ ﷺ سے بیعت کی۔ پھر واپس ہوا تو ٹانگیں پھیلا کر کھڑا ہو گیا اور پیشاب کر دیا۔ لوگوں نے اسے پکڑنا چاہا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اس کا پیشاب نہ روکو۔'' پھر فرمایا: ''کیا تم مسلمان نہیں؟'' اس نے کہا: ''کیوں نہیں؟'' فرمایا: ''پھر تم نے ہماری مسجد میں پیشاب کیوں کیا؟'' اس نے کہا: ''قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر مبعوث کیا ہے' میں تو اسے عام زمین کی طرح کی زمین سمجھتا تھا' اس لئے میں نے یہاں پیشاب کر لیا۔'' پھر نبی اکرم ﷺ کے حکم سے اس کے پیشاب پر پانی کا ڈول بہا دیا گیا۔'' [1]

[1] المعجم الکبیر للطبرانی ۱۱/ ۱۷۶ ح ۱۱۵۵۲۔ علامہ ہیثمی نے حدیث کو صحیح کہا ہے۔ ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ۲/ ۱۰ ح ۱۹۵۸.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حکیمانہ انداز کے رویہ کا اس اعرابی کے دل پر گہرا اثر ہوا' جس کا اظہار اس کے اپنے الفاظ سے ہوتا ہے جو ابن ماجہ کی روایت میں مذکور ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی مسجد میں داخل ہوا' جناب رسول اللہ ﷺ بھی تشریف فرما تھے۔ اس نے کہا: ''اے اللہ! مجھے بخش دے اور محمد ﷺ کو بخش دے' اور ہمارے ساتھ کسی اور کی مغفرت نہ فرمانا۔'' جناب رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا: ''تم نے بڑی وسیع چیز (رحمت) کو محدود کر دیا۔'' پھر وہ واپس ہوا' ابھی مسجد کے ایک حصہ میں ہی تھا کہ ٹانگیں پھیلا کر پیشاب کرنے لگا۔'' اس اعرابی کو جب دین کی سمجھ آ گئی تو اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا: ''میرے ماں باپ رسول اللہ ﷺ پر قربان ہوں' آپ اٹھ کر میرے پاس آئے' پھر مجھے نہ ڈانٹا' نہ برا بھلا کہا بلکہ یہ فرمایا: ''اس مسجد میں پیشاب نہیں کرتے' یہ تو اللہ کے ذکر اور نماز کے لیے بنائی گئی ہے۔'' اس کے بعد آپ ﷺ نے پانی کا ایک ڈول منگوایا جو پیشاب پر بہا دیا گیا۔'' [1]

امام ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح میں جو فوائد ذکر کیے ہیں' ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

- جاہل کے ساتھ نرمی کا سلوک کیا جائے' اور اسے ڈانٹ ڈپٹ کیے بغیر ضروری مسئلہ سمجھایا جائے' جب کہ اس نے یہ غلطی ضد کی بنیاد پر نہ کی ہو' بالخصوص جب کہ اسے تالیفِ قلب کی ضرورت ہو۔
- اس واقعہ سے نبی اکرم ﷺ کی شفقت اور حسنِ خلق کا اظہار ہوتا ہے۔
- اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذہنوں میں یہ مسئلہ خوب جاگزیں تھا کہ نجاست سے بچنا ضروری ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کیے بغیر ہی اسے روکنا شروع کر دیا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا لازمی ہونا ان کے نزدیک مسلم تھا۔

---

[1] سنن ابن ماجه ـ كتاب الطهارة : باب الارض يصيبها البول (ح ٥٢٩)۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔ ملاحظہ ہو: صحيح سنن ابن ماجة (ح ٤٢٨).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مانع دُور ہوتے ہی خرابی کا ازالہ کرنا چاہیے، کیونکہ اس کے فارغ ہوتے ہی صحابہ رضی اللہ عنہم کو پانی بہانے کا حکم دے دیا گیا۔" ❶

نبی کریم ﷺ نے نرمی و آسانی اختیار کر کے اور نرمی و آسانی کی تعلیم دے کر اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کی سیرتوں کو لطف و مرحمت، نرمی و رفاقت کا اعلیٰ نمونہ بنا دیا تھا۔ آپ ﷺ کی اس حکمت عملی کا یہ نتیجہ تھا کہ کوئی شخص بھی اسلام قبول کرنے کے بعد اسلام کے دائرہ سے باہر آنا اپنے لیے گوارا نہ کرتا تھا۔

❶ فتح الباری ۱/ ۳۲٤ و ۳۲۵.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلو سے اجتناب اور اعتدال پسندی

نبی کریم ﷺ اصلاح و تربیت کے سلسلہ میں نہایت اعتدال پسندانہ روش اختیار فرماتے اور انتہا پسندی سے اجتناب فرماتے۔ خود بھی اس کا اہتمام کرتے اور صحابہ کرام کو بھی اس پر آمادہ فرماتے۔ یہ حقیقت ہے کہ کوئی بھی تحریک ''غلو'' اختیار کر کے کامیابی حاصل نہیں کر سکتی۔ ''غلو'' انسانی فطرت سے میل نہیں کھاتا' اس لیے یہ عموماً لوگوں کے لیے ناقابل برداشت ہوتا ہے اور اگر کچھ لوگ وقتی طور پر ''غلو'' کو اختیار بھی کر لیں تو وہ زیادہ دیر اس پر قائم نہیں رہ سکتے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ کسی شخص نے کسی کام یا عبادت میں غلو کو اختیار کیا مگر چند دن کے بعد سرد مہری کا شکار ہو گیا اور فرائض کی ادائیگی سے بھی کترانے لگا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ اَدْوَمُهَا وَ اِنْ قَلَّ .)) ❶

''بے شک اللہ کے نزدیک سب سے بہتر عمل وہ ہے جس پر مداومت (ہیشگی) برتی جائے چاہے وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک باندی تھی' وہ دن میں روزہ رکھتی اور راتوں کو نماز پڑھتی۔ جب رسول اکرم ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر کام میں تیزی اور سرگرمی کی کیفیت ہوتی ہے پھر اس میں ڈھیل اور سستی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ پس جس کی ڈھیل کا رخ میانہ روی کی طرف ہو تو وہ بہت خوب اور بہتر ہے لیکن جس کی ڈھیل کا رخ معصیت کی طرف ہوتا ہے تو وہ ہلاک

❶ بخاری ۔ کتاب الرقاق : باب القصد و المداومة على العمل (ح ٦٤٦٤)۔ مسلم ۔ کتاب صفات المنافقين : باب لن يدخل احد الجنة بعمله (ح ٢٨١٨).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے والا ہے۔'' ❶

نبی کریم ﷺ نے صاف صاف الفاظ میں ہدایت فرمائی:

((اِیَّاکُمْ وَالْغُلُوَّ فِی الدِّیْنِ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِالْغُلُوِّ فِی الدِّیْنِ .)) ❷

''تم دین میں غلو کرنے سے بچو کیونکہ تم سے پہلے لوگ دین میں غلو کرنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔''

صحیح مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ یہ جملہ آپ ﷺ نے تین بار فرمایا۔ امام نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ ''اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو بال کی کھال اُتارتے ہیں' انتہا پسندی کا رویہ اپناتے ہیں اور اپنے اقوال وافعال میں حد سے تجاوز کرتے ہیں۔'' ❸

ایک بار کچھ لوگ ازواج مطہرات کے پاس آئے اور ان سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ گھر کی تنہائیوں میں کیا کرتے ہیں؟ جب ازواج مطہرات نے رسول اللہ ﷺ کی گھریلو مصروفیتوں کے بارے میں بتایا تو ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے عمل کو دینی لحاظ سے کم سمجھا۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا ''میں کبھی گوشت نہیں کھاؤں گا۔'' ایک نے کہا: ''میں کبھی شادی نہیں کروں گا۔'' ایک نے کہا: ''میں کبھی بستر پر نہیں سوؤں گا۔'' جب رسول اکرم ﷺ کو ان کی یہ بات معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَا بَالُ اَقْوَامٍ قَالُوْا كَذَا وَ كَذَا لٰكِنِّیْ اُصَلِّیْ وَ اَنَامُ وَ اَصُوْمُ وَ

❶ مجمع الزوائد (۲/ ۲۵۸-۲۵۹) بحواله بزار و قال الهیثمی رجاله رجال الصحیح' و صححه الالبانی المرفوع منه فی صحیح الجامع .

❷ نسائی- کتاب مناسك الحج : باب التقاط الحصی (ح ۳۰۵۹) ابن ماجة کتاب المناسك : باب قدر حصی الرمی (ح ۳۰۲۹).

❸ مسلم - کتاب العلم : باب هلك المتنطعون (ح ۲۶۷۰).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أُفْطِرُ وَ أَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي .)) ❶

''لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایسی ایسی باتیں کہتے ہیں حالانکہ میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں' رات میں سوتا ہوں اور نماز کے لیے کھڑا بھی ہوتا ہوں اور شادیاں بھی کرتا ہوں۔ پس جو شخص میری سنت کو پسند نہیں کرتا وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔''

معلمین و مربین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ کسی بھی مرحلہ میں اپنے زیر تربیت افراد کو کسی بھی پہلو سے غلو اور انتہا پسندی کی طرف نہ جانے دیں۔ غور و فکر' معاملہ و برتاؤ' قول و قرار' عمل و کارکردگی' دعوت و تبلیغ غرض کہ ہر محاذ پر اعتدال و توازن کا عادی بنائیں۔ خود بھی غلو کے رویہ سے بچیں اور دوسروں میں بھی اس کی آمیزش نہ ہونے دیں۔ کیوں کہ غلو لوگوں میں وحشت و تنفر پیدا کرتا ہے۔ لوگ فطری طور پر اس کو برداشت نہیں کر سکتے اور اگر اس کو برداشت بھی کر لیں تو زیادہ دنوں تک گاڑی نہیں چل پاتی بلکہ وہ اکتاہٹ کا شکار ہو کر فرائض تک سے دور ہو جاتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ کوئی یکبارگی اٹھتا ہے اور نوافل کا اس قدر اہتمام کرتا ہے کہ نہ راتوں کو سوتا ہے اور نہ ہی دن میں کسی مستحب نفل کو چھوڑتا ہے جب دیکھیے نماز پڑھتے دکھائی دیتا ہے مگر یہ کیفیت زیادہ دنوں تک برقرار نہیں رہ پاتی بلکہ جب وہ اکتاہٹ کا شکار ہوتا ہے تو نوافل تو درکنار وہ فرض نمازوں میں بھی سستی کرنے لگتا ہے۔

چونکہ دین اسلام پوری زندگی اور تمام انسانوں کے لیے ہے اس لیے اسلام نے اپنے مزاج میں کسی بھی طرح کے غلو اور تشدد کی کوئی گنجائش نہیں رکھی۔ اسلام لوگوں کے لیے بار نہیں بلکہ سکون و راحت کا سبب ہے۔ اس نقطہ نظر کو نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کی تربیت کے سلسلہ میں ہر وقت ملحوظ رکھتے تھے۔ جب بھی آپ کو معلوم ہوتا کہ کہیں پر اعتدال سے تجاوز ہو رہا ہے تو آپ اس پر بند لگاتے۔ ایک بار سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز

❶ بخاري ـ كتاب النكاح : باب الترغيب في النكاح (ح ٥٠٦٣)۔ مسلم ـ كتاب النكاح : باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه اليه (ح ١٤٠١).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھاتے وقت لمبی قرأت کی۔ کسی نمازی نے رسول اللہ ﷺ سے آکر شکایت کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا:

((يَا مُعَاذُ اَفَتَّانٌ اَنْتَ؟ اَوْ اَفَاتِنٌ اَنْتَ؟ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ .)) ❶

''اے معاذ! تم لوگوں کو آزمائش میں ڈال دیتے ہو'' آپ نے ناپسندیدگی کے لیے ان کلمات کو تین بار دہرایا۔''

جب زندگی کے کسی پہلو میں غلو کی روش اختیار کی جاتی ہے تو زندگی کے دوسرے پہلو اس سے متاثر ہوتے ہیں اور بہت سے حقوق اور ذمہ داریوں کی ادائیگی میں کوتاہی بھی ہوتی ہے۔ اگر اسراف ہوگا تو لازماً دوسری طرف کسی کی حق تلفی ہوگی۔ اگر عبادت میں حد سے زیادہ شغف ہوگا تو حقوق العباد کی ادائیگی میں کوتاہی بھی ہوگی۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ تک جب یہ خبر پہنچی کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ عبادت میں اتنے مشغول ہو گئے ہیں کہ گھر والوں کے حقوق بھی بھول گئے ہیں تو آپ نے ان سے کہا تم دن میں روزے رکھتے ہو اور رات میں نمازیں پڑھتے ہو؟ سیدنا عبداللہ نے عرض کیا: ''ہاں! اے اللہ کے رسول۔'' یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَ اَفْطِرْ وَ قُمْ وَ نَمْ فَاِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَ اِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَ اِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَ اِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا .)) ❷

''ایسا نہ کرو! روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو۔ سوؤ بھی اور جاگو بھی، اس لیے کہ تمھارے جسم کا تم پر حق ہے، تمھاری آنکھوں کا تم پر حق ہے، تمھاری بیوی کا تم پر حق ہے اور جو لوگ تم سے ملنے آتے ہیں ان کا بھی تم پر حق ہے۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الادب المفرد'' میں سیدنا محجن اسلمی رضی اللہ عنہ کا ایک

❶ بخاري ـ كتاب الاذان : باب من شكا امامه اذا طول (ح ٧٠٥)۔ مسلم ـ كتاب الصلاة : باب القراءة في العشاء (ح ٤٦٥).

❷ بخاري ـ كتاب الصوم : باب حق الجسم في الصوم (ح ١٩٧٥، ١٩٧٧)۔ مسلم ـ كتاب الصيام : باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به (ح ١١٥٩).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعہ روایت کیا ہے' اس میں صحابی فرماتے ہیں: ''حتیٰ کہ جب ہم مسجد میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو نماز پڑھنے اور رکوع و سجود میں مشغول دیکھا تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''یہ کون ہے؟'' میں اس کی خوب تعریف کرنے لگا' میں نے کہا: ''یا رسول اللہ ﷺ! یہ فلاں صاحب ہیں' یہ ایسے ہیں اور ایسے ہیں'' (الادب المفرد کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''یہ فلاں صاحب ہیں' یہ تمام اہل مدینہ میں سب سے عمدہ نماز پڑھتے ہیں'') رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بس کر' اسے نہ سناؤ' ورنہ تم اسے ہلاک کر دو گے۔'' ❶

صحیح بخاری میں سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو سنا کہ کسی کی تعریف کر رہا ہے اور تعریف میں اسے حد سے بڑھا رہا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اس آدمی کو تباہ کر دیا۔'' یا فرمایا: ''تم نے اس کی کمر توڑ دی۔'' ❷

یہاں نبی اکرم ﷺ نے اس غلط تعریف کرنے والے کو' جو مبالغہ آمیز انداز میں تعریفیں کر رہا تھا' اس کی غلطی کے انجام کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مبالغہ آمیز تعریف کی وجہ سے ممدوح کے دل میں فخر پیدا ہو جائے گا' وہ غرور اور تکبر کی وجہ سے اکڑنے لگے گا۔ ممکن ہے اس تعریف کی وجہ سے اسے جو شہرت حاصل ہو وہ اس پر بھروسا کرتے ہوئے عمل میں سستی کا شکار ہو جائے یا تعریف کی لذت محسوس کر کے ریاکاری میں مبتلا ہو جائے' اور اس طرح وہ ہلاک ہو جائے۔ نبی اکرم ﷺ نے اسی چیز کو ان الفاظ میں بیان فرمایا: ((اَهْلَكْتُمْ)) ''تم نے اسے تباہ کر دیا'' یا ((قَطَعْتُمْ عُنُقَ الرَّجُلِ)) ''تم نے اس کی گردن کاٹ دی'' یا ((قَطَعْتُمْ ظَهْرَ الرَّجُلِ)) ''تم نے اس کی کمر توڑ دی۔

غرض نبی کریم ﷺ نے غلو و انتہا پسندی سے اجتناب کر کے راہِ اعتدال پر چل کر اور لوگوں کو راہِ اعتدال پر چلنے کی تلقین کر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مزاج کو اعتدال پسند اور میانہ رو بنا دیا تھا۔

---

❶ الادب المفرد للبخاری - باب ما یحثیٰ فی وجوہ المداحین (ح ٣٤١)۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے حسن کہا ہے۔

❷ صحیح البخاری-کتاب الشهادات باب ما یکره من الاطناب فی المدح (ح ٢٦٦٣).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تدریج و ترتیب

رسول اکرم ﷺ دعوت و تربیت کے سلسلہ میں تدریج کا اہتمام فرماتے تھے۔ کسی مخاطب پر ہدایات کو یکبارگی نہ لادتے بلکہ اپنے مخاطب کی صلاحیت اور طاقت کے مطابق اسے تھوڑے تھوڑے احکام کا پابند بناتے۔ واقعہ یہ ہے کہ تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں تدریج ایک فطری اور ضروری چیز ہے۔ اگر تدریج کا خیال نہ رکھا جائے تو اصلاح و تربیت کا کام کیا ہی نہیں جا سکتا۔ زیر تربیت افراد کی خوبیوں اور خامیوں کا اچھی طرح تجزیہ کر کے ایک ایک خامی کو دور کرنا چاہیے اور ایک ایک خوبی کو پروان چڑھانا چاہیے۔ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ کسی کی تمام خامیاں یک لخت ختم ہو جائیں تو یہ خام خیالی ہو گی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کا نزول ۲۳ سالوں کے درمیان جستہ جستہ ہوا۔ اسی طرح اسلامی احکام و تعلیمات کا نفاذ یک لخت نہیں کیا گیا بلکہ تدریج و ترتیب کو پیش نظر رکھا گیا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جو کردار پروان چڑھا اس کی مثال کسی دوسری تحریک میں نہیں ملتی۔

رسول اللہ ﷺ تدریج کا کس درجہ خیال رکھتے تھے اس کا اندازہ اس نصیحت سے بخوبی ہو جاتا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کرتے ہوئے کی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّكَ سَتَأْتِيْ قَوْمًا اَهْلَ كِتَابٍ فَاِذَا جِئْتَهُمْ فَادْعُهُمْ اِلٰى اَنْ يَّشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لَكَ بِذٰلِكَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لَكَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فُقَرَائِهِمْ .)) ❶

''تم ایک ایسی قوم کی طرف جا رہے ہو جو اہل کتاب ہے۔ تم پہلے انہیں توحید اور رسالت کی دعوت دینا۔ جب وہ یہ بات مان لیں کہ اللہ ایک ہے اور محمد (ﷺ) اُس کے رسول ہیں تو پھر انہیں یہ بتانا کہ اللہ نے دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جب وہ یہ بات تسلیم کرلیں تو پھر انہیں یہ بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو مالداروں سے لی جائے گی اور غریبوں کی ضروریات پر خرچ کی جائے گی۔''

دیکھا آپ نے؟ نبی کریم ﷺ نے دعوت و تربیت کے سلسلہ میں سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو کس طرح تدریج کا حکم دیا کہ وہ اپنی دعوت کا آغاز اسلام کی بنیادی تعلیم سے کریں۔ لوگوں کو پہلے توحید اور رسالت محمدی ﷺ کی تعلیم دیں۔ جب وہ اس بنیادی اصول کو تسلیم کرلیں تو پھر انہیں اسلام کے دوسرے رکن نماز کی طرف بلائیں۔ جب وہ نماز کے سلسلے میں بھی مطیع ہو جائیں تب انہیں اسلام کے تیسرے رکن زکوٰۃ سے آگاہ کیا جائے اور اس طرح تدریج کے ساتھ پورا اسلام ان کے سامنے پیش کر دیا جائے۔

آج کل دیکھا گیا ہے کہ دعوت و اصلاح کا کام کرنے والے لوگ پہلے ہی مرحلہ میں مکمل تبدیلی اور انقلاب کی دعوت دے بیٹھتے ہیں اور بہت سے مربی اپنے مخاطبین سے پہلے ہی مرحلہ میں یک لخت تبدیلی کا مطالبہ کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اسلامی عقائد کو تسلیم کرتے ہی اور تمام فرائض ادا کرنے اور محرمات سے بچنے کے ساتھ نوافل کا اہتمام بھی کریں۔ مکروہات و مباحات سے بھی بچیں بلکہ بعض لوگ فروع اور جزئیات پر زیادہ زور دیتے ہیں اور اصول و مبادی کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔

تدریج میں جہاں یہ بات شامل ہے کہ تمام چیزوں کی یکبارگی تلقین نہیں کرنا چاہئے

❶ بخاری ۔ کتاب الزكاة : باب اخذ الصدقة من الاغنياء و ترد فى الفقراء حيث كانوا (ح ١٤٩٦)۔ مسلم ۔ کتاب الایمان : باب الدعاء الى الشهادتين و شرائع الاسلام (ح ١٩).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہیں یہ بات بھی شامل ہے کہ درجات ومراتب کا بھی خیال رکھا جائے۔ جو سب سے اہم بات ہے۔ پہلے اس کی طرف توجہ دلائی جائے' پھر جو اس سے کم ہو اس کی طرف توجہ مبذول کرائی جائے۔ یعنی الاوّل فالاوّل کا خیال رکھا جائے۔

تدریج کے اس پہلو کی وضاحت کرتے ہوئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((اِنَّمَا نَزَلَ اَوَّلَ مَا نَزَلَ مِنْهُ سُوْرَةٌ مِنَ الْمُفَصَّلِ فِيْهَا ذِكْرُ الْجَنَّةِ وَ النَّارِ حَتّٰى اِذَا ثَابَ النَّاسُ اِلَى الْاِسْلَامِ نَزَلَ الْحَلَالُ وَ الْحَرَامُ وَ لَوْ نَزَلَ اَوَّلَ شَيْءٍ لَا تَشْرَبُوا الْخَمْرَ لَقَالُوْا لَا نَدَعُ الْخَمْرَ اَبَدًا وَلَوْ نَزَلَ لَا تَزْنُوْا لَقَالُوْا لَا نَدَعُ الزِّنَا اَبَدًا .)) ❶

''قرآن پاک میں پہلے پہل صرف وہ سورتیں نازل ہوئیں جن میں جنت اور جہنم کا ذکر ہے۔ یہاں تک کہ جب لوگ اسلام کے سائے میں آ گئے تو حرام اور حلال کی آیتیں نازل ہوئیں اور اگر پہلے ہی مرحلہ میں وہ آیات نازل ہو جاتیں۔ جن میں شراب اور زنا کو حرام قرار دیا گیا ہے تو لوگ پکار اُٹھتے: ''ہم شراب اور زنا کو کبھی نہیں چھوڑیں گے۔''

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جو لوگ احیائے اسلام کی کوشش کر رہے ہیں ان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے نصب العین اور منزلِ مقصود تک پہنچنے کے سلسلہ میں تدریج کے قانون کو نگاہوں کے سامنے رکھیں اور درمیانی منازل سے اعراض نہ کریں۔

تدریج کا یہ قانون فطری ہے اور تمام مخلوقات میں پایا جاتا ہے۔ انسان' حیوانات اور نباتات میں سے ہر وجود تدریجی مراحل سے گذر کر اپنے کمال کو پہنچتا ہے۔ پھر اصلاح و تربیت جو گوناگوں نزاکتوں کو لیے ہوئے ایک عظیم فریضہ ہے' بغیر تدریج کے کس طرح مؤثر ہو سکتی ہے؟

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے جب خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالیں اور زندگی کے

❶ بخاري - كتاب فضائل القرآن: باب تاليف القرآن (ح ٤٩٩٣).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قافلے کو خلفاء راشدین کی راہ پر لگانے کا ارادہ کیا تو ان کے غیور و پر جوش بیٹے عبدالملک نے جب یہ دیکھا کہ غلطیوں کی اصلاح کرنے اور مظالم کو رفع کرنے میں تاخیر ہو رہی ہے تو ایک روز اپنے والد عمر بن العزیز رحمہ اللہ سے کہا:

"آپ سارے معاملات کو جلد از جلد درست کیوں نہیں کر دیتے۔ حق کی راہ میں ہمیں جو کچھ بھی پیش آئے اس کی ہمیں کوئی پرواہ نہیں کرنا چاہئے۔"

یہ سن کر مدبر باپ نے جواب دیا:

"بیٹے! جلدی نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں شراب کی مذمت میں دو بار آیتیں نازل کیں۔ پھر تیسری بار آیات نازل کر کے شراب کو حرام قرار دیا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر میں تدریج کو نظر انداز کر کے یکبارگی لوگوں کو پورے حق پر آمادہ کرنے کی کوشش کروں تو کہیں لوگ اسے چھوڑ نہ دیں تو یہ بھی بڑا فتنہ ہوگا۔" ❶

اصلاح و تربیت کے سلسلہ میں تدریج کی بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ایک طرف انسانی تجربات یہ ثابت کرتے ہیں کہ تدریج ایک فطری عمل ہے دوسری طرف رسول اللہ ﷺ کا اسوۂ بھی اس کی وضاحت کرتا ہے اور آپ کی پوری حیات دعوت و تربیت تدریج کے حسن سے روشن ہے۔

---

❶ سیرة عمر لابن عبد الحکم ص ٦٠ بحواله اخبار عمر بن عبدالعزیز ص ٥٧ بهامش.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رجائیت پسندی

نبی کریم ﷺ اصلاح و تربیت' دعوت و تبلیغ کے سلسلہ میں یاس و قنوطیت کے بجائے امید و رجا کو اہمیت دیتے تھے۔ اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کی حوصلہ افزائی فرماتے' اُن کی ہمت بندھاتے اور سخت سے سخت حالات میں بھی روشن پہلو کو اجاگر کرتے۔

ایک بار سیدنا خباب رضی اللہ عنہ بن الارت نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا:

''اے اللہ کے رسول ﷺ !.....راہِ اسلام میں ہمیں ستایا جا رہا ہے' شدید ترین ایذائیں پہنچائی جا رہی ہیں۔ کیا آپ ﷺ ہمارے لیے دعائیں نہیں کریں گے' کیا آپ ﷺ ہمارے لیے اللہ سے مدد طلب نہیں کریں گے؟۔''

ان کی یہ شکایت سن کر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((كَانَ الرَّجُلُ فِيمَنْ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهُ فِي الْاَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيهِ فَيُجَاءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوْضَعُ عَلٰى رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِاثْنَتَيْنِ وَ مَا يَصُدُّهُ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهِ وَ يُمْشَطُ بِاَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَادُوْنَ لَحْمِهِ مِنْ عَظْمٍ اَوْ عَصَبٍ وَ مَا يَصُدُّهُ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهِ وَاللّٰهِ لَيُتِمَّنَّ هٰذَا الْاَمْرَ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ اِلٰى حَضْرَ مَوْتَ لَا يَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ اَوِ الذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهٖ وَ لٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ .)) ❶

''تم سے پہلے ایسے لوگ گزرے ہیں جن کی ہڈیوں سے گوشت اور پٹھوں کو لوہے کی کنگھیوں سے چھیل دیا گیا۔ ان میں سے کسی کے آری سے دو ٹکڑے کر دیئے گئے۔ وہ ان تکلیفوں کو برداشت کرتے تھے۔ لیکن اپنے دین سے منحرف

❶ بخاري ـ كتاب المناقب : باب علامات النبوة فى الاسلام (ح ٣٦١٢).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوتے تھے۔ اللہ اس دین کو ضرور غالب کرے گا۔ یہاں تک کہ سوار صنعاء سے حضرموت تک سفر کرے گا۔ اسے راستہ میں اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا' البتہ اپنی بھیڑ بکریوں پر بھیڑیوں کا اندیشہ ہوگا۔ یہ سب کچھ ہو کر رہے گا۔ لیکن تم لوگ جلد بازی کر رہے ہو؟"

مکہ کے پر آشوب حالات کا تصور کیجئے۔ جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مصائب و آلام کے پہاڑ ڈھائے جا رہے تھے۔ ان کربناک حالات میں جب رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی جاتی ہے تو پہلے آپ انبیاء علیہم السلام اور ان کے ماننے والوں پر کیے گئے مظالم کا تذکرہ کر کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ڈھارس بندھاتے ہیں اور مستقبل میں کامیابی و کامرانی کا مژدہ سناتے ہیں۔

غور کیجئے جب حالات اس قدر ناسازگار تھے کہ اسلام قبول کرنا اژدھے کے منہ میں ہاتھ دینے کے مترادف تھا' جب ہر مسلمان استہزاو تمسخر کا نشانہ اور ابتلاء و آزمائش کا تختہ مشق بنا ہوا تھا' ان تاریک ترین حالات میں بھی رسولِ اللہ ﷺ اسلام کی رفعت و سربلندی اور اسلامی نظام کے نفاذ کی خوشخبری سنا رہے تھے۔

آج ہم حالات کی ناسازگاری سے بددل اور مایوس ہو جاتے ہیں۔ روشن مستقبل کے سلسلے میں ہمارے اندر کوئی امنگ نہیں پائی جاتی۔ حالات کی ناسازگاری کا شکوہ کر کے ہمت ہار کر بیٹھ جاتے ہیں۔ جن افراد کی تربیت کی ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے۔ ہم خود حالات کی پر آشوبی کی منظر کشی کر کے ان کے حوصلوں کو پست کر دیتے ہیں۔ انہیں اقتدارِ وقت کے سخت ردیہ کے اندیشوں میں مبتلا کر کے ان کے حوصلوں کو پست کر دیتے ہیں' اور انہیں پست ہمت بنا دیتے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کا اسوۂ ہمارے سامنے موجود ہے کہ آپ ﷺ نے تاریک سے تاریک حالات میں بھی امید و رجا کی تعلیم دی۔ مظلومی و بے بسی کے عالم میں بھی ہمت افزائی کی باتیں کیں اور اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے حوصلوں کو بلند کیا۔

یقیناً آج اسلام اور مسلمان طرح طرح کے مسائل سے دو چار ہیں۔ منکرات پھیل رہے ہیں اور نیکیاں دب رہی ہیں' شیطان اور اس کے چیلے آزادانہ اپنی طاغوتی سرگرمیوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مصروف ہیں اور بندگانِ رب العالمین کے لیے راہیں مسدود کی جا رہی ہیں۔ بگاڑ اور کرپشن نے پورے انسانی سماج کو اپنے حصار میں لے لیا ہے۔ کمیونزم' الحاد و دہریت کے سرسبز باغ دکھا کر ہماری نسلوں کو گمراہ کر رہا ہے' سیکولرزم پورے زور و شور سے لادینیت کو فروغ دے رہا ہے۔ عیسائی مشینریاں ہمارے نونہالوں کو ہم سے اچک لینا چاہتی ہیں۔ ذرائع ابلاغ عریانیت و فحاشی کے لیے وقف ہو کر رہ گئے ہیں۔ بے شرمی و بے حیائی اپنے عروج پر پہنچ چکی ہے۔ فحش لٹریچر اور عریاں فلموں نے رہی سہی کسر پوری کر دی ہے اور پورا انسانی سماج بد اخلاقی اور بے راہ روی کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ لیکن پھر بھی مایوسی و ناامیدی کی کوئی وجہ نہیں۔ اگر خلوص اور کامیابی کے عزم کے ساتھ دعوت و تبلیغ اور اصلاح و تربیت کا کام کیا جائے تو میدان اہل حق کے ہاتھوں میں ہی رہے گا۔ حوصلوں کو بلند رکھتے ہوئے عزیمت کے ساتھ راہِ حق پر گامزن رہا جائے تو اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد ضرور آئے گی۔

موجودہ حالات کا ذرا تقابل کیجیے۔ ان حالات سے جب اللہ کے رسول بے بسی کے عالم میں اپنے وطن کو خیر آباد کہہ رہے تھے' مکہ کی ان وادیوں کو الوداع کہہ رہے تھے۔ جہاں آپ ﷺ نے زندگی کے ۵۳ سال گزارے تھے۔ ان گلیوں کو رخصت کر رہے تھے' جہاں آپ ﷺ نے صبح و شام بسر کیے تھے۔ اپنے پیارے وطن کو چھوڑتے ہوئے آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے اور آپ ﷺ نے کعبۃ اللہ سے مخاطب ہو کر کہا:

((وَاللّٰهِ! اِنَّكَ لَخَيْرُ اَرْضِ اللّٰهِ وَاَحَبُّ اَرْضِ اللّٰهِ اِلَى اللّٰهِ وَ لَوْلَا اَنِّيْ اُخْرِجْتُ مِنْكَ مَا خَرَجْتُ .)) ❶

''اللہ کی قسم! تو مجھے بہت عزیز (پیارا) ہے' اگر میرے وطن کے لوگ مجھے مجبور نہ کرتے تو میں تجھے کبھی چھوڑ کر نہ جاتا۔''

کتنے سخت حالات رہے ہوں گے جب اللہ کے رسول اور آپ ﷺ کے ساتھی اپنے

---

❶ ترمذی ۔ کتاب المناسك : باب فی فضل مكة (ح ۳۹۲۵)۔ ابن ماجه ۔ کتاب المناسك : باب فضل مكة (ح ۳۱۰۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاروبار' گھربار' خاندان و رشتہ دار اور اپنے وطن کو چھوڑ کر مدینہ کی جانب ہجرت کر رہے تھے۔ کیا مظلومیت و بے بسی کی اس سے بھی زیادہ کوئی حد ہو سکتی ہے۔ مگر دیکھئے جب اسی سفر ہجرت میں سراقہ بن مالک بن جعشم انعام کے لالچ میں آپ ﷺ کا تعاقب کرتا ہے۔ وہ فال نکالتا ہے۔ فال نفی میں نکلتی ہے مگر انعام کا لالچ آج آبائی رسوم کی بیڑیوں کو کاٹ ڈالتا ہے۔ گھوڑے کو کئی بار ٹھوکر لگتی ہے۔ وہ ہر بار ٹھٹکتا ہے' مگر انعام کا لالچ ہر بار اسے تعاقب کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ جب وہ تعاقب کرتے کرتے بہت قریب پہنچ جاتا ہے تو اس کے گھوڑے کے پیر گھٹنوں تک زمین میں دھنس جاتے ہیں۔ اس کی عقل پر پڑا ہوا پردہ اٹھ جاتا ہے اور وہ پکار اٹھتا ہے "اے اللہ کے رسول ﷺ! **مجھے امان لکھ دیجئے۔**" ❶ زبانِ رسالت مآب ﷺ سے بیساختہ یہ الفاظ نکلتے ہیں۔

"اے سراقہ بن مالک بن جعشم! میں تمہارے ہاتھ میں کسریٰ کے کنگن دیکھ رہا ہوں۔" ❷

غور کیجئے! حالات مظلومی و بے بسی کی آخری حدِ کو چھو رہے ہیں مگر اللہ کے رسول کی پر امید نظریں وقت کی سب سے بڑی طاقت کو مفتوح اور اسلام کو فاتح کی حیثیت سے دیکھ رہی ہیں' نگاہ عزیمت کی یہ شان کہ کسریٰ کے کنگن ایک خانہ بدوش بدو کے ہاتھوں میں نظر آ رہے ہیں۔

یہ ہے وہ رجائیت جس کی بنیاد پر تحریکیں وجود میں آتی ہیں؛ آگے بڑھتی ہیں اور اپنی منزل کو پالیتی ہیں۔

ایک بار کلید بردار کعبہ عثمان بن طلحہ سے رسول رحمت ﷺ نے کعبہ کا دروازہ کھولنے کے لیے کہا تو اس نے انکار کر دیا۔ غور کیجئے' مکی دور میں حالات کتنے سخت اور ناساز گار تھے مگر آپ ﷺ نے ان تاریک ترین حالات میں شمع امید کو ان الفاظ سے فروزاں کیا:

❶ بخاری۔ کتاب مناقب الانصار : باب ہجرۃ النبی ﷺ واصحابہ الی المدینۃ (ح ۳۹۰۶)

❷ الاصابۃ (۲/ ۱۹) اسد الغابۃ (۲/ ۲۶۵۔۲۶۶) مرسلاً عن حسن البصری .

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ایک دن آنے والا ہے جب یہ کنجی ہمارے ہاتھ میں ہوگی اور ہم جسے چاہیں گے اس کے حوالے کر دیں گے۔" ❶

آیئے غزوۂ خندق کے واقعہ پر بھی غور کرتے چلیں۔ اسلام دشمن طاقتوں نے متحدہ محاذ بنا کر اسلام اور مسلمانوں کو ختم کر دینے کا منصوبہ بنایا۔ تمام عرب قبائل اور یہودی طاقتوں نے مجتمع ہو کر مدینہ پر حملہ کی تیاری مکمل کر لی۔ ذرا غور کیجیے۔ مخالفین کا ٹڈی دل لشکر، خندق کی کھدائی کا مرحلہ رفقاء کی قلت، بے سرو سامانی کی انتہا، فاقہ کشی کا عالم، منافقین کے ہمت شکن عذرات، مدینہ میں یہودیوں کی سازشوں کے اندیشے، انسانی حوصلوں کو دبا دینے والی اس پیچیدہ صورتِ حال میں اللہ کے رسول اپنے اصحاب کے ساتھ خندق کھودنے میں منہمک ہیں مگر پھر بھی مایوسی و ناامیدی کا دور دور تک کوئی نشان نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی عزیمت و ہمت، نشاط و شگفتگی اور بلند ہمتی و بلند حوصلگی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے مہمیز کا کام کر رہی ہے۔ خندق کی کھدائی کے دوران کچھ سخت چٹانیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نہیں ٹوٹ پائیں۔ رسول اللہ ﷺ کدال سنبھال کر ضرب لگاتے ہیں۔ پہلی ضرب لگا کر فرمایا کہ یمن میرے لیے فتح ہو گیا، دوسری ضرب لگا کر فرمایا شام اور المغرب میرے لیے سرنگوں ہو گئے۔ تیسری ضرب لگا کر فرمایا خطہ مشرق (ایران) فتح ہو گیا۔ ❷

غور کیجیے! انتہائی ناسازگار حالات میں اللہ کے رسول ﷺ عظیم ملکوں اور شہروں کی فتح کی بشارت اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو سنا رہے ہیں۔ جن ناگفتہ بہ حالات میں بظاہر اپنا دفاع بھی مشکل نظر آ رہا ہے وہاں رسول اللہ ﷺ کی نظر دور رس، اور نگاہِ رجائیت ایران و شام کو

---

❶ زاد المعاد (۳/ ۴۰۹) طبقات ابن سعد و لم اجده فيه و ذكره ابن الجوزى فى "المنتظم" (۵/ ۱۸۹، ۱۹۰) و فيه الواقدى متروك۔

❷ نسائى فى الكبرى (۵/ ۲۶۹-۲۷۰) (ح ۸۸۵۸) لیکن اس کی سند میمون ابو عبداللہ کی وجہ سے ضعیف ہے، سیرة ابن هشام (۳/ ۲۶۱) بدون السند۔ تھوڑے اختلاف کے ساتھ اس مفہوم کی روایت نسائی، حسن سند کے ساتھ کتاب الجهاد: باب غزوة الترك و الحبشة (ح ۳۱۷۶) میں ہے۔ ابو داؤد (ح ۴۳۰۲) حسن سند کے ساتھ۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتح ہوتے ہوئے دیکھ رہی ہے۔ رجائیت کا یہی وہ پہلو تھا جو مکہ سے لے کر مدینہ تک اصحاب رسول کو نیا حوصلہ اور نئی امنگ دیتا رہا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رجائیت کا یہ نعرہ کہ اسلام کے سامنے عرب و عجم مفتوح ہوں گے تحریک اسلامی کا سلوگن ہے۔

تعلیم و تربیت اور دعوت و تبلیغ کے سلسلہ میں امید و رجاء کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑنا چاہیے۔ حالات کتنے بھی ناسازگار ہوں' مایوسی و بددلی کا شکار نہ ہونا چاہیے۔ بلکہ بلند حوصلگی اور عزم و یقین کی قوت کے ساتھ اپنے کام کو جاری رکھنا چاہیے۔ جب تحریکیں رجاء و امید کا دامن تھامے بلند حوصلگی سے منزل کی طرف بڑھتی ہیں تو منزل خود ان سے قریب ہونے لگتی ہے اور جب کوئی تحریک مایوسی کا شکار ہو جاتی ہے تو اس کی منزل اس قدر دور ہو جاتی ہے کہ اسے پالینا ناممکن ہو جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسنِ ظن اور چشم پوشی

اپنے ساتھیوں کے ساتھ حسن ظن رکھنا ان کی لغزشوں کی تاویل کر لینا' معمولی معمولی کوتاہیوں کو نظر انداز کر دینا کسی بھی جماعت یا تحریک کے لیے ضروری ہے۔ کسی کی تربیت اس وقت تک ناممکن ہے جب تک اس کے ساتھ حسن ظن اور خوش گمانی سے کام نہ لیا جائے۔ سوءِ ظن کے ساتھ نہ کبھی کوئی کام ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ سیرت اور کردار کی تعمیر جیسے عظیم کام کے لیے ضروری ہے کہ اپنے زیر تربیت افراد کے سلسلے میں ہر قسم کی بدگمانی سے بچا جائے۔ جب تک واضح طور پر کوئی بات سامنے نہ آ جائے اس وقت تک بدگمانی کے ذرا سے شائبہ کو بھی شامل ہونے کی اجازت نہ دی جائے اور اگر غلطی واضح ہو کر سامنے آ جائے تو حتی الامکان حسن ظن سے کام لے کر' خوب صورت تاویل کر کے اسے نظر انداز کر دیا جائے۔ ایک مربی کی نگاہ اگر کسی کی کوتاہی کی جانب اٹھے تو اس طرح سے اٹھے جیسے ایک طبیب کی نگاہ کسی بیمار کی طرف اٹھتی ہے نہ کہ اس طرح جیسے کسی سی آئی ڈی کی نگاہ چور کی طرف اٹھتی ہے۔ آیئے، اس سلسلہ میں اسوۂ رسول ﷺ کا مطالعہ کریں:

سیدنا ابی امامہ باہلی بیان کرتے ہیں:

((اِنَّ فَتَی شَابًا اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ' ائْذِنْ لِیْ بِالزِّنَا ، فَأَقْبَلَ الْقَوْمُ عَلَیْهِ فَزَجَرُوْهُ، وَ قَالُوْا: مَهْ مَهْ ، قَالَ : ادْنُهْ فَدَنَا مِنْهُ قَرِیْبًا، قَالَ : فَجَلَسَ، قَالَ : أَتُحِبُّهُ لِأُمِّكَ ؟ قَالَ : لَا، وَ اللّٰهِ جَعَلَنِیَ اللّٰهُ فِدَاءَ كَ، قَالَ : وَ لَا النَّاسُ یُحِبُّوْنَهُ لِأُمَّهَاتِهِمْ، قَالَ : أَفَتُحِبُّهُ لِا بْنَتِكَ؟ قَالَ : لَا، وَاللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جَعَلَنِی اللّٰهُ فِدَاءَ كَ، قَالَ : وَ لَا النَّاسُ یُحِبُّوْنَهُ لِبَنَاتِهِمْ، قَالَ : أَفَتُحِبُّهُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِأُخْتِكَ ؟ قَالَ : لا ، وَاللّٰهِ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاءَ كَ ، قَالَ : وَ لَا النَّاسُ يُحِبُّوْنَهُ لِأَخَوَاتِهِمْ ، قَالَ : أَفَتُحِبُّهُ لِعَمَّتِكَ ؟ قَالَ : لا ، وَاللّٰهِ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاءَ كَ ، قَالَ : وَ لَا النَّاسُ يُحِبُّوْنَهُ لِعَمَّاتِهِمْ ، قَالَ : أَفَتُحِبُّهُ لِخَالَتِكَ ؟ قَالَ : وَ لَا ، وَاللّٰهِ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاءَ كَ ، قَالَ : وَ لَا النَّاسُ يُحِبُّوْنَهُ لِخَالَاتِهِمْ ، قَالَ : فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ وَ قَالَ : ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهُ ، وَ طَهِّرْ قَلْبَهُ ، وَ حَصِّنْ فَرْجَهُ)) فَلَمْ يَكُنْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْفَتٰى يَلْتَفِتُ إِلٰى شَيْءٍ .))

''ایک قریشی نوجوان نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر عرض کیا:

''اے اللہ کے رسول! مجھے زنا کی اجازت دے دیجئے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس نوجوان کی جسارت پر بھڑ گئے اور اس کو سخت سزا دینی چاہی' مگر نبی کریم ﷺ نے ایک دوسرا موقف اختیار کیا۔ آپ ﷺ نے اسے قریب بلایا اور کہا:

أَتُحِبُّهُ لِأُمِّكَ؟

''کیا تم یہ بات اپنی ماں کے لیے پسند کرتے ہو؟''

نوجوان نے کہا: ''میری جان آپ ﷺ پر قربان ہو' اللہ ذوالجلال کی قسم! یہ بات میں اپنی ماں کے لیے کبھی پسند نہیں کر سکتا۔'' پھر آپ ﷺ نے اس کی بہن' پھوپھی اور خالہ کے بارے میں اسی طرح سوالات کیے اور ہر سوال کے بعد اس سے پوچھتے: ''کیا تم اسے پسند کرتے ہو؟'' اور وہ ہر بار یہی جواب دیتا ''میری جان آپ ﷺ پر قربان ہو' اللہ کی قسم! میں یہ پسند نہیں کر سکتا۔''

آپ ﷺ ہر جواب کے بعد فرماتے: ''لوگ بھی اسے پسند نہیں کرتے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس نوجوان کے سر پر رکھا اور دعاء کی:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهُ وَ طَهِّرْ قَلْبَهُ وَ حَصِّنْ فَرْجَهُ .))

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے اللہ! اس کے گناہوں کو معاف کر دے' اس کے دل کو پاک فرما دے' اس کی شرمگاہ کو برائیوں سے محفوظ کر دے۔''

اس کے بعد وہ نوجوان اس طرح کی کسی برائی کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔ ❶

غور کیجئے کتنا نازک موقع تھا مگر رسول اللہ ﷺ نے کس حکمت اور نرمی کے ساتھ نوجوان کے جذبات کو صحیح رخ دیا۔ وقتی طور پر یہ نوجوان جس جوش اور غلبہ نفس کا شکار ہو گیا تھا آپ ﷺ اس پر بھڑے نہیں بلکہ حسن ظن سے کام لیا کہ ایک عارضی اور وقتی نفسانی خواہش اس پر غالب آ گئی ہے ورنہ اس کے باطن میں نیکی کا جذبہ پوشیدہ ہے۔ اگر وہ نوجوان طبیعت کا پاک نہ ہوتا تو اجازت ہی لینے کیوں آتا۔ چنانچہ آپ اس کی گستاخی سے چشم پوشی کرتے ہوئے اس کو مطمئن کرنے لگے۔ یہاں تک اس کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ زنا ایک نہایت ہی شنیع فعل ہے اور پھر وہ زندگی بھر اس طرح کے کسی گناہ کے قریب نہیں پھٹکا!

عام طور سے دیکھا گیا ہے کہ لوگ دوسروں کی خوبیوں کا کوئی تذکرہ نہیں کرتے لیکن اگر کسی سے کوئی چوک ہو جائے تو اس کا اس طرح سے چرچا کرتے ہیں کہ گویا اس شخص میں کوئی خوبی ہی نہیں ہے۔ اسی سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کا طریق کار یہ تھا کہ وہ لوگوں کی اچھائیوں کا تذکرہ کرتے تھے۔ ان کی برائیوں پر پردہ ڈال دیا کرتے تھے۔ اگر آپ ﷺ دیکھتے کہ کسی شخص میں بہت سی خوبیاں ہیں۔ دین اسلام کے فروغ کے سلسلہ میں اس کے بڑے کارنامے ہیں۔ اس نے دین کے لیے بڑی قربانیاں دی ہیں' اس کے باوجود اگر اس سے کوئی لغزش ہو جاتی تو آپ ﷺ اس کے کارناموں کے مقابلہ میں اس کو نظر انداز فرما دیتے۔

رسول اللہ ﷺ جب فتح مکہ کی تیاری کر رہے تھے تو آپ ﷺ کی کوشش تھی کہ اس تیاری کی کوئی خبر باہر نہ جانے پائے۔ اس دوران سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ بن ابی بلتعہ سے ایک لغزش ہو گئی انہوں نے قریش مکہ کے نام ایک خط لکھ دیا جس میں فتح مکہ کی تیاری کی اطلاع دی گئی تھی۔ ظاہر ہے' یہ لغزش خیانت کے مترادف تھی۔ اسی لیے جب یہ خط پکڑا گیا تو سیدنا

❶ مسند احمد (٥/ ٢٥٧).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا:

"اے اللہ کے رسول ﷺ!..... مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔ یہ منافق ہو گیا ہے۔"

لیکن نبی کریم ﷺ کی طرف سے جو جواب ملا وہ یہ تھا:

((اِنَّهٗ شَهِدَ بَدْرًا وَ مَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ.))

"تمہیں کیا معلوم؟ اللہ بدر والوں کے حالات سے آگاہ ہے۔" تبھی تو اللہ نے کہا ہے: "میں نے تم لوگوں کو معاف کر دیا۔" ❶

دیکھئے نبی کریم ﷺ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کی کتنی بڑی غلطی کو نظر انداز کر رہے ہیں۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کے سابقہ کارنامے ہیں۔ انہیں بدر میں شرکت کی فضیلت حاصل ہے، ہجرت کرنے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کا شرف حاصل ہے۔ ان تمام کارناموں کے مقابلہ میں جب سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ سخت قسم کی غلطی کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کے رسول اللہ ﷺ اسے وقتی جذبات سے مغلوبیت سمجھ کر سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کی اجتہادی غلطی سمجھ کر اور حسن ظن سے کام لے کر ان کو معاف کر دیتے ہیں۔ چنانچہ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ نے اپنی صفائی میں یہی بات کہی کہ "اے اللہ کے رسول ﷺ!..... فتح تو آپ ﷺ کو ملنا ہی ہے خواہ قریش مکہ کو اطلاع ہو یا نہ ہو۔ میں نے یہ سوچا کہ مکہ میں میرے گھر والے گھرے ہوئے ہیں۔ اگر میں قریش مکہ کو اطلاع فراہم کو دوں گا تو ہوسکتا ہے وہ میرے احسان کے بدلے میں میرے گھر والوں کی حفاظت کریں۔"

ایک اور مثال سنیے۔ ایک صحابی شراب پینے کے روگ میں مبتلا ہو گئے۔ ایک سے زائد بار شراب پینے کی حالت میں ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ ہر بار ان پر مار پڑتی،

❶ بخاری - كتاب المغازی : باب فضل من شهد بدراً (ح ٣٩٨٣)۔ مسلم - کتاب فضائل الصحابة : باب من فضائل حاطب بن ابی بلتعة (ح ٢٤٩٤)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سزا دی جاتی' لیکن ہر بار شیطان کی لت بن کر ان پر غالب آ جاتا اور وہ پھر شراب پی لیتے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس ان کو لایا جاتا انہیں سزا دی جاتی مگر وہ پھر شراب پی لیتے۔ ایسا کئی بار ہوا۔ ایک بار جب انہیں شراب پینے کی حالت میں پکڑ کر لایا گیا تو کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا:

''کیا بات ہے۔ اللہ کی اس پر لعنت ہو! بار بار اسے لایا جاتا ہے۔''

جب رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجتے ہوئے سنا تو لعنت کرنے والے سے کہا:

((لَا تَلْعَنُوْهُ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ اَنَّهٗ يُحِبُّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ .)) ❶

''اس پر لعنت نہ بھیجو!..... یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے۔''

ایک دوسری روایت میں ہے کہ:

((لَا تَكُوْنُوْا عَوْنَ الشَّيْطَانِ عَلٰى اَخِيْكُمْ .)) ❷

''اپنے دینی بھائی کے مقابلے میں شیطان کی مدد نہ کرو۔''

رسول اللہ ﷺ کی وسیع القلبی کو دیکھیے کہ کس طرح آپ ﷺ نے اس انسان کو اپنی شفقتوں کے سائے میں لے لیا۔ شراب نوشی کے گناہ میں لت پت ہونے کے باوجود اس کے بارے میں حسن ظن کا اظہار کیا۔ اس موقع پر بھی اس کے اچھے پہلو کا تذکرہ کیا اور یہ واضح کیا کہ اگر شراب نوشی بدترین قسم کا گناہ ہے مگر اسلامی اخوت کا رشتہ اب بھی باقی ہے۔ اس لیے لعنت کرنے سے روکا۔ کیونکہ اس سے ایمانی بھائیوں کے درمیان خلیج حائل ہو جاتی ہے۔ اہل ایمان اس سے دور ہو جاتے ہیں اور وہ اہل ایمان سے دور ہو جاتا ہے۔ نتیجتاً وہ شیطان سے قریب ہو جاتا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''اپنے بھائی کے مقابلے میں شیطان کے مددگار نہ بنو۔''

یہاں ٹھہر کر ان لوگوں کو غور کرنا چاہیے جو خوردبین لیے دوسروں کے عیوب تلاش

---

❶ بخاري - كتاب الحدود: باب مايكره من لعن شارب الخمر (ح ٦٧٨٠).

❷ بخاري - حواله سابق (ح ٦٧٨١) بكن رواية اخرى.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے رہتے ہیں اور انہیں اپنے حساب سے ساقط کرتے رہتے ہیں۔ انہیں یہ واقعہ غور وفکر کی دعوت دیتا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے بلند طریق تربیت اور دور رس نگاہ سے موعظت حاصل کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے جب سیدنا خریم اسدی میں دو غلطیاں اور خامیاں نوٹ کیں تو ان کی اصلاح اور تربیت یوں کی:

((نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَيْمُ الْاَسَدِيُّ لَوْ لَا طُوْلُ جُمَّتِهِ وَ اِسْبَالُ اِزَارِهِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ خُرَيْمًا فَجَعَلَ فَاَخَذَ شَفْرَةً فَقَطَعَ بِهَا جُمَّتَهُ اِلٰى اُذُنَيْهِ وَ رَفَعَ اِزَارَهُ اِلٰى اَنْصَافِ سَاقَيْهِ)) ❶

"خریم اسدی کیا اچھا شخص ہے اگر اس کے پٹھے (سر کے بال) بڑھے ہوئے نہ ہوتے' اور اس کی ازار (چادر ٹخنوں سے) نیچے نہ ہوتی۔ یہ خبر خریم کو پہنچی اس نے جلدی سے ایک چھری لے کر بالوں کو کاٹ کر کان کے برابر کر دیا اور ازار کو نصف ساق (پنڈلی) تک اونچا کر دیا۔"

کسی کی خامی یا برائی کا تذکرہ اس انداز سے کرنا کہ گویا کہ یہ برائی اس کے لیے باعث عار ہے اور وہ خود اس برائی کو جو ترک کرنے کی فکر کرے۔ آپ یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ وہ کتنا برا آدمی ہے۔ اس کی چادر ٹخنوں سے نیچے اور بال بہت بڑے ہیں۔ لیکن آپ ﷺ نے دوسرا طریقہ اپنایا اور فائدہ ہوا مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک آدمی کا ذکر ہوا کہ وہ رات کو نماز پڑھتا ہے۔ اور جب صبح ہوتی ہے' تو چوری کرتا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے جواب میں فرمایا ہے کہ:

((اِنَّهُ سَيَنْهَاهُ مَا يَقُوْلُ)) ❷

---

❶ ابو داؤد' کتاب اللباس: باب ماجاء فی اسبال الازار' ح ٤٠٨٩ حسنه حافظ زبیر علی زئی.

❷ مسند احمد ٢/ ٤٤٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''عنقریب اس کی نماز اسے چوری سے روک دے گی۔''

اس میں رسول اللہ ﷺ اگر چاہتے تو اس آدمی کو لعنت ملامت کر سکتے تھے۔ لیکن اس کی بجائے آپؐ نے مثبت رویہ اختیار کیا اور اس کی خوبی کے خامی پر غالب آنے کا ذکر کیا۔ اور یقیناً جب اس آدمی کو یہ خبر ملی ہو گی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے تو وہ اپنی اس برائی سے رک گیا ہو گا۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقام وماحول کی سازگاری

انسان کی فکری وعملی تربیت میں اس کے ماحول کو بڑا دخل ہے۔ خواہ وہ ماحول گھر کا ہو یا مدرسہ کا یا بستی کا۔ انسان جیسے ماحول میں رہتا ہے اس کے اثرات غیر شعوری طور پر وہ ضرور قبول کرتا ہے۔ ہم تو آئے دن دیکھتے ہیں کہ ایک شخص بہت صالح اور نیک ہے مگر اس کو کچھ ایام غلط قسم کے لوگوں کے درمیان گزارنے پڑے تو اس غلط صحبت نے اس کی بہت سی اچھائیوں کو ختم کر کے بہت سی برائیوں کو نشوونما دے دی۔ اسی طرح کوئی بہت خراب آدمی ہے مگر اسے اچھے لوگوں کی معیت نصیب ہوگئی تو وہ گناہوں سے توبہ کر کے نیک راستہ پر گامزن ہو جاتا ہے۔ اسی حقیقت کو نبی کریم ﷺ نے اس طرح بیان فرمایا ہے:

((كُلُّ مَـوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْيُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ.)) ❶

''ہر بچہ صحیح فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے والدین اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔''

پاکیزہ معاشرہ اور اچھی صحبت انسان کو نیک بننے کا موقع فراہم کرتی ہے، نیک بننے پر آمادہ کرتی ہے اور معاون و مددگار ہوتی ہے جبکہ بگڑا ہوا معاشرہ اور بری صحبت انسان کو بگاڑ کی طرف لے جاتی ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمَرْءُ عَلَى دِيْنِ خَلِيْلِهِ فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ.)) ❷

---

❶ بخاری ۔ کتاب الجنائز: باب ما قيل في اولاد المشركين (ح ١٣٨٥)۔ مسلم ۔ کتاب القدر: باب معنى كل مولود يولد على الفطرة (ح ٢٦٥٨)۔

❷ ابو داؤد ۔ کتاب الادب: باب من يؤمران يجالس (ح ٤٨٣٣)۔ ترمذی ۔ کتاب الزهد: باب حديث الرجل على دين خليله (ح ٢٣٧٨)۔ مسند احمد (٢/ ٣٠٣) واللفظ له

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اس لیے تم میں سے ہر ایک کو غور کرنا چاہئے کہ اس کی دوستی کس سے ہے۔''

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ نے اچھے دوست اور ہم نشین کی اہمیت یوں واضح کی:

((مَثَلُ جَلِيسِ الصَّالِحِ وَ السُّوْءِ ، كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَ نَافِخِ الْكِيْرِ' فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا اَنْ يُحْذِيَكَ ، وَ إِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَ إِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا طَيِّبَةً ، وَ نَافِخُ الْكِيْرِ إِمَّا اَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ ، وَ إِمَّا اَنْ تَجِدَ رِيْحًا خَبِيْثَةً .)) ❶

''نیک اور برے دوست کی مثال مشک ساتھ رکھنے والے اور بھٹی دھونکنے والے کی سی ہے (جس کے پاس مشک ہے اور تم اس کی محبت میں ہو) وہ اس میں سے یا تمہیں کچھ تحفہ کے طور پر دے گا یا تم اس سے خرید سکو گے یا (کم از کم) تم اس کی عمدہ خوشبو سے تو محظوظ ہو ہی سکو گے اور بھٹی دھونکنے والا یا تمہارے کپڑے (بھٹی کی آگ سے) جلا دے گا یا تمہیں اس کے پاس سے ایک ناگوار بدبودار دھواں پہنچے گا۔''

اگر کسی بیج کو اچھی زمین میں بویا جائے' مناسب آب و ہوا پہنچائی جائے' وقت پر کھاد دیا جائے' نرائی کی جائے تو یقیناً وہ بہترین پیداوار دے گا لیکن جب بیج کو اچھی زمین نہ ملے' نہ ہی مناسب ہوا کا انتظام ہو' کھاد اور نرائی سے بھی وہ محروم رہے تو ایسا بیج گل سڑ کر رہ جائے گا اور اس سے کوئی نفع ظاہر نہ ہو سکے گا۔ یہی حال انسانی فطرت کا بھی ہے۔

اسی لیے نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کی تربیت کے سلسلہ میں اس بات کا بھرپور خیال رکھا کہ ان کے لیے ایک ایسا معاشرہ اور ماحول فراہم کیا جائے جہاں ان کی

❶ بخاري ـ كتاب الذبائح : باب المسك (ح ٥٥٣٤)۔ مسلم ـ كتاب البر و الصلة : باب استحباب مجالسة الصالحين (ح ٢٦٢٨).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلاحیتیں صحیح اور تعمیری رخ پر پروان چڑھ سکیں۔ پہلے پہل آپ ﷺ نے کوشش کی کہ مکہ کی فضا کو اس کے لیے ساز گار بنایا جائے مگر جب مکہ کی اجتماعی فضا نے یہ ثابت کر دیا کہ مکہ اس کے لیے تیار نہیں ہے' اس کے دامن میں جو موتی تھے انہیں وہ اسلام کے حوالہ کر چکا ہے۔ اب اس کے پاس خس و خاشاک کے سوا کچھ نہیں اور وہ اپنی گلیوں اور وادیوں کی فضا کو یہ اجازت دینے کے لیے تیار نہیں کہ وہ تعمیری و ایجابی پہلو سے دعوت و تربیت کے لیے مفید ہوں تو آپ ﷺ کی نگاہ طائف کی طرف اٹھی مگر وہاں کی سنگدل قیادت نے پہلے ہی مرحلہ میں یہ ثابت کر دیا کہ طائف کی زمین ظاہری شادابی اور تر و تازگی کے باوجود روحانی تربیت کے لیے سنگلاخ ہے۔ تو آپ ﷺ کی نگاہیں حبش کی طرف گئیں اور آپ ﷺ نے یہ سوچ کر اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو حبش کی جانب ہجرت کی اجازت دے دی کہ حبش کی سرزمین اصلاح و تربیت اور دعوت و تبلیغ کے نقطہ نظر سے مکہ سے بہتر ہو گی۔ اگرچہ حبش میں شاہِ نجاشی کا بلند کردار سامنے آیا مگر وہاں کی عیسائی قیادت نے یہ واضح کر دیا کہ حبش کی سرزمین بھی' رذالت و کمینگی اور مکر و سیہ کاری سے خالی نہیں ہے تب آپ ﷺ کی نگاہ یثرب کی جانب اٹھی اور یثرب نے بادِ نسیم کے پہلے جھونکے کے آتے ہی یہ ثابت کر دیا کہ اسلام کو پروان چڑھنے اور ایک مستحکم ریاست کے وجود میں لانے کے لیے جو ماحول اور فضا درکار ہے وہ مدینہ میں بہم پہنچ سکتی ہے اگرچہ اس کے لیے قربانیوں کی ضرورت پڑے گی۔ چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو مدینہ کی جانب ہجرت کی اجازت دے دی۔ اور آخر میں خود بھی اپنے رفیق خاص سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ تشریف لے آئے۔

ہجرت کا یہ مبارک سفر محض مجبوری و بے بسی کی وجہ سے نہیں کیا گیا تھا' محض مکہ والوں کے مظالم و مصائب سے تنگ آ کر نہیں اختیار کیا گیا تھا بلکہ اس ہجرت کے پس منظر میں ایک عظیم مقصد پوشیدہ تھا اور وہ یہ تھا کہ تحریک اسلامی کامیابی کے آخری مرحلے تک پہنچانے اور اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو اقامتِ دین کے لیے مکمل طور پر تیار کرنے کے لیے ایسی جگہ کی ضرورت تھی جہاں کی اجتماعی فضا اس کے لیے ساز گار ہو اور یہ سعادت یثرب کے حصے میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئی جسے بعد میں مدینۃ رسول ﷺ کے نام سے پکارا جانے لگا۔

تاریخ اسلامی میں ہجرت کا یہ واقعہ تحریکِ اسلامی کے لیے ایک نیا رخ اور ایک نیا موڑ تھا۔ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے لیے ایک ایسا مقام چاہتے تھے جہاں آپ ﷺ ان کے اندر کردار کے تمام پہلوؤں کو اجاگر کر سکیں اور اسلامی حکومت سے متعلق تمام ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی صلاحیتیں ان میں پیدا کر سکیں اور ان کو عملی تربیت دے سکیں۔

اپنے اصحاب کی تربیت کے سلسلہ میں آپ نے مقام و ماحول کی سازگاری کا کس قدر اہتمام کیا اس کا اندازہ کرنے کے لیے ہجرت کا واقعہ ہی کافی ہے۔

انسان کی اصلاح و تربیت میں مقام و ماحول کو کتنا دخل ہے اس کی وضاحت خود نبی کریم ﷺ نے ایک واقعہ سنا کر فرمائی۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

((كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَ تِسْعِينَ نَفْسًا، فَسَأَلَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ فَدُلَّ عَلَى رَاهِبٍ، فَأَتَاهُ فَقَالَ: إِنَّهُ قَتَلَ تِسْعَةً وَ تِسْعِينَ نَفْسًا، فَهَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ: لَا، فَقَتَلَهُ، فَكَمَّلَ بِهِ مِائَةً، ثُمَّ سَأَلَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ فَدُلَّ عَلَى رَجُلٍ عَالِمٍ، فَقَالَ: إِنَّهُ قَتَلَ مِائَةَ نَفْسٍ، فَهَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، وَ مَنْ يَحُولُ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ التَّوْبَةِ؟ اِنْطَلِقْ إِلَى أَرْضِ كَذَا وَ كَذَا، فَإِنَّ بِهَا أُنَاسًا يَعْبُدُونَ اللّٰهَ تَعَالَى فَاعْبُدِ اللّٰهَ تَعَالَى مَعَهُمْ، وَ لَا تَرْجِعْ إِلَى أَرْضِكَ فَإِنَّهَا أَرْضُ سَوْءٍ، فَانْطَلَقَ حَتّٰى إِذَا نَصَفَ الطَّرِيقَ أَتَاهُ الْمَوْتُ، فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ، فَقَالَتْ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ: جَاءَ تَائِبًا مُقْبِلًا بِقَلْبِهِ إِلَى اللّٰهِ، وَ قَالَتْ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ: إِنَّهُ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ، فَأَتَاهُمْ مَلَكٌ فِي صُورَةِ آدَمِيٍّ، فَجَعَلُوهُ بَيْنَهُمْ، فَقَالَ:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قِيسُوْا مَا بَيْنَ الْاَرْضَيْنِ فَاِلٰى اَيَّتِهِمَا كَانَ اَدْنٰى، فَهُوَ لَهُ، فَقَاسُوْا فَوَجَدُوْهُ اَدْنٰى اِلَى الْاَرْضِ الَّتِىْ اَرَادَ، فَقَبَضَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ.)) ❶

''تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص تھا۔ اس نے ننانوے آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ پھر اس نے پوچھا کہ زمین پر سب سے زیادہ علم رکھنے والا شخص کون ہے؟ چنانچہ اسے ایک راہب کا پتہ بتا دیا گیا۔ وہ راہب کے پاس گیا اور کہا کہ ''میں ننانوے آدمیوں کو قتل کر چکا ہوں' کیا میرے لیے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ راہب نے کہا: ''نہیں'' یہ سن کر اس شخص نے راہب کو بھی قتل کر دیا اور اس طرح سو کا عدد پورا ہو گیا۔ اس نے پھر پوچھا کہ سب سے زیادہ علم رکھنے والا کون ہے؟ لوگوں نے اسے ایک عالم کا پتہ بتا دیا۔ وہ عالم کے پاس آیا اور بولا: ''کہ میں سو آدمیوں کو قتل کر چکا ہوں' تو کیا میرے لیے توبہ کی کوئی شکل ہے؟'' عالم نے کہا: ''ہاں! توبہ اور تمہارے درمیان کون حائل ہو سکتا ہے؟ تم ایسا کرو کہ فلاں بستی کی طرف جاؤ۔ کیوں کہ وہاں کچھ لوگ اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ تم ان کے ساتھ اللہ کی عبادت کرو۔ اور اپنی قوم کی بستی کی طرف نہ آنا۔ کیونکہ بری بستی ہے۔ چنانچہ وہ وہاں سے (نیکوں کی بستی کی طرف) چل دیا۔ ابھی آدھا راستہ ہی طے کیا تھا کہ اسے موت آ گئی۔ اس کی روح قبض کرنے کے سلسلہ میں رحمت اور عذاب کے فرشتوں کے درمیان اختلاف ہو گیا! رحمت کے فرشتوں نے کہا: ''یہ شخص خلوص دل سے توبہ کر کے چلا ہے۔'' عذاب کے فرشتوں نے کہا: ''اس نے آج تک ایک بھی اچھا عمل نہیں کیا!'' اتنے میں ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں نمودار ہوا۔ فرشتوں نے اس کو اپنا ثالث بنا لیا۔

❶ بخاري ـ كتاب احاديث الانبياء: باب ٥٤ (ح ٣٤٧٠)ـ مسلم ـ كتاب التوبة: باب قبول توبة القاتل و ان كثر قتله (ح ٢٧٦٦)ـ معجم ـ باب قبول التوبة القاتل و ان كثر قتله (ح ٣٤٧٠)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے کہا ''دونوں بستیوں کے درمیان کی زمین ناپو' وہ جس بستی سے قریب ہو اس کو اسی میں شمار کر لو۔'' چنانچہ انہوں نے زمین کو ناپا اور اس کو اس (نیک) بستی سے قریب پایا جس کا اس نے قصد کیا تھا۔ چنانچہ رحمت کے فرشتوں نے اس کی روح قبض کر لی۔''

اس حدیث سے یہ بات واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ صالح معاشرہ اور اچھے ساتھی سیرت و کردار کی تعمیر میں بہت ہی اہم رول ادا کرتے ہیں اور بری بستی بگڑا ہوا ماحول' برے دوست انسانوں کو بگاڑنے میں ممد و معاون ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنے لیے بھی اور اپنے متعلقین کے لیے صالح لوگوں' نیک دوستوں اور پاکیزہ معاشرت کا انتخاب کر سکیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عوامی ربط وضبط

نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اصلاح وتربیت کے سلسلہ میں عام سماجی رابطہ سے بڑا کام لیا۔ آپ ﷺ نے اپنے تعلقات کو صرف ضابطہ کی حد تک محدود نہ رکھا بلکہ تمام انسانوں سے عموماً اور اپنے اصحاب سے خصوصاً بہت قریبی ربط وضبط رکھا۔ دیکھا گیا ہے کہ اصلاح وتربیت کا کام کرنے والے اپنے کو سنبھال کر اور عوام سے کاٹ کر رکھتے ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ مقام نبوت پر فائز ہونے کے باوجود عوامی حلقوں سے گہرا ربط رکھتے تھے۔ معاشرہ کے افراد سے ذاتی اور نجی تعلقات رکھتے تھے۔ لوگوں کے کام آتے ان کی مدد کرتے ان کو اچھے مشوروں سے نوازتے اور اس طرح پورے معاشرہ میں باہمی محبت اور ربط وضبط کی فضا بنائے رکھتے جو کسی بھی معاشرہ کے ارتقاء کے لیے ضروری ہے۔

آپ لوگوں سے کٹ کر نہ رہتے بلکہ ان میں گھل مل کر رہتے' ان کے ساتھ بیٹھ کر کھاتے' سفر میں ان کے ساتھ کھانا پکانے کے لیے لکڑیاں چنتے' مسجد کی تعمیر ہوتی تو آپ ﷺ خود بھی پتھر چن چن کر لاتے۔ خندق کی کھدائی کا موقع آیا تو آپ ﷺ نے بھی کدال سنبھالی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ خندق کھودی۔ جنگ کا موقع ہوتا تو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ آخر وقت تک شریک رہتے۔ اپنے رفقاء کے غم اور خوشی کو اپنا غم اور خوشی سمجھتے ان کے غم اور خوشی میں شریک ہوتے' ان کے دکھ درد کو بانٹ لیتے' مصیبت زدوں کا سہارا بنتے' پریشان حال لوگوں کی مدد کرتے' ٹوٹے دلوں کو جوڑتے' غم زدوں کے زخموں پر مرہم رکھتے' اپنے حسن سلوک اور سچی مسکراہٹوں سے لوگوں کے دکھوں کا مداوا کرتے۔

سیرت واحادیث کا مطالعہ کرنے سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ آپ ایک عام انسان کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ اپنے کسی عمل یا روش سے یہ ظاہر بھی نہ ہونے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتے کہ آپ ﷺ اپنے کو ان سے بالاتر سمجھتے ہیں۔

آپ ﷺ کا معمول تھا کہ راستے میں ملنے والوں کو سلام کرتے' سلام کرنے میں پہل کرتے۔ ایک بار بچوں کے پاس سے گزر ہوا تو ان کو سلام کیا۔ ❶ ایک مرتبہ عورتوں کے پاس سے گزرے تو انہیں بھی سلام کیا۔ ❷ گھر میں داخل ہوتے ہوئے اور گھر سے نکلتے ہوئے گھر کے افراد کو سلام کرتے۔ کوئی ساتھی کئی دن کے بعد ملتا تو اس سے معانقہ بھی کرتے۔ کبھی کبھی پیشانی چوم لیتے۔ رخصت کرتے ہوئے دعاء میں یاد رکھنے کی درخواست کرتے۔ احباب سے مصافحہ بھی کرتے اور اس وقت تک اپنا ہاتھ نہ کھینچتے جب تک دوسرا اپنا ہاتھ نہ کھینچ لیتا۔

کسی کو کوئی پیغام پہنچانا ہوتا تو سلام ضرور کہلاتے۔ احباب اور رشتہ داروں کو ہدیے (تحفے) دیتے' ان کے ہدیے بھی شکریہ کے ساتھ قبول کرتے اور فرماتے ''ہدیہ دینے اور لینے سے محبت بڑھتی ہے۔'' ❸

مجلس میں جاتے تو کنارے ہی بیٹھ جاتے' کندھوں کو پھاند کر آگے نہ بڑھتے' اپنے لیے کسی خاص مقام کا انتخاب نہ کرتے اور نہ ہی صحابہ رضی اللہ عنہم کو اجازت دیتے کہ وہ آپ ﷺ کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوں۔ مجلس میں جو موضوع چل رہا ہوتا اسی میں شریک ہو جاتے' الگ سے کوئی موضوع نہ چھیڑتے۔ کسی کی بات کو کبھی نہ کاٹتے۔ کہنے والے کی پوری بات سنتے' اور اسے اطمینان بخش جواب دیتے۔ کوئی پکارتا تو ہمیشہ لبیک (حاضر ہوں) کہتے۔ ایک بار مدینہ کی ایک نیم پاگل عورت نے آپ ﷺ سے گفتگو کرنا چاہی' آپ نے

---

❶ بخاری ـ کتاب الاستئذان : باب التسلیم علی الصبیان (ح ٦٢٤٧)۔ مسلم ـ کتاب السلام : باب استحباب السلام علی الصبیان (ح ٢١٦٨)۔

❷ ابوداؤد ـ کتاب الادب : باب فی السلام علی النساء (ح ٥٢٠٤)۔ ترمذی ـ کتاب الاستئذان : باب ماجاء فی التسلیم علی النساء (ح ٢٦٩٧)۔ ابن ماجه ـ کتاب الادب : باب السلام علی الصبیان والنساء (ح ٣٧٠١)

❸ الادب المفرد (٦٠٧).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی پوری بات سنی اور اس کا کام کر کے دیا۔ ❶

بیماروں کی عیادت کرتے۔ یہاں تک کہ منافقوں کے سردار عبداللہ بن اُبی تک کی عیادت فرمائی۔ عام طور سے بیمار کے سرہانے بیٹھ کر پوچھتے: ''تمہاری طبیعت کیسی ہے؟ بیمار کی پیشانی اور نبض پر ہاتھ رکھتے' کبھی چہرے' سینہ اور پیٹ پر دست شفقت پھیرتے۔ بیمار کو تسلی دیتے۔ اور فرماتے:

((لَا بَأْسَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ طُهُوْرٌ .)) ❷

''پریشانی کی کوئی بات نہیں اللہ کریم نے چاہا تو بہت جلد صحت حاصل ہوگی۔''

کھانے کے لیے پوچھتے اور پرہیزی کھانے کا اہتمام فرماتے۔ ایک بار سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیمار پڑے تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی عیادت کے لیے بہت دور تک پیدل چل کر گئے' پہنچے تو سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بے ہوش پڑے تھے۔ آپ ﷺ نے وضوء کیا پانی کے چھینٹے دیئے اور مریض کے لیے دعاء کی۔ ❸

اگر کسی کے عالم نزع کے بارے میں معلوم ہو جاتا یا آپ ﷺ کو اطلاع دی جاتی تو فوراً پہنچتے توبہ الی اللہ کی ہدایت کرتے۔ کسی کی وفات کی اطلاع ملتی تو فوراً اس کے گھر پہنچتے۔ پس ماندگان کو صبر کی تلقین کرتے اور ان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار فرماتے۔ تجہیز و تکفین میں جلدی کراتے۔ جنازہ اٹھتا تو خود بھی جنازہ کے ساتھ ساتھ جاتے۔ مسلمان کا جنازہ خود پڑھاتے اور اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے۔

ضرورت پڑتی تو لوگوں کے بہت سے کام کر دیتے۔ عورتوں کا سودا سلف بازار سے

❶ مسلم ـ كتاب الفضائل : باب قربه صلى الله عليه و آله وسلم من الناس و تبركهم به (ح ٢٣٢٦).

❷ بخاري ـ كتاب المرضى : باب عيادة الاعراب (ح ٥٦٥٦) بلفظ لابأس طهور ان شاء الله تعالى.

❸ بخاري ـ كتاب المرضى : باب عيادة المغمى عليه (ح ٥٦٥١). مسلم ـ كتاب الفرائض : باب ميراث الكلالة (ح ١٦١٦) و لكن ليس فيه ذكر الدعاء و الله اعلم.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لا دیتے۔ غریبوں کی مدد کرتے' گنجائش ہوتی تو لوگوں کو قرض دے دیتے یا قرض دلا دیتے۔ بھوکوں کو کھانے کھلاتے' غلاموں کی آزادی کا بندوبست فرماتے۔ یتیموں' بیواؤں' مسکینوں کی امداد فرماتے اور ان کی امداد پر ابھارتے۔ سماج کے کمزور طبقات کو اونچا اٹھانے کی کوشش کرتے۔

ہمیشہ خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ اپنے اصحاب کے ساتھ مزاح و مذاق بھی کرتے ان کے ساتھ تیراکی اور تیراندازی کے مقابلے میں بھی شریک ہوتے۔ ❶

مختصر یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے کو سماج سے اس قدر قریب کر رکھا تھا کہ سماج کا ہر فرد یہ سمجھتا تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ سب سے زیادہ اسی سے قربت و محبت رکھتے ہیں۔ یہ برتاؤ اور سلوک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں اپنا گھر بنا لیتا تھا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے اس برتاؤ سے اپنے لیے غذا حاصل کرتے تھے۔

تربیت کے سلسلہ میں انسان کے ذاتی تعلقات اور سماجی روابط کا بڑا اثر پڑتا ہے۔ اصلاح و تربیت کا فریضہ انجام دینے والوں کی ذمہ داری قرار پاتی ہے کہ اپنے زیر تربیت افراد اور سماج کی اکائیوں سے زیادہ سے زیادہ گہرا تعلق پیدا کریں۔ غمزدوں کے زخموں پر پھایہ رکھیں۔ گرتے ہوؤں کو سہارا دیں۔ قرض کے بوجھ کے نیچے دبنے والے کو اس بوجھ سے نجات دلائیں۔ غریب الدیار اور پردیسی کے لیے ٹھکانہ فراہم کریں۔ ناخواندہ کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کریں۔ کمزوروں اور زیردستوں کو اوپر اٹھانے کی کوشش کریں۔ پھر دیکھیے یہ کردار کس طرح تربیت میں اہم رول ادا کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ایسی ہی فضا قائم کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

((كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ يَعْدِلُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ وَ يُعِيْنُ الرَّجُلَ عَلٰى دَابَّتِهٖ

❶ مندرجہ بالا تفصیلات میں سے اکثر علی بن ابی طالب اور ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہما کی روایات میں ہیں جو کہ شمائل ترمذی (۷، ۸، ۲۲۶، ۳۳۷، ۳۵۲) میں ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا اَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ وَ الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَ كُلُّ خَطْوَةٍ يَّخْطُوْهَا اِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ، وَ يَمِيْطُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ .)) ❶

''ہر روز جب سورج طلوع ہوتا ہے تو انسان کی انگلیوں کے ہر پورے پر صدقہ واجب ہوتا ہے۔ دو انسانوں کے درمیان انصاف کرنا صدقہ ہے۔ جب کوئی انسان کسی انسان کے سوار ہونے میں مدد دیتا ہے' اس کے سامان کو لاد دیتا ہے یا اتار دیتا ہے تو یہ بھی صدقہ ہے۔ کسی سے اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے۔ ہر قدم جو نماز کے لیے اٹھتا ہے وہ بھی صدقہ ہے۔ تکلیف دہ چیز کا راستہ سے ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔''

❶ بخاری ۔ كتاب الجهاد : باب من اخذ بالركاب ونحوه (ح ۲۹۸۹)۔ مسلم ۔ كتاب الزكاة : باب بيان ان اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف (ح ۱۰۰۹).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عملی نمونہ پیش کرنا

آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سینوں میں اللہ اور رسول ﷺ سے الفت و محبت کی ایسی بھٹی شعلہ زن کی تھی جس میں وقتی مصلحت و خود غرضی کا ہر شائبہ جل کر خاکستر ہو گیا تھا۔ آپ ﷺ نے اسلامی افکار و عقائد کو دلوں میں اس طرح راسخ کیا تھا کہ کسی بھی غیر اسلامی تصور کے ابھرنے یا پنپنے کی کوئی گنجائش باقی نہ رہ گئی تھی۔ آپ ﷺ نے ان کی زندگیوں کو وہ قوتِ عمل اور کردار کی پختگی عطا کی تھی کہ بے عملی و بے کرداری بے معنی ہو کر رہ گئی تھی۔ افکار و اوصاف پروان چڑھانے کے لیے اگر ایک طرف قرآن اور رسول اللہ ﷺ کا وہ طریقہ تربیت جس کا ہم اوپر تذکرہ کر آئے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فکر و عمل کو سب سے زیادہ نمو اور جلا بخش رہا تھا تو دوسری طرف آپ ﷺ کی عملی زندگی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وہ قوت عمل عطا کی جس پر ہر مورخ انگشت بدنداں ہے۔

﴿وَمَآ أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَآ أَنْهَىٰكُمْ عَنْهُ ۚ إِنْ أُرِيدُ إِلَّا ٱلْإِصْلَٰحَ مَا ٱسْتَطَعْتُ ۚ وَمَا تَوْفِيقِىٓ إِلَّا بِٱللَّهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۝٨٨﴾

(هود: ۱۱/ ۸۸)

اگر رسول اللہ ﷺ کی دعوت' آپ کا پیغام' صرف آپ ﷺ کی زبان کی حد تک رہتا تو یہ دعوت تمام تر خوبیوں کے باوجود دھویں کے مرغولوں کی طرح ہوا میں تحلیل ہو گئی ہوتی۔ اسے پانی کے رنگین بلبلوں اور سمندر کے جھاگوں سے زیادہ ثبات و دوام حاصل نہ ہوتا۔ اگر لوگ رسول اللہ ﷺ کے قول و عمل میں ذرا سا بھی تضاد دیکھتے تو وہ پروانہ وار آپ پر نچھاور نہ ہوتے' آپ ﷺ کے حکم پر اپنی دنیا کو برباد نہ کرتے۔ مگر انہوں نے دیکھا کہ اللہ کے یہ رسول ﷺ جو بھی لفظ زبان سے نکالتے ہیں آپ کی زندگی خود اُس کی آئینہ دار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے' یہ جو بھی حکم دیتے ہیں اس کی خود پابندی کرتے ہیں اور آپ خود اپنے ارشادات کی جیتی جاگتی عملی تصویر ہیں۔ آپ ﷺ کے قول و عمل کی یکسانیت وہ قوت محرکہ تھی جس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں میں عظیم انقلاب بپا کر دیا۔ آپ ﷺ کے ساتھ رہنے والا ہر شخص بلکہ آپ ﷺ کی زندگی کی ایک جھلک دیکھنے والا بھی بے ساختہ پکار اٹھتا تھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ کی زندگی نہ دنیا کے حکمرانوں کی طرح ہے جو رعایا کے سامنے کچھ ہوتے ہیں' پیچھے کچھ' نہ آپ ﷺ کی روش صاحبانِ ثروت سے میل کھاتی ہے' جن کا سلوک اپنے ماتحتوں کے ساتھ دو رخا ہوتا ہے۔ نہ ہی آپؐ شاعروں سے مشابہت رکھتے تھے' جن کے اشعار دل کی گہرائیوں میں تو اترتے ہیں مگر ان کا عمل ان کے اشعار کا ساتھ نہیں دے پاتا۔ نہ آپ ﷺ جادوگر ہیں کہ جن کے الفاظ میں سحر ہوتا ہے مگر عمل سے وہ بالکل کورے ہوتے ہیں۔ بلکہ زندگی کے ہر مرحلہ پر قول و عمل میں یکسانیت ہے۔ آپ ایسا نمونہ تھے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپؐ کے عمل سے رشد و ہدایت حاصل کرتے تھے۔ نازک ترین مرحلوں پر نبی کریم ﷺ کے اسوۂ مبارک نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حوصلہ بخشا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو سب سے زیادہ قریب سے دیکھا۔ وہ آپ ﷺ کے اُسوہ کی گواہی ان الفاظ میں دیتی ہیں: "كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن" [1] یعنی آپؐ کی سیرت قرآن کی جیتی جاگتی تصویر تھی۔

اگر رسول اللہ ﷺ نے عقائد کی پختگی اور اللہ سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنے پر سب سے زیادہ زور دیا تو عمل سے بھی اللہ کی کارسازی پر یقین کا اظہار اور اللہ سے گہرے تعلق کی گواہی پیش کرتے رہے۔ ایک بار ایک غزوہ سے واپس آ رہے تھے۔ ایک منزل پر پہنچ کر آپؐ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آرام کرنے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے خود بھی اپنی تلوار ببول کے ایک پیڑ پر لٹکائی اور استراحت فرمانے لگے۔ تھوڑی دیر بعد ایک اللہ کا دشمن ادھر آ نکلا۔ اس نے موقع کو غنیمت سمجھا۔ پیارے نبیؐ کی تلوار لی اور اسے ناپاک ارادے سے سونتا۔ تلوار

[1] مسلم ۔ كتاب صلاة المسافرين : باب جامع صلاة الليل (ح ٧٤٦) نحو المعنى.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سونتنے کی آواز سے نبی کریم ﷺ نیند سے بیدار ہو گئے دیکھا کہ دشمن ننگی تلوار لیے آپ ﷺ پر حملہ کے لیے تیار ہے۔ آپ ﷺ فوراً کھڑے ہو گئے اللہ کے دشمن نے تلوار دکھاتے ہوئے کہا:

"مَنْ یَمْنَعُكَ مِنِّیْ؟" تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟

آپ ﷺ کی زبان سے بیساختہ نکلتا ہے:

"اَللّٰہ" مجھے اللہ بچائے گا۔

یہ لفظ یقین واعتماد کی اتنی گرمی اور طاقت لیے ہوئے کہا کہ سنتے ہی اللہ کے دشمن کے ہاتھ پیر کپکپانے لگتے ہیں' اور اُس کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر گر جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ تلوار اُٹھا لیتے ہیں اور اللہ کے دشمن کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ بتاؤ اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا۔ دشمن معافی کی درخواست کرتا ہے اور آپ اس شرط پر معاف کر دیتے ہیں کہ وہ اب آئندہ نہ کبھی آپ ﷺ سے لڑے گا نہ آپ ﷺ کے اصحاب سے' اور آپ ﷺ کے دشمنوں کا کبھی ساتھ نہ دے گا۔ ❶

اس واقعہ کے اس پہلو پر غور کیجئے کہ آپ ﷺ تلوار سونتنے کی آواز سے بیدار ہوتے ہیں اور یکایک یہ دیکھتے ہیں کہ ننگی تلوار اللہ کے دشمن کے ہاتھ میں ہے اور وہ فاتحانہ انداز میں پوچھتا ہے کہ آپ کو کون مجھ سے بچائے گا۔ آپ ﷺ کے پاس سوچنے سمجھنے اور فیصلہ کرنے کے لیے وقت بھی نہیں ہے۔ آپ جس اللہ کی ذات پر یقین کی تعلیم دیتے رہے ہیں' جسے تمام وسائل واختیارات کا مرجع قرار دیتے ہیں' بلا تامل اس ذاتِ واحد کا نام آپ ﷺ کی زبان پر جاری ہو جاتا ہے۔ نہ کسی طرح کی گھبراہٹ ہے نہ مایوسی بلکہ مومنانہ عزیمت کے ساتھ اللہ کی ذات پر یقین وایمان کی گواہی اپنے عمل سے پیش فرماتے ہیں۔

❶ بخاری - کتاب المغازی : باب غزوۃ ذات الرقاع (ح ٤١٣٦)۔ مسلم - کتاب الفضائل : باب توکله علی الله تعالیٰ (ح ١٣/ ٨٤٣) بدون ذکر الشرط - مستدرک حاکم (٣/ ٢٩، ٣٠) بیهقی فی الدلائل النبوة (٣/ ٣٧٣) و اللفظ لهما.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ سے اپنا تعلق مستحکم کرنے کے لیے اتنی عبادت کرتے اور راتوں کو اس قدر نماز پڑھتے کہ پائے مبارک پر ورم آ جاتا۔ اور جب آپ ﷺ سے پوچھا جاتا ہے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کے تمام اگلے اور پچھلے گناہ تو معاف کر دیئے گئے ہیں۔ پھر آپ ﷺ اس قدر عبادت کیوں کرتے ہیں' تو آپ ﷺ فرماتے:

((اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا)) ❶ ...... "کیا میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں؟"

آپ ﷺ نفلی عبادت میں ناغہ فرما دیتے کہ آپ ﷺ کا یہ عمل تواتر کی وجہ سے کہیں اُمت پر فرض نہ کر دیا جائے۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

"آپ ﷺ کوئی عمل کرنا چاہتے تھے مگر اس کو اس لیے چھوڑ دیتے تھے کہ کہیں امت پر فرض نہ ہو جائے۔" ❷

غزوۂ خندق کے موقع پر ایک صحابی رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے فقر و فاقہ کی شکایت کرتے ہیں اور دامن اٹھا کر پیٹ پر بندھا ہوا پتھر دکھاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے شدت بھوک سے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا ہے۔" اللہ کے رسول ﷺ کوئی وعظ و نصیحت نہیں فرماتے۔ حالات کی سنگینی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ابتلا و آزمائش کا نقشہ نہیں کھینچتے ہیں' خشک لب و لہجہ میں صبر کی تلقین نہیں فرماتے ہیں بلکہ آپ ﷺ جواب میں اپنے بطن مبارک سے چادر ہٹاتے ہیں تو شکایت کرنے والا یہ دیکھ کر کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے پیٹ پر ایک کے بجائے دو پتھر باندھ رکھے ہیں۔ ❸ اپنی

---

❶ بخاری ۔ کتاب التهجد : باب قيام النبی ﷺ بالليل (ح ۱۱۳۰)۔ کتاب صفات المنافقين : باب اكثار الاعمال و الاجتهاد فی العبادة (ح ۲۸۱۹).

❷ بخاری ۔کتاب مواقيت الصلاة : باب مايصلی بعد العصر من الفوائت ونحوها (ح ۵۹۰) نحو المعنیٰ.

❸ ترمذی ۔ کتاب الزهد : باب ماجاء فی معيشة اصحاب النبی ﷺ (ح ۲۳۷۱) حديث حسن ۔ مطلقاً پتھر باندھنے کا ثبوت بھی ہے دیکھئے: بخاری ۔ کتاب المغازی : باب غزوة الخندق و هی الاحزاب (ح ۴۱۰۱).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکایت پر پشیمان ہو جاتا ہے۔ اور صبر و رضا کا پیکر بن جاتا ہے۔ پھر تمام حاضرین ابتلاء و آزمائش کی تلخیوں میں لذت وحلاوت محسوس کرنے لگتے ہیں۔

جود و سخا کی تعلیم دینے والا یہ نبی ﷺ بھوکوں کو اپنا کھانا کھلا کر کئی کئی دن تک بھوکا رہتا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ اس بات کی گواہی پیش کرتے ہیں کہ:

((مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْاِسْلَامِ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ قَالَ: فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَاَعْطَاهُ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ فَرَجَعَ اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يَا قَوْمُ اَسْلِمُوْا فَاِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ يُعْطِي عَطَاءً لَا يَخْشَى الْفَاقَةَ .)) ❶

"رسول اللہ ﷺ سے جب بھی کوئی چیز طلب کی گئی آپ ﷺ کی زبان سے کسی نے لفظ "نا" نہیں سنا۔ ایک بار ایک شخص نے خدمت رسالت مآب میں حاضر ہو کر دست سوال دراز کیا۔ آپ ﷺ نے اس کو بے شمار بکریاں عطا کیں اس نے اپنی قوم میں واپس جا کر کہا کہ "تم سب لوگ اسلام قبول کر لو کیوں کہ محمد ﷺ اتنا عطاء کرتے ہیں کہ پھر فقر و فاقہ کا کوئی ڈر نہیں رہتا۔"

زہد و قناعت کی تلقین کرنے والے نبی ﷺ کا خود یہ حال کہ چٹائی پر سوتے ہیں تو پہلو پر اس کے نشانات نمایاں ہو جاتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کیوں نہ ہم ایک بچھونا تیار کر دیں تا کہ اسے آپ ﷺ چٹائی پر بچھا لیا کریں۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں:

((مَالِي وَ لِلدُّنْيَا مَا اَنَا فِي الدُّنْيَا اِلَّا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَ تَرَكَهَا .)) ❷

---

❶ مسلم ـ كتاب الفضائل: باب في سخائه ﷺ (ح ٢٣١٢).

❷ ترمذی ـ کتاب الزهد: باب حديث ما الدنيا الا كراكب استظل (ح ٢٣٧٧)۔ ابن ماجه ـ كتاب الزهد: باب مثل الدنيا (ح ٤١٠٩).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مجھے دنیا سے کیا لینا ہے؟ میرا تو بس اس سے اتنا ہی تعلق ہے جیسے کوئی سوار کسی پیڑ کے نیچے ستانے کے لیے بیٹھے۔ پھر وہاں سے چل دے۔"

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو اس وقت سے وفات پانے تک کبھی بھی آپؐ نے تین دن تک مسلسل گیہوں کی روٹی نہیں کھائی۔ ❶

سیدنا انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ کو ایک بار سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا پیش کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو تناول کر کے ارشاد فرمایا:

((هٰذَا اَوَّلُ طَعَامٍ اَكَلَهٗ اَبُوْكَ مِنْ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ .)) ❷

"تین دن کے دوران یہ پہلی چیز ہے جو میں نے کھائی ہے۔"

یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ زہد و قناعت' تنگ دستی یا عدم وسائل کی بنیاد پر نہیں تھا۔ آپ ﷺ اگر چاہتے تو احد کا پہاڑ آپ ﷺ کے لیے سونا بنا دیا جاتا' دنیا کی تمام نعمتیں آپ کے لیے سراپا انتظار تھیں مگر آپ ﷺ انسانوں کو زہد و قناعت کی جو تعلیم دیتے تھے اس کا عملی نمونہ خود پیش فرمانا چاہتے تھے۔

صبر و عزیمت کا درس دینے والا یہ نبیؐ ابتلاء و آزمائش کے ہر محاذ پر سراپا صبر و عزیمت نظر آتا ہے۔ مکہ کا طوفانی دور آزمائش ہو یا مدینہ کا پیچیدہ و پرفتن دور' ہر جگہ نبی کریم ﷺ صبر و استقامت کے پیکر نظر آتے ہیں۔ جب مکہ کی گلیوں میں آپؐ کا مذاق اڑایا جاتا ہے' نماز پڑھتے ہوئے رسی کے پھندے سے آپ ﷺ کا گلا گھونٹا جاتا ہے' راہ چلتے ہوئے اوجھ اور غلاظت کے ڈھیر آپ ﷺ پر پھینکے جاتے ہیں۔ راہوں میں کانٹے بچھا دیئے جاتے ہیں' شعب ابی طالب میں قید کر دیا جاتا ہے' طائف میں اوباش لڑکے اور غنڈے آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیئے جاتے ہیں' وہ آپ ﷺ پر پتھر پھینکتے ہیں' آپ لہولہان ہو جاتے ہیں۔

❶ بخاری ۔کتاب الاطعمة : باب ماكان النبی ﷺ و اصحابه یاکلون (ح ٥٤١٦)۔ مسلم ۔ كتاب الزهد : باب الدنيا سجن المومن وجنة الكافر (ح ٢٩٧٠)

❷ مسند احمد (٣/ ٢١٣).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے باوجود پائے ثبات میں کوئی لغزش نہیں آتی بلکہ پورے اطمینان کے ساتھ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ سب سے سخت آزمائش انبیاء کی ہوتی ہے۔ ❶

کفار قریش سے تنگ آ کر جب آپ ﷺ کے چچا محبت و پیار کے جذبہ سے سرشار آپ ﷺ کو سمجھاتے ہیں اور اس مشنِ توحید کے پرچار سے باز رہنے کی تلقین کرتے ہیں تو صبر وعزیمت کا پیکر بن کر آپ فرماتے ہیں:

''اے میرے چچا! اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند رکھ دیں تب بھی میں اپنے مشن سے باز نہیں آؤں گا۔'' ❷

آپ ﷺ کا یہ عمل صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے نشانِ راہ بنتا ہے' آزمائش کی دھوپ کی تمازت ان کے لیے شجر سایہ دار کا مزہ دیتی ہے اور صحابہ ابتلاء و آزمائش کے تمام مرحلوں سے مسکراتے ہوئے گزر جاتے ہیں اور جب دار و رسن سے واسطہ پڑتا ہے تو ان کی روح جسم سے پرواز کرتے ہوئے پکار اٹھتی ہے:

((فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ .)) ❸

''رب کعبہ کی قسم! آج مجھے کامیابی نصیب ہوگئی۔''

جرأت و شجاعت کا سبق دینے والے نبی ﷺ جب سنگین حالات میں گھرتے ہیں تو آپ کی جرأت و شجاعت دوسروں کو حوصلہ دیتی ہے۔ یہ وہ خوفناک رات ہے جب قریش کے جیالوں نے خون آشام تلواروں کے ساتھ کاشانہ نبوت کو اس ناپاک ارادہ سے گھیر رکھا ہے کہ آپ ﷺ کے باہر نکلتے ہی ان کی تلواریں یکبارگی آپ ﷺ کے جسم مبارک پر گر

❶ ترمذی ۔ کتاب باب ماجاء فی الصبر علی البلاء (ح ۲۳۹۸)۔ ابن ماجة کتاب الزهد : باب الصبر علی البلاء (ح ۴۰۲۳ ، ۴۰۲۴).

❷ بخاری ۔ کتاب المغازی : باب غزوة الرجیع (ح ۳۹۱-۳۳۰) بدون السند ۔ دلائل النبوة للبیهقی (۲/ ۱۸۷).

❸ بخاری ۔ کتاب المغازی : باب غزوة الرجیع (ح ۴۰۹۱)۔ مسلم ۔ کتاب الامارة : باب ثبوت الجنة للشهید (ح ۱۴۷/ ۶۷۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑیں گی اور آپ ﷺ کے وجود کو زمین سے نیست و نابود کر دیں گی۔ اللہ کے رسول ﷺ بیدار ہوتے ہیں، رات کے سناٹے میں اس منظر کو دیکھتے ہیں مگر کفار کے ناپاک عزائم، بے نیام تلواروں کی چمچماہٹ آپ ﷺ کی جرأت و بیباکی کے سامنے ماند پڑ جاتی ہے۔ آپ ﷺ نہایت سکون اور اطمینان سے رختِ سفر باندھتے ہوئے گھر سے باہر تشریف لے آتے ہیں۔ اللہ کی حفاظت و نصرت ساتھ ساتھ ہے۔ کفار پر اونگھ طاری ہو جاتی ہے اور قافلہ رسالت اطمینان کے ساتھ گزرتا ہوا غار ثور میں پناہ گزیں ہو جاتا ہے۔ ❶ پھر تعاقب کرنے والوں کو غار کی جانب آتا دیکھ کر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تشویش میں پڑ جاتے ہیں مگر رسول اللہ ﷺ کی زبانِ مبارک سے ”لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا“ کے الفاظ سن کر ان کا خوف بھی کافور ہو جاتا ہے اور ان میں اعتماد و حوصلہ کی ایک نئی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ ❷

غزوۂ حنین کے موقع پر جب خطرہ کی نزاکت کا مرحلہ آتا ہے تو لوگ گھبرا کر میدانِ جنگ سے فرار ہونا شروع ہو جاتے ہیں مگر اللہ کے رسول ﷺ اپنے خچر پر سوار میدانِ جنگ میں ڈٹے نہایت جرأت واستقامت کا ثبوت دے دیتے ہیں۔ آپ ﷺ کی زبانِ مبارک پر نہایت حوصلہ و اعتماد سے یہ الفاظ جاری ہیں:

((اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ . اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ .))❸

”میں اللہ کا بھیجا نبی ہوں، میں جھوٹا نہیں ہوں، میں عبدالمطلب کا پوتا ہوں۔“

ایک بار رات کو مدینہ میں شور بپا ہوا، تمام لوگ خوفزدہ ہو گئے۔ گھبرا کر اپنے گھروں سے نکلے اور بلند ہونے والی آواز کی طرف دوڑنے لگے۔ لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس

❶ مسند احمد (۱/ ۳۴۸).

❷ بخاری ـ کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ: باب مناقب المهاجرین و فضلهم (ح ۳۶۵۲ ، ۳۶۵۳)۔ مسلم ـ کتاب فضائل الصحابة: باب من فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ (ح ۲۳۸۱) وکتاب الزهد: باب فی حدیث الهجرة (ح ۷۵/ ۲۰۰۹).

❸ بخاری ـ کتاب المغازی: باب قول الله تعالی (و یوم حنین اذا عجبتکم کثرتکم) (ح ۴۳۱۵ ، ۴۳۱۷)۔ مسلم ـ کتاب الجهاد: باب غزوه حنین (ح ۱۷۷۵ـ۱۷۷۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوفناک صورتِ حال میں آواز تک پہنچنے والا پہلا شخص اللہ کے رسول ﷺ ہیں جو بغیر زین کے گھوڑے پر سوار ہیں، تلوار گردن میں لٹکی ہے اور با آواز بلند پکار رہے ہیں کہ "اے لوگو! تم بالکل نہ گھبرؤ کوئی بات نہیں ہے۔" ❶

دیکھا آپ نے کہ جب جب خطرناک حالات درپیش ہوتے ہیں تو آپ ﷺ سب سے زیادہ ثابت قدم نظر آتے ہیں اور جب خطرہ کا اندیشہ ہوتا ہے تو آپ ﷺ وہاں سب سے پہلے پہنچتے ہیں۔

حلم و بردباری کا نمونہ دیکھنا ہو تو یاد کرو وہ واقعہ جب رسول اللہ ﷺ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ ﷺ کے شانوں پر ایک کھردرے چھور والی نجرانی چادر پڑی ہوئی تھی۔ ایک بدو پیچھے سے آیا اور اس نے اس زور سے آپ ﷺ کی چادر کھینچی کہ آپؐ کے شانے چھل گئے اور کہا کہ: "اے محمد ﷺ! مجھے اس مال میں سے دینے کا حکم دیجئے جو اللہ نے آپ ﷺ کو دیا ہے۔" رسول اللہ ﷺ نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ آپ ﷺ کے لبوں پر تبسم آ گیا اور آپؐ نے اسے عطیہ دینے کا حکم فرمایا۔ ❷

آپ ﷺ نے عفو و درگزر اختیار کرنے کی نصیحت کی تو خود عفو و درگزر کی ایک ایسی مثال پیش کی جس کی نظیر پوری تاریخ انسانی میں بھی نہیں ملتی۔

یاد کیجئے فتح مکہ کا واقعہ جب آپ مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے۔ آپ ﷺ کے سامنے آپؐ کے وہ دشمن جو مسلسل بیس سال تک آپؐ سے جنگ کرتے رہے تھے، بے بس کھڑے تھے۔ یہ لوگ قانونی لحاظ سے، سماجی اعتبار سے اور اخلاقی نقطہ نظر سے گویا کہ ہر طرح مجرم اور قابل گردن زدنی تھے۔ اگر آپ ﷺ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو جی بھر کر انتقام لیتا مگر

❶ بخاري ـ كتاب الجهاد : باب الحمائل و تعليق السيف بالعنق (ح ٢٩٠٨)۔ مسلم ـ كتاب الفضائل : باب شجاعته ﷺ (ح ٢٣٠٧).

❷ بخاري ـ كتاب الادب : باب التبسم و الضحك (ح ٦٠٨٨)۔ مسلم ـ كتاب الزكاة : باب اعطاء المؤلفة و من يخاف على ايمانه ان لم يعط (ح ١٠٥٧).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کی صفت عفوان کے تمام مظالم پر غالب آ جاتی ہے اور آپ ﷺ اعلان فرماتے ہیں:

((لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ اِذْهَبُوْا فَأَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ .)) ❶

''آج تم پر کوئی گرفت نہیں۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔''

یہی نہیں بلکہ ان کو مال و دولت عطا کرتے ہیں۔ انہیں مناصب سونپتے ہیں۔

آپ ﷺ نے ضیافت و مہمان نوازی کی تعلیم دی تو خود اس کا بہترین نمونہ پیش کیا۔ ایک بار ایک کافر آپؐ کے یہاں مہمان ہوا۔ آپ ﷺ نے اس کے لیے بکری کا دودھ منگایا وہ سب دودھ پی گیا۔ آپؐ نے دوسری بکری کا دودھ منگوایا۔ وہ یہ بھی پی گئی۔ جب تک اس کا پیٹ نہ بھر گیا آپ ﷺ اس کو دودھ پلاتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا۔ ❷ ایک بار آپؐ کے ایک مہمان نے رات کو بستر خراب کر دیا اور صبح ہونے سے پہلے فرار ہو گیا۔ آپ ﷺ نے بستر کو دیکھا تو غلاظت سے بھرا ہوا تھا۔ آپؐ نے اپنے دست مبارک سے اسے دھونا شروع کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ''اللہ کے رسول ﷺ! اس خدمت کے لیے ہم حاضر ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ میرا مہمان تھا۔'' ❸

آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی ترغیب دوسروں ہی کو نہیں دی بلکہ اپنے تمام کام خود اپنے ہاتھ سے کر کے دکھائے۔ گھر میں رہتے تو گھر کے کام کاج اپنے ہاتھوں سے کر لیتے۔ پھٹے پرانے کپڑے خود رفو کر لیتے۔ اپنے جوتے خود گانٹھ لیتے۔ بکریوں کا دودھ خود دوہتے۔ مجمع میں بیٹھتے تو کسی نمایاں جگہ نہ بیٹھتے۔ سب کے برابر ہو کر بیٹھتے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ باہر ہوتے تو تمام کاموں میں خود کو شریک رکھتے۔ مسجد نبوی کی تعمیر ہوئی تو خود بھی سب کے ساتھ مل کر کام کیا۔ خندق کی کھدائی میں آپ ﷺ نے خود بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

آپ ﷺ نے غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین فرمائی تو خود بھی اُن

---

❶ ابن الجوزی فی الوفاء وضعفه العراقی فی تخریج الاحیاء (۳/ ۱۷۹).

❷ مسلم ـ كتاب الاشربة : باب المؤمن ياكل فی معی واحد (ح ۲۰۶۳).

❸ لم اجده.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ حسن سلوک کیا۔ آپ کی پیاری بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ چکی پیستے پیستے گھس گئے تھے۔ مشک میں پانی بھر بھر کے لانے سے سینہ پر نیل کے داغ پڑ گئے تھے۔ اس دوران اللہ کے رسول ﷺ کے پاس کچھ غلام اور باندیاں لائی گئیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنی خدمت کے لیے ایک باندی چاہتی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیٹی! ابھی صفہ کے غریبوں اور مسکینوں کا انتظام کرنا باقی ہے۔ اور اپنی بیٹی کو کچھ تسبیحات بتا کر رخصت کر دیا۔ ❶

رسول اللہ ﷺ کا یہ عملی کردار تھا جو اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کی ہمہ جہت تربیت کر رہا تھا۔ آپ ﷺ کا کردار سب سے بڑا داعی اور مربی تھا۔ آپ ﷺ کی ذات حسن عمل اور حسن اخلاق کا سرچشمہ تھی۔ آپ ﷺ جو زبان سے کہتے' جو دلائل دیتے' جو اپیل کرتے' جو تنقید کرتے' اس میں کردار و عمل کی جاذبیت اور تاثیر کار فرما ہوتی۔ اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی اپنی سیرتوں کے لیے آپؐ کے چشمہ کردار سے فیض یاب ہو رہے تھے' آپؐ کی بلند کرداری نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپؐ کا شیفتہ و فریفتہ بنا دیا تھا۔ وہ آپ ﷺ کے ہر قول کو سرمہ چشم بنا لینے میں سعادت محسوس کرتے تھے۔

متبادل حل پیش کرنا:

آپ جب کسی کو غلطی پر ٹوکتے تو اس کی تربیت کے لیے عملی نمونہ پیش کرتے ہوئے اس کو بہتر متبادل بھی فراہم کرتے جو یقیناً اس کے دل و دماغ پر مثبت اثرات مرتب کرتا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا: ''ہم جب رسول اللہ ﷺ کی معیت میں نماز ادا کرتے تھے تو کہا کرتے تھے: بندوں کی طرف سے اللہ کو سلام' فلاں فلاں کو سلام۔ (ایک روایت میں ہے) جبرائیل کو سلام' میکائیل کو سلام۔ ❷

---

❶ مسند حمیدی (ح ٤٤) حلیة الاولیاء (٢/ ٤١) و رواه ابوداؤد ۔ کتاب الخراج : باب فی بیان مواضع قسم الخمس و سهم ذی القربی (ح ٢٩٨٧) بذکر یتامی البدر اس کی سند حسن ہے۔

❷ سنن النسائی ۔کتاب التطبیق : باب کیفیة التشهد (ح ١١٦٧ و ١١٦٨)۔ علامہ البانی نے حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (صحیح سنن النسائی ح ١١١٨ و ١١١٩)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یوں نہ کہا کرو کہ اللہ کو سلام' اللہ تو خود سلامتی والا ہے۔ بلکہ یوں کہو:

((اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ .))

''تمام قولی' بدنی اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اے نبی ﷺ! آپ پر سلامتی ہو' اللہ کی رحمت ہو اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔ ہم پر بھی سلامتی ہو' اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی۔''

جب تم یہ کہو گے تو آسمان اور زمین میں اللہ کے ہر بندے کو یہ دعاء پہنچ جائے گی۔ (پھر کہو)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ' وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ .

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

اس کے بعد جو دعاء اسے اچھی لگے وہی منتخب کر کے پڑھ لے۔'' ❶

اس کی ایک مثال یہ ہے' جو سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے (مسجد کی) قبلہ والی دیوار پر بلغم لگا دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ چیز انتہائی ناگوار محسوس ہوئی' حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک پر ناگواری کے آثار ظاہر ہو گئے۔ آپؐ نے خود اٹھ کر اپنے ہاتھ سے کھرچ کر دیوار صاف کی اور فرمایا:

''جب کوئی شخص نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب کے ساتھ سرگوشیاں کر رہا ہوتا ہے' اور رب قبلہ کی طرف اس کے سامنے ہوتا ہے لہٰذا کوئی شخص قبلہ کی طرف ہرگز نہ تھوکے' بلکہ بائیں طرف تھوکے' یا اپنے پاؤں کے نیچے تھوک لے۔''

❶ صحيح البخاري ـ كتاب الاذان : باب مايتخير من الدعا بعد التشهد (ح ٨٣٥).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر آپ ﷺ نے اپنی چادر کا ایک کونہ پکڑ کر اس میں تھوکا' اور کپڑے کا ایک حصہ دوسرے پر پلٹ دیا اور فرمایا: "یا اس طرح کر لے۔" ❶

رسول اللہ ﷺ کے حسن کردار کو دیکھتے ہوئے آپ کی ذاتِ گرامی اپنے رفقاء کے درمیان کتنی محبوب تھی اس کا اندازہ بآسانی اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب ایک انصاری عورت کو یکے بعد دیگرے اس کے باپ' بھائی اور شوہر کے جنگ اُحد میں شہید ہونے کی خبر دی گئی تو اس نے کہا مجھے تو رسول اللہ ﷺ کا حال بتاؤ۔ لوگوں نے کہا وہ خیریت سے ہیں۔ اس نے کہا چلو' مجھے دکھاؤ' میں اپنی آنکھوں سے آپ ﷺ کو دیکھنا چاہتی ہوں۔ جب اس انصاری عورت نے آپ ﷺ کو بخیریت دیکھا تو پکار اٹھی:

((كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ.)) ❷

"آپ ﷺ کی سلامتی کے بعد ہر مصیبت آسان ہے۔"

مختصر یہ کہ جب انسان کا کردار اپنی دعوت کے عین مطابق ہو تو لوگوں کو اس سے والہانہ محبت ہو جاتی ہے اور یہی محبت کردار سازی کا عظیم فریضہ انجام دیتی ہے۔

آج بھی دعوت وتبلیغ اور اصلاح وتربیت کا کام کرنے والے افراد اور جماعتیں اگر اپنا کردار اپنی دعوت کے عین مطابق بنا لیں تو ان کے پیروکاران کے کردار سے متاثر ہو کر خود اپنی سیرتوں کو پاکیزہ اور معیاری بنا لیں گے۔ آج دنیا پھر کسی ایسے شخص کے انتظار میں ہے جو قول وفعل کی یکسانیت کا بہترین نمونہ ہو۔ جو اخلاق وکردار کا ایسا صاف وشفاف چشمہ ہو جس میں بے کردار لوگ بھی غوطہ زن ہو کر کردار کی عظمتوں کے حامل بن جائیں جو ان کی برائیوں اور گناہوں بھری زندگی کا متبادل پیش کر کے ان کو دنیا وآخرت میں کامیابی کی ضمانت دے۔

---

❶ صحيح البخاري - كتاب الصلاة باب حك البزاق باليد من المسجد (ح ٤٠٥).

❷ سيرة ابن هشام (٣/ ٨٧) رجاله ثقات و لكن فيه انقطاع.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمونہ سازی

نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی ہر شخص کے لیے بہترین نمونہ تھی۔ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرتوں کی تعمیر میں سب سے اہم اور مؤثر رول نبی کریم ﷺ کی عملی زندگی نے ادا کیا۔ آپ ﷺ ہر معاملہ میں قابل رشک اور لائق اتباع نمونہ تھے۔ کسی بھی مرحلہ میں آپ کے یہاں تضاد نہیں ملتا۔ آپؐ جو کہتے وہ کرتے اور جو کرتے وہ کہتے۔ یہی وہ اعلیٰ ترین کردار تھا جس نے ہزاروں کرداروں کو وجود بخشا۔ نبی کریم ﷺ جہاں خود بہترین نمونہ تھے وہیں آپ کی یہ بھی کوشش رہتی کہ آپؐ کے اصحاب رضی اللہ عنہم بھی دوسروں کے لیے بہترین نمونہ بنیں۔ اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اصلاح و تربیت کے سلسلے میں انسان جہاں دوسروں کے لیے خود بہترین نمونہ ہو وہیں یہ بھی اس کی ذمہ داری ہے کہ اپنے زیر تربیت افراد کو وہ دوسروں کے لیے بہترین نمونہ بنانے کی فکر اور کوشش کرے۔

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میرے والد مجھے لے کر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میرے والد نے میری طرف اشارہ کر کے عرض کیا "اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے پاس جو غلام تھا وہ میں نے اپنے اس بیٹے کو دے دیا ہے۔" رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: "کیا تم نے اپنے تمام لڑکوں کو غلام عطا کیے ہیں؟" میرے والد نے کہا: "نہیں"! اس پر رسول اللہ نے فرمایا "اللہ سے ڈرو اور اولاد کے سلسلہ میں عدل و انصاف اختیار کرو۔" [1]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص بیٹھا ہوا تھا۔ اس

---

[1] بخاری ۔ کتاب الهبة : باب الاشهاد فی الهبة (ح ٢٥٨٧) ۔ مسلم ۔کتاب الهبات : باب کراهة تفضيل بعض الاولاد فی الهبة (ح ١٦٢٣).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوران اس کا ایک بیٹا آیا۔ اس شخص نے اپنے بیٹے کا بوسہ لیا اور اسے اپنی ران پر بٹھا لیا۔ پھر اس کی لڑکی آئی اور اس نے لڑکی کو اپنے سامنے بٹھا لیا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے اس کو مخاطب کر کے فرمایا:

''تو نے ان دونوں کے ساتھ انصاف و برابری کا برتاؤ کیوں نہیں کیا؟'' ❶

ان واقعات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ والدین کو دو ہدایات دینا چاہتے تھے۔ ایک یہ کہ اولاد کے درمیان عدل و مساوات کی روش اختیار کرنا چاہیے ان کے درمیان نابرابری کا سلوک ظلم ہے۔ دوسرے یہ کہ انہیں اپنی اولاد کے لیے عدل و انصاف' مساوات و برابری کا بہترین نمونہ بننا چاہیے تاکہ وہ اپنی اولاد کے حقوق کی ادائیگی کے ساتھ ان کی تربیت کا بھی ذریعہ بن سکیں۔

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

((اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اُتِیَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْہُ وَ عَنْ یَمِیْنِہٖ غُلَامٌ وَ عَنْ یَسَارِہِ الْاَشْیَاخُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ : اَتَأْذَنُ لِیْ اَنْ اُعْطِیَ ھٰؤُلَاءِ)) ❷

''رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک مشروب لایا گیا۔ اس وقت مجلس میں کچھ دوسرے لوگ بھی موجود تھے۔ دائیں جانب ایک لڑکا تھا اور بائیں جانب کچھ معمر لوگ تھے تو آپ ﷺ نے دائیں جانب بیٹھے ہوئے لڑکے سے کہا کہ کیا مجھے یہ اجازت دے سکتے ہو کہ میں پہلے ان شیوخ کو پلا دوں۔''

ذرا رک کر اسی واقعہ پر غور کیجیے۔ اگر رسول اللہ ﷺ چاہتے تو حسب معمول دائیں

---

❶ مجمع الزوائد (۸/ ۱۵٦) بحوالہ مسند البزار۔ اس کی سند بزار کے شیخ کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے۔

❷ بخاری ۔ کتاب الاشربۃ : باب ھل یستأذن الرجل من عن یمینہ فی الشرب . . . . (ح ٥٦٢۰)۔ مسلم ۔ کتاب الاشربۃ : باب استحباب ادارۃ الماء و اللبن . . . . . (ح ۲۰۳۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانب سے شروع کر دیتے۔ اس پر کسی کو اعتراض نہ ہوتا اور اگر آپ چاہتے تو شیوخ کا لحاظ کرتے ہوئے پہلے انہیں پیالہ دیتے اور اس پر بچہ کو کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ کیوں کہ لڑکے کے مقابلے میں بہر حال شیوخ قابل ترجیح ہیں اور دائیں جانب سے شروع کرنا فرض یا واجب نہیں۔ بلکہ صرف مستحب ہے مگر یہاں پر رسول اللہ ﷺ حاضرین کو دوسروں کے لیے نمونہ اور اُسوہ بننے کی تعلیم دے رہے ہیں۔ شیخ کو یہ تعلیم دینا چاہتے ہیں کہ اپنے سے کم عمر لوگوں سے اگر واسطہ پڑے تو انہیں اپنے سے چھوٹا سمجھ کر نظر انداز نہ کر دینا اور اس لڑکے کو یہ تعلیم دینا چاہتے ہیں کہ جب بزرگوں سے واسطہ پیش آئے تو استحقاق کے باوجود انہیں اپنے اوپر ترجیح دے کر اچھا نمونہ بننا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا ''آپ لوگ بچوں کو چومتے ہیں۔ ہم تو ان کو نہیں چومتے۔'' یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَوَ اَمْلِكُ لَكَ اِنْ نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ .)) ❶

''اگر اللہ تمہارے دل سے محبت نکال دے تو اس میں میرا کیا بس ہے؟''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ایک دوسری روایت میں بیان کرتی ہیں کہ:

((قَبَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَ عِنْدَهُ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيْمِيُّ جَالِسًا فَقَالَ الْاَقْرَعُ : اِنَّ لِيْ عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ اَحَدًا............))

''رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دونوں بیٹوں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو چوما۔ اس وقت اقرع بن حابس وہاں موجود تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: ''میرے دس بیٹے ہیں' لیکن میں نے تو کبھی کسی کو نہیں

❶ بخاری ۔ کتاب الادب : باب رحمة الولد و تقبیله و معانقته (ح ۵۹۹۸)۔ مسلم ۔ کتاب الفضائل : باب رحمته ﷺ الصبیان و العیال (ح ۲۳۱۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوما۔ رسول اللہ ﷺ نے اقرع بن حابس کو دیکھا اور کہا:

((مَنْ لَا يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ .)) ❶

''جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔''

یہ دونوں احادیث ایک طرف بچوں کے ساتھ شفقت کرنے کی تلقین کرتی ہیں تو دوسری طرف واضح طور پر یہ اشارہ بھی کرتی ہیں کہ آپ ﷺ یہ چاہتے تھے کہ لوگ اپنے بچوں کے ساتھ محبت و شفقت کا برتاؤ کر کے ان کے لیے بہتر نمونہ بنیں تا کہ ان کی اولاد ان کے نقش قدم پر چل سکے۔

❶ بخاری حوالہ سابق (ح ۵۹۹۷) مسلم ۔ حوالہ سابق (ح ۲۳۱۸) لیکن یہ روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے اور اس میں صرف حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا ذکر ہے' ابو داؤد (۵۲۱۸) میں حسین رضی اللہ عنہ اور ترمذی میں حسن یا حسین رضی اللہ عنہما شک کے ساتھ ہے۔ واللہ اعلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مربی کے اوصاف

تعلیم و تربیت اور اصلاح و تعمیر کے سلسلہ میں معلمین و مربین کا چند اوصاف سے متصف ہونا ضروری ہے، ورنہ تعلیم و تربیت کے تمام ذرائع و وسائل حتیٰ کہ حکیمانہ طریقے بھی سود مند اور مؤثر نہیں ہو سکتے ہیں۔ ذیل میں ایسے ہی چند اوصاف کی جانب نشاندہی کی جارہی ہے۔

اخلاص:

اخلاص ایک بنیادی وصف ہے جس کے بغیر کوئی بھی عمل نتیجہ خیز نہیں ہوسکتا۔ کوئی کام کتنی ہی خوبصورتی سے کیا جائے اگر اس میں اخلاص کی روح کارفرما نہ ہو تو ملمع سازی کی چمک دمک بہت جلد اپنا اثر کھودیتی ہے۔ مربی کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ تربیت و اصلاح کے سلسلہ میں صرف اللہ کی رضا کو پیش نظر رکھے۔ نہ اپنی کسی منفعت کا حصول اس کے سامنے ہو' نہ کسی مادی غرض کی تکمیل' بلکہ ہر معاملہ میں وہ اللہ کی خوشنودی کے حصول کے جذبہ سے سرشار ہو۔ وہ تربیت کے لئے کوئی بھی قدم اٹھائے۔ اس میں خلوص وللّٰہیت کی جھلک نظر آنی چاہئے۔ وہ نصیحت و موعظت کرے یا زجر و توبیخ سے کام لے' اس کا لہجہ نرم ہو یا سخت وہ پیار و محبت سے بھی سمجھائے یا سختی سے تنبیہ کرے' ہر عمل اور اقدام میں اخلاص کی کارفرمائی ضروری ہے۔ بغیر اخلاص وللّٰہیت کے جو کام بھی کیا جاتا ہے، اگرچہ بظاہر وہ اچھا معلوم ہوتا ہے مگر نتائج کے اعتبار سے مؤثر نہیں ہوتا۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ بہت سے لوگ اپنے بچوں یا اپنے زیر اثر افراد کی تربیت کے سلسلہ میں بہت سی تدابیر اختیار کرتے ہیں' تمام نفسیاتی پہلوؤں کا خیال رکھتے ہیں' بہت سے حکیمانہ طریقے استعمال کرتے ہیں مگر ان کی کاوشوں کے نتائج ان کے اندازہ کے بالکل برعکس نکلتے ہیں۔ اس طرح کے واقعات کے اثرات و نتائج

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر اگر آپ گہرائی سے غور کریں تو اسی نتیجہ پر پہنچیں گے کہ تربیت کرتے وقت مربین کے یہاں اخلاص کا فقدان رہا ہے۔ اسی حقیقت کی جانب نبی کریم ﷺ نے ان الفاظ میں توجہ دلائی ہے:

((اِنَّا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَا یَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا کَانَ لَهٗ خَالِصًا وَابْتُغِیَ بِهٖ وَجْهُهٗ)) ❶

''اللہ تعالیٰ صرف اس عمل کو قبول کرتا ہے جو اس کے لئے مخلصانہ طور پر کیا گیا ہو اور اس سے اس کی رضا مقصود ہو۔''

تربیت و اصلاح کے فرائض انجام دیتے ہوئے یہ بات کسی وقت بھی ذہن میں نہ آنی چاہیے' کہ میں مربی ہوں اور فلاں شخص کی میں تربیت کر رہا ہوں اس سے تکبر و غرور پیدا ہوتا ہے اور مربی کا اپنے زیر تربیت افراد سے جو مخلصانہ تعلق ہونا چاہیے اس میں کمی آ جاتی ہے۔ اخلاص میں یہ بات بھی شامل ہے کہ انسان دوسروں کی تربیت کرتے ہوئے اپنی ذات سے غافل نہ رہے۔ اپنے کو دوسروں سے بالاتر نہ سمجھے۔ اپنے بارے میں کبھی اس واہمہ کا شکار نہ ہو کہ میری تربیت تو ہو چکی ہے اور اب میں دوسروں کی تربیت کرنے کے منصب پر فائز ہوں۔ یہ انداز فکر اصلاح و تربیت کے بجائے بگاڑ اور فساد کا سبب بن جاتا ہے۔

اللہ کے لئے مخلص ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے زیر تربیت افراد کے لئے بھی انسان مخلص ہو' ان سے دلی محبت و ہمدردی ہو' اسے ان کی نجات کی فکر ہر وقت دامن گیر ہو۔ یہ خیر خواہی اس درجہ اور اتنی واضح ہو کہ اس کے مخاطبین اس کی ہر بات اور نصیحت کو خواہ وہ کتنے ہی سخت لب ولہجہ میں کہی جائے' اپنے لئے باعث خیر سمجھیں اور انہیں یہ یقین کامل ہو کہ ان کو نصیحت و فہمائش کرنے والا شخص ان کا خیر خواہ ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے لئے اس قدر مخلص اور خیر خواہ تھے کہ ہر صحابی یہ سمجھتا تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ مجھ سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں' نہ صرف اپنے اصحاب اور اہل ایمان کی

❶ نسائی - كتاب الجهاد: باب من غزا يلتمس الاجر والذكر (ح ٣١٤٢).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصلاح و تربیت کی فکر آپ ﷺ کو ہر وقت دامن گیر رہتی تھی' بلکہ آپ ﷺ اپنے دشمنوں کی ہدایت کے لئے بھی بے چین رہتے تھے۔ قرآن پاک اس بات پر گواہی دیتا ہے:

﴿ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰٓ اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝﴾ (الکھف: ۱۸/ ۸/ ٦)

"اے نبی! شاید تم ان کے پیچھے غم کے مارے اپنی جان کھو دینے والے ہو اگر یہ اس تعلیم پر ایمان نہ لائے۔"

نبی کریم ﷺ لوگوں کی ہدایت اور اصلاح و تربیت کے لئے کس قدر بے چین رہتے تھے' اس کا اندازہ درج ذیل حدیث سے لگایا جا سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّمَا مَثَلِي وَ مَثَلُ النَّاسِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهٗ جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَآبُّ الَّتِيْ تَقَعُ فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيهَا فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَزَعُهُنَّ وَ يَغْلِبْنَهٗ فَيَقْتَحِمْنَ فِيهَا. فَاَنَا آخُذُ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَ اَنْتُمْ تَقَحَّمُوْنَ فِيهَا.)) ❶

"میری مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے آگ روشن کی جب آگ نے اپنے گرد و پیش کو خوب روشن کر دیا تو پروانے اور کیڑے جو آگ میں گرا کرتے ہیں۔ اس (آگ) میں گرنے لگے اور وہ شخص انھیں روک رہا ہے اور وہ ہیں کہ اس پر غالب آ کر اس میں گھسے پڑتے ہیں۔ تو میری اور اپنی مثال ایسی ہی سمجھو کہ میں تمھیں آگ سے روکتا ہوں اور تم ہو کہ اس میں گھسے پڑتے ہو۔"

اصلاح و تربیت کے فرائض انجام دیتے ہوئے جہاں انسان اللہ کے لیے مخلص ہو' وہیں پر وہ اپنے مخاطبین کے لیے سرتا سر نصح و خیر خواہی بن جائے۔ اس کا ہر قول اور ہر عمل درد و سوز میں ڈوبا ہوا ہو۔ ریا کاری' تصنع اور نفاق جیسے عیوب کا ذرا بھی شائبہ نہ ہو۔

❶ بخاری ۔ کتاب الرقاق : باب الانتهاء عن المعاصی (ح ٦٤٨٣)۔ مسلم ۔ کتاب الفضائل : باب شفقته ﷺ علی امته . . . . (ح ٢٢٨٤).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم

اصلاح و تربیت کرنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ علم کی دولت سے مالا مال ہوں۔ انھیں دین اسلام کے احکام اور اوامر و نواہی کا اتنا علم ضرور ہو کہ ہر مرحلہ پر صحیح رہنمائی کرسکیں۔ وہ قرآن و حدیث کا گہرا مطالعہ رکھتے ہوں' تا کہ اسلام کی سچی نمائندگی کرسکیں۔ اسوۂ رسول ﷺ اور اسوۂ صحابہ رضی اللہ عنہم سے واقفیت ہو' تا کہ ان کی زندگی کی روشنی میں اپنے فرائض کی ادائیگی کرسکیں۔ وہ نئے اُبھرتے حالات اور نئے تقاضوں سے بھی واقف ہوں' تا کہ جدید رجحانات کے پس منظر میں اپنے مخاطبین کے جذبات و نفسیات کا خیال رکھتے ہوئے' توازن و اعتدال کے ساتھ ان کی تربیت کی ذمہ داریوں کو ادا کرسکیں۔

اگر انسان کو ضروری علم حاصل نہ ہو تو وہ اصلاح و تربیت جیسے نازک اور اہم فرض کی ادائیگی نہیں کرسکتا' وہ نفسیاتی پیچیدگیوں اور جذباتی نزاکتوں کو نہیں سمجھ سکتا' جس کی وجہ سے مخاطبین کے بھٹکنے اور گمراہ ہو جانے کا پورا اندیشہ رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حصول علم پر بڑا زور دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ .)) ❶

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔"

چونکہ مسلم معاشرہ کا ہر فرد کسی نہ کسی کا نگراں اور مربی ہوتا ہے' اس لئے ہر فرد کے لئے علم حاصل کرنا ضروری قرار دیا' تا کہ مسلم معاشرہ کے تمام افراد ضروری علم دین حاصل کر کے اپنے فرائض کو ادا کرسکیں۔

نئی نسل کی تربیت کی ذمہ داری جن حضرات پر عائد ہوتی ہے ان کے لئے ضروری ہے

❶ ابن ماجہ ـ كتاب المقدمة : باب فضل العلماء و الحث على طلب العلم (ح ٢٢٤).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ زیادہ سے زیادہ علم حاصل کریں ۔تربیت کے فوائد اور حکیمانہ اصول کا مطالعہ کریں۔ یہ جانکاری حاصل کریں کہ مربی کے لئے کن اوصاف کا اختیار کرنا ضروری ہے اور کن امور سے اجتناب لازمی ہے ۔ اسی کے ساتھ حالات و جذبات اور مزاج ونفسیات کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا کریں۔ اگر ممکن ہو تو تعلیم و تربیت کے موضوع پر جو علمی کام ہوا ہے اس کا بھی مطالعہ کریں تا کہ جدید نظریات و تجربات کا صالح مواد لے کر اس سے بھی فائدہ حاصل کیا جاسکے ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبر وتحمل

مربی کا ایک بنیادی وصف صبر وتحمل بھی ہے۔اس کے بغیر کوئی شخص بھی تربیت جیسے نازک فریضہ کی ادائیگی نہیں کرسکتا۔ اصلاح اور تربیت کا عظیم کام کرنے والوں کو اپنے اندر بے پناہ صبر وتحمل کی اسپرٹ پیدا کرنا چاہیے۔ میں نے جب غور کیا کہ جن انبیاء کا قرآن میں تذکرہ کیا گیا ہے ان میں سے بیشتر نے بکریاں چرائی ہیں۔ خود مربی اعظم ﷺ سے مشیت ایزدی نے بکری چرانے کا کام لیا ہے' (1) تو میری سمجھ میں یہ حکمت آئی......کہ بکری ایک بہت کمزور جانور ہے' اگر اس کے ایک ڈنڈا زور سے مار دیا جائے تو اس کا زندہ رہنا مشکل ہے' اس کے ساتھ ساتھ جب اسے کھلا چھوڑ دیا جائے تو وہ اِدھر اُدھر بہت زیادہ بھٹکتی ہے' ان دونوں حقیقتوں کو سامنے رکھتے ہوئے' بکریوں کے ریوڑ کے بارے میں سوچئے۔ جب بہت سی بکریاں ایک ساتھ ہوں تو ان میں سے کوئی اِدھر بھاگ رہی ہوگی اور کوئی اُدھر۔ جب ایک بکری ریوڑ سے الگ ہوکر ایک طرف کو بھاگتی ہے' تو چرواہا غصہ میں لاٹھی لئے اس کے پیچھے بھاگتا ہے' مگر جیسے ہی وہ لاٹھی رسید کرنا چاہتا ہے' یہ تصور اس کے ہاتھوں کو روک دیتا ہے کہ ایک ہی لاٹھی میں بکری کا کام تمام ہو جائے گا۔ وہ اس بکری کو آہستہ سے ریوڑ میں لاتا ہے کہ دوسری بکری ایک طرف کو کھسک لیتی ہے اور اس طرح چرواہے کو بار بار اپنے مشتعل جذبات کو قابو میں کرنا پڑتا ہے۔یہ وہ صورتِ حال ہے جو چرواہے کو صبر وتحمل کا عادی بناتی۔ انبیاء کو تعلیم وتربیت' اصلاح وتزکیہ کے جس بلند منصب پر فائز کیا گیا تھا۔ غالباً اس منصب کی

(1) رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔" اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: "کیا آپ نے بھی بکریاں چرائی ہیں۔" تو فرمایا کہ "ہاں! کبھی میں بھی چند قیراط کے عوض مکہ والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔" بخاری ـ كتاب الاجارة :باب رعي الغنم على قراريط (ح ٢٢٦٢)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نزاکت کے پیش نظر انھیں صبر وتحمل کا عادی بنانے کے لئے ان سے بکریاں چروائی گئیں۔
صبر وتحمل کا مفہوم یہ ہے کہ انسان بات بات پر غصہ نہ ہو بلکہ معمولی معمولی باتوں کو نظر انداز کردے۔ اسی طرح سے صبر وتحمل کے مفہوم میں یہ بات بھی داخل ہے کہ انسان اپنے جذبات کو مشتعل نہ ہونے دے۔

﴿وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٣٤﴾﴾

(آل عمران: ۳/ ۱۳۴)

”جو غصہ کو پی جاتے ہیں اور دوسروں کے قصور معاف کر دیتے ہیں ایسے نیک لوگ اللہ کو بہت پسند ہیں۔“

اسی طرح آدمی جلد بازی نہ کرے بلکہ ہر کام کو سکون اور ٹھہراؤ کے ساتھ انجام دے۔ اسی طرح اگر اس کی کاوشوں کے نتائج فوراً ظاہر نہ ہوں، تو قلق واضطراب کا اظہار نہ کرے اور نہ ہی قنوط ومایوسی کا شکار ہو، بلکہ ڈھارس باندھے رکھے اور مسلسل محنت کرتا رہے۔ دیکھا گیا ہے کہ بہت سے لوگ جب دوسروں کی تربیت کرتے ہیں اور ان میں کوئی تبدیلی نہیں دیکھتے تو بددل ہو کر ان کی تربیت کرنا چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ تربیت کے نتائج بہت دیر سے ظاہر ہوتے ہیں اس لئے اس سلسلہ میں جلد بازی کرنا اور فوری نتائج کی امید رکھنا صحیح نہیں ہے۔ بری عادتیں آہستہ آہستہ چھوٹتی ہیں اور اچھی عادتیں تدریجاً پروان چڑھتی ہیں۔ اس لئے مایوسی کا شکار کبھی نہ ہوئیے، بلکہ صبر وتحمل سے کام لیجئے۔

﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ﴿٤٣﴾﴾

(الشوریٰ: ۴۲/ ۴۳)

”جو شخص صبر سے کام لے اور درگزر کرے تو یہ بڑی اولوالعزمی کے کاموں میں سے ہے۔“

تربیت ایک صبر آزما کام ہے۔ اس اہم فریضہ کو ادا کرتے ہوئے، انسان کو بلند ہمتی سے کام لینا چاہئے۔ دوام وتسلسل کے ساتھ اپنی کوشش کو جاری رکھنا چاہئے، مشتعل ہو کر کوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلط قدم نہیں اٹھانا چاہیے۔ اپنے مزاج کے خلاف باتوں کو برداشت کرنا چاہیے۔ مسلسل ناکامیوں کے باوجود بھی ہمت نہیں ہارنا چاہیے۔ تربیت کے سلسلہ میں بڑے سخت مراحل آتے ہیں ان سخت مراحل میں اپنے کو قابو میں رکھنا اصل بہادری ہے۔

((لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِیْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ.)) ❶

"کشتی میں پچھاڑنے والا طاقتور نہیں ہے اصل طاقتور وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔"

ہر مربی کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے زیر تربیت افراد کی خوبیاں اور کمیاں نہایت باریک بینی سے نوٹ کرے۔ خوبیوں پر ہمت افزائی کرتے ہوئے انھیں پروان چڑھائے اور کمیوں کو دور کرنے کے لئے حکمت و تدبر کے ساتھ کوشاں رہے۔ اگر کسی خامی یا کمی پر قابو پانے میں اسے دشواری محسوس ہو تو بددل یا مایوس نہ ہو بلکہ عزم و حوصلہ کے ساتھ اپنی کوشش جاری رکھے۔

تربیت ایک بڑی صبر آزما ذمہ داری ہے۔ اس لئے ہر مربی کو صبر و عزیمت کا پہاڑ بن کر تربیت کے فرائض انجام دینا چاہئیں۔ جلد بازی یا مایوسی غلط اثرات و نتائج کا موجب ہوسکتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کے اسوۂ مبارکہ کو سامنے رکھیے کہ آپ ﷺ نے کن شدید اور پرخطر حالات میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی تربیت کے فرائض انجام دیئے۔ آپ ﷺ سخت سے سخت حالات میں بھی کسی مایوسی کا شکار ہوئے اور نہ ہی جلد بازی کا مظاہرہ کیا۔

---

❶ بخاری ۔ کتاب الادب : باب الحذر من الغضب (ح ٦١١٤)۔ مسلم ۔ کتاب البر والصلة : باب فضل من یملك نفسه عند الغضب (ح ٢٦٠٩)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسنِ گفتار

انسان کی زبان' لب ولہجہ' انداز تخاطب وطرز گفتگو کا اثر بہت زیادہ اس کے مخاطبین پر پڑتا ہے۔ اگر آواز شیریں' خوش گوار اور میٹھی ہو' تو مخاطبین پر کوئی اکتاہٹ طاری نہیں ہوتی اور وہ دل کی گہرائی سے اس کا اثر قبول کرتے ہیں۔ لیکن آواز اگر کرخت' بھدی' چیخ والی ہو تو مخاطبین کے کانوں پر گراں گزرتا ہے؛ ان کے ذوقِ سماعت پر بار محسوس ہوتا ہے اور پھر مخاطبین ایسے شخص کی باتوں سے نہ صرف یہ کہ کوئی اثر نہیں لیتے بلکہ اس کی باتوں سے متنفر ہونے لگتے ہیں۔ مربی اعظم ﷺ کی آواز نہ بہت بلند ہوتی تھی نہ پست بلکہ اس قدر شیریں کہ سننے والا بغیر اثر لئے نہ رہتا تھا۔ اُم معبد رضی اللہ عنہا نے کس قدر جامع الفاظ میں آپ کے طرزِ تکلم کو بیان کیا ہے:

((حُلُوُّا لْمُنْطَقِ فَصُلًا لَا نَزَرَ وَ لَا هَزَرَ .))

"(اس مسافر (محمدؐ) کے) الفاظ نہ ضرورت سے زیادہ نہ ضرورت سے کم ......
نہ کوتاہ سخن نہ طویل گو۔" ❶

فضول باتوں اور لا یعنی گفتگو سے اجتناب کیجئے۔ بغیر ضرورت گفتگو کرنے سے انسانی شخصیت مجروح ہوتی ہے اور اس کی بہت سی کمزوریاں ظاہر ہوتی ہیں' بہت سے مسائل خواہ مخواہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ طویل گفتگو سے مخاطب اکتا جاتا ہے اور اصل مدعا کو محفوظ رکھنا اس لئے مشکل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ضرورت سے کم گفتگو کرنے پر مخاطب مدعا کو نہیں سمجھ پاتا نہ ہی وہ مطمئن ہو پاتا ہے۔ تعلیم وتربیت' دعوت وتبلیغ کے سلسلہ میں انسان کو گفتگو بہتر سے بہتر ڈھنگ سے کرنی چاہئے۔ ایک طرف طوالت سے اجتناب کرنا چاہئے' دوسری طرف

❶ مستدرك حاكم (٣/ ٩).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گونگے بن کر نہیں رہنا چاہیے' بلکہ حسب ضرورت گفتگو کرنا چاہیے۔ آیئے نبی کریم ﷺ کے حسن گفتار کا مطالعہ کر کے اس کو اختیار کرنے کی کوشش کریں۔

آپ ﷺ بلا ضرورت گفتگو نہ فرماتے' ابتداء سے انتہا تک آپ ﷺ منہ بھر کر بولتے یہ نہیں کہ آدھی بات منہ میں رہ جائے۔ آپ ﷺ کی بات فیصلہ کن ہوا کرتی تھی۔ اہل مجلس کی گفتگو میں غیر متعلق موضوع نہ چھیڑتے بلکہ جو سلسلہ کلام چل رہا ہوتا اسی میں شریک ہو جاتے۔ اگر کسی موضوع سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اکتایا ہوا محسوس کرتے تو اس کو بدل دیتے' گفتگو کے دوران ہر فردِ مجلس پر توجہ فرماتے تاکہ کوئی یہ محسوس نہ کر سکے کہ آپ نے اس پر کسی دوسرے کو فوقیت دی ہے۔ گفتگو کرنے والے کی جانب سے اس وقت تک منہ نہ پھیرتے جب تک وہ خود منہ نہ پھیر لیتا۔ کسی کی بات کو بھی نہ کاٹتے الا یہ کہ کوئی بات خلافِ حق نہ ہو۔ کھڑے کھڑے کسی اہم موضوع پر گفتگو کرنے کو ناپسند فرماتے۔ گفتگو کے دوران صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہنستے بھی اور دلچسپی کا اظہار بھی فرماتے۔ آپ ﷺ نہ کسی کی برائی میں زبان کھولتے' نہ عیب چینی کرتے اور نہ کسی کے راز کو جاننے کی کوشش کرتے۔ جب کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو پوری طرح متوجہ ہوتے۔ زبان پر کوئی گندی بات نہ لاتے' نہ چیخ کر بولتے۔ لایعنی باتوں سے پرہیز کرتے اور دوسروں کو بھی روکتے۔ کلام سے پہلے سلام کا اہتمام فرماتے۔ آپ ﷺ کی آواز میں حسبِ ضرورت اتار چڑھاؤ ہوتا۔ گفتگو میں کسی طرح کا کوئی تصنع اور تکلف نہ ہوتا' بلکہ سادگی اور شائستگی ہوتی۔ گفتگو میں تبسم کی آمیزش رہتی تھی۔ گفتگو کے دوران کسی بات پر زور دینا ہوتا تو ٹیک سے اٹھ کر سیدھے ہو بیٹھتے۔ خاص باتوں کو بار بار دہراتے۔ حاضرین کو کسی بات سے ڈراتے تو زمین پر ہاتھ مارتے' اپنی بات کی وضاحت کے لئے ہاتھوں اور آنکھوں کے اشاروں سے مدد لیتے۔ تعجب کے موقعوں پر ہتھیلی کو الٹ دیتے۔ کبھی سر ہلاتے اور ہونٹوں کو دانتوں سے دباتے' کبھی ران پر ہاتھ مارتے۔ ❶

نبی اکرم ﷺ کے اس طرز تکلم کو سامنے رکھتے ہوئے' ہر مسلمان کو کوشش کرنا چاہیے کہ

---

❶ شمائل ترمذی (ح ۲۲۶ ، ۳۳۷ ، ۳۵۲).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ آپ ﷺ کی پیروی میں حسنِ گفتار کی صفت سے متصف ہو سکے۔ ذرا غور کیجئے! نبوت کا بھاری بوجھ اُٹھاتے ہوئے' مسائل کے حصار میں گھرے ہوئے' طرح طرح کی اذیتوں اور پریشانیوں کا مقابلہ کرتے ہوئے' آپ ﷺ کی باتیں جادو کی طرح اثر کرتی تھیں ورنہ پے بہ پے مشکلات و مصائب انسان کے لب و لہجہ میں کرختگی اور چڑچڑاپن پیدا کر دیتی ہیں' لیکن رسول اللہ ﷺ ایک عالمی تحریک کے قائد' ایک سلطنت کے حکمران' ایک معاشرہ کے معمار' فوج کے سپہ سالار اور ایک خاندان کے قوام تھے۔ کس قدر مسائل میں گھری ہوئی تھی آپ کی ذاتِ گرامی' مگر گفتگو میں تبسم و مسکراہٹ کی حلاوت گھلی ہوئی ہوتی تھی' اور ہر موضوع پر بلا تکلف گفتگو فرماتے۔ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> "جب ہم دینوی اُمور کے بارے میں گفتگو کرتے تو رسول اللہ ﷺ بھی حصہ لیتے جب ہم آخرت پر گفتگو کرتے تو رسول اللہ ﷺ بھی اس موضوع پر تکلم فرماتے اور جب ہم کھانے پینے کی کوئی بات چھیڑتے تو رسول اللہ ﷺ اس میں شامل رہتے۔" ❶

واقعہ یہ ہے کہ جب ایک تحریک کے لئے ماحول سے کشمکش جاری ہوتی ہے' سچے جذبات کی موجیں اُٹھتی ہیں تو پھر ہر بات میں مقصد کی لگن معنویت پیدا کر دیتی ہے۔ جذبات کا خلوص ہر بول کو ادبی چاشنی عطا کر دیتا ہے اور کردار کی عظمت ہر لفظ کو اثر آفریں بنا دیتی ہے۔

ہمیں اپنے مشن کو کامیاب بنانے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے طرزِ تکلم کی خصوصیات کو اپنانا ضروری ہے تاکہ پاکیزہ پیغام' پاکیزہ زبان میں لوگوں تک پہنچایا جا سکے۔

❶ شمائل ترمذی (ح ٣٤٤) شمائل ترمذی کے باب کیف کان کلام رسول اللہ ﷺ کو سامنے رکھ کر ترتیب دیا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسنِ کردار

مربی کے لئے سب سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ وہ دوسروں کی تربیت سے پہلے اپنی تربیت کرے' دوسروں کو اچھائی کا عادی بنانے سے پہلے خود اچھائیوں کا عادی بن جائے۔ دوسروں کو بری عادتوں سے چھٹکارا دلانے سے پہلے خود بری عادتوں سے کنارہ کش ہو جائے۔ انسان کا اپنا کردار دوسروں کے لئے وجہ کشش ہوتا ہے اور ان پر ایک گہرا اثر ڈالتا ہے۔ کردار ایک خاموش مبلغ یا مربی کی حیثیت رکھتا ہے۔ مربی اعظم ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کی جو مثالی تربیت کی تھی' اس میں سب سے اہم رول آپ ﷺ کے حسن کردار نے ادا کیا تھا۔

مربی کے قول و فعل میں اگر تضاد ہو تو اس کی تمام کوششیں رائیگاں جاتی ہیں۔ لیکن اگر مربی کے قول و فعل میں یکسانیت ہو' وہ کردار کی عظمت لئے ہوئے ہو تو اس کی معمولی کوشش بھی بڑے بڑے نتائج ظاہر کرتی ہے۔ غور کیجئے' رسول اللہ ﷺ ظلمت کدہ عالم میں تن تنہا دعوت و تبلیغ اور اصلاح و تربیت کے کام کا آغاز کرتے ہیں اور ۲۳ سال کی قلیل مدت میں پورا عرب مفتوح ہو جاتا ہے اور عجم میں آپ کے چرچے ہونے لگتے ہیں۔ اس انقلاب کو یہ ہمہ گیری کس چیز نے عطا کی..... آپ ؐ کے حسن کردار اور متقیانہ زندگی نے۔ آپ ﷺ کا حسن کردار سب سے بڑا مبلغ اور داعی تھا۔ آپ ﷺ کی بلند کرداری سب سے بڑی پر اثر اپیل اور سب سے محکم دلیل تھی جس کا کوئی توڑ کسی کے پاس نہ تھا۔ لوگ آپ ؐ کے حسن کردار سے متاثر ہوتے اور اپنے آپ کو اسلامی انقلاب کے حوالہ کر دیتے۔ لوگ آپ ﷺ کا خاتمہ کرنے کے لئے آتے مگر آپ ؐ کے کردار سے متاثر ہو کر آپ ﷺ کے حلقہ میں شامل ہو جاتے' تعاقب کرنے والے آپ ؐ سے امان نامہ لکھواتے' آپ ﷺ پر تلوار اٹھانے والے آپ کا دفاع کرنے والوں میں شامل ہو جاتے۔ زانی و بدکار آپ کی بلند کرداری سے متاثر ہو کر عفت و حیاء کا پیکر بن جاتے۔ فساد اور قتل و غارت گری کے عادی انسانیت کے محافظ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن جاتے، جب آپ ﷺ کے دشمن دیکھتے کہ گالی سن کر آپ دعائیں دے رہے ہیں، پتھر کھا کر آپ ﷺ پھول برسا رہے ہیں اور اذیتیں سہہ کر ان کے حق میں کلماتِ خیر کہہ رہے ہیں، تو وہ آپ ﷺ کے کردار سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے تھے۔

اصلاح و تربیت کا کام کرنے والوں کی اوّلین ذمہ داری ہے کہ وہ تقویٰ اور خوف الٰہی پر مبنی زندگی گزاریں۔ فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی اور محرمات سے مکمل اجتناب کریں۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ ساتھ بندوں کے حقوق بھی ادا کریں۔ اسلامی آداب و عادات کو اختیار کریں، پوری زندگی ایک صالح بندہ کی حیثیت سے گزاریں، تو ان کی کوششیں یقیناً بار آور ہوں گی، ورنہ حسرت و ناکامی کے سوا کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ اپنے رسول ﷺ کے طریق تربیت کی روشنی میں ہمیں اپنی اور اپنے متعلقین کی تربیت کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور باہمی رنجشوں، عداوتوں اور رقابتوں سے بچا کر محبتوں کو پروان چڑھانے کی توفیق عطاء فرمائے۔ یوں وہ محبتیں جنم لیں جو قرونِ اولیٰ میں رسول اللہ ﷺ نے تربیت کر کے اپنے صحابہ کے درمیان پیدا کر دی تھیں کہ جو پوری دنیا کو تسخیر کرنے اور اسلام کو غالب کرنے کا باعث بنیں اور اس سلسلہ میں ہماری کوتاہیوں کو نظر انداز فرمائے اور ہماری حقیر کوششوں کو شرف قبولیت عطاء فرمائے۔ (آمین)

رسول اللہ ﷺ کے ان مذکورہ بالا اوصاف کا پیدا کرنا ناممکن نہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۲۱)

ہاں مشکل ضرور ہے:

﴿وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ ۝﴾ (البقرة: ۲/ ۴۵)

اللہ تعالیٰ ہمیں دعوتِ دین کے سلسلے میں ان اوصاف کو اپنانے اور موقع و محل پر ان سے استفادہ کی توفیق عطاء فرمائے۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيزٍ . آمِين !

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

22659

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

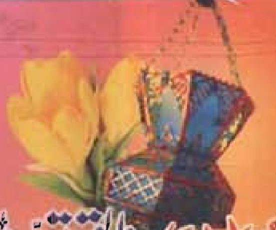

رسول اللہ ﷺ کا طریقِ تربیت

انسان ایک ایسا حیوانِ ناطق ہے، جو تربیت کے مراحل سے گزر کر اشرف المخلوقات اور خلیفۃ اللہ فی الارض بن سکتا ہے۔ بصورتِ دیگر وہ جانوروں سے بدتر خصائل و رذائل کا شکار ہو کر قرآنی الفاظ میں اَسۡفَلَ السّٰفِلِیۡنَ کے زمرے میں شمار ہوتا ہے۔

تمام مخلوقات میں سے انسان ہی وہ خوش نصیب مخلوق ہے، جس کی ہدایت اور تربیت کے لیے ایک طرف وحی و الہام کی تعلیمات فراہم کی گئیں، تو دوسری طرف ان تعلیمات کا ایک نمونہ کامل اور جامع اسوہ انبیاء و رسل کی صورت میں پیش کیا گیا۔ خاتم النبیین محمد ﷺ انسانیت کی اصلاح و تربیت کے لیے دائمی نمونہ عمل کے بطور مبعوث کیے گئے تو قرآن مجید نے ان کے حق میں "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" کی حجت پیش کی۔ تزکیہ و تربیت فرائض نبوت میں سے ہے۔ یہی بات ہے کہ سیرت پیغمبر ﷺ میں کسی ریاست کے اجتماعی معاملات کی درستی سے لے کر انفرادی آداب کی تلقین اور آموزش شامل ہے۔

اسی تربیت کے نتیجے میں عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ کی وہ لازوال نعمت میسّر آتی ہے، جو دین و دنیا میں فوز و فلاح کا سب سے بڑا سامان ہے۔ تربیت ایک صبر آزما ذمہ داری ہے۔ "رسول اللہ ﷺ کا طریق تربیت" کے عنوان سے اس کتاب میں تربیت کے اس اسلوب اور منہج کو پیش کیا گیا ہے، جسے رسول اللہ ﷺ نے عملی اعتبار سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے تزکیہ و تربیت کے لیے استعمال کیا تو وہ خیر القرون کے مثالی انسان بن گئے۔ محترم محمد طاہر نقاش نے مولانا سراج الدین ندوی کی اس مفید تصنیف کو اس عمدگی اور خوبی سے مدوّن کیا ہے کہ جس کے باعث یہ عامۃ المسلمین کی اصلاح و تربیت کا مثالی اسلامی نصاب کا درجہ اختیار کر گئی ہے۔

ان شاء اللہ

پروفیسر عبدالجبار شاکر
ڈائریکٹر بیت الحکمت، لاہور

دارالابلاغ
کتاب و سنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ
DARULIBLAGH